



ریاکاری

- 75 1 * اپنی تعریف پر خوش ہونا کیسا؟
- 83 6 * ریاکاری کا علم کیسے فرض ہے؟
- 88 12 * ریاکاری کی 22 تاہداریاں
- 92 26 * کسی کو ریاکار کہنا کیسا؟
- 111 29 * ریاکاری کیسے ہوتی ہے؟
- 136 61 * اپنی نیکیوں کا اظہار کرنا کیسا؟
- 21 * کایات

ریاکاری کی تباہ کاریوں اور علاج کا بیان

ریاکاری



پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

نام کتاب: ریکاری

پیش کش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)

طباعۃ اول: ۲ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ، 1 دسمبر 2008ء

طباعۃ دوم: رجب المرجب ۱۴۳۲ھ، جون 2011ء تعداد: 4000

طباعۃ سوم: صفر المظفر ۱۴۳۳ھ، جنوری 2012ء تعداد: 4000

طباعۃ چہارم: ربیع الثوث ۱۴۳۳ھ، مارچ 2012ء تعداد: 3000

طباعۃ پنجم: رجب المرجب ۱۴۳۳ھ، جون 2012ء تعداد: 6000

ناشر: مکتبۃ المدینہ باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

تاریخ: ۲ ذوالحجۃ الحرام ۱۴۲۹ھ حوالہ: 161

الحمد لله رب العلمین والصلوة والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین

تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

”ریکاری“

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیش کتب و رسائل کی جانب سے نظر ثانی کی کوشش

کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے عقائد، کفریہ عبارات، اخلاقیات، فقہی مسائل اور عربی عبارات وغیرہ کے حوالے سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیش کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

1 - 12 - 2008

E.mail:ilmia@dawateislami.net

www.dawateislami.net Ph:34921389-93 Ext:1268

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

”اخلاص کی برکتیں“ کے 13 حروف کی نسبت سے اس

کتاب کو پڑھنے کی ”13 نیتیں“

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم: نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ ۝ مسلمان کی نیت اس

کے عمل سے بہتر ہے۔ (المعجم الكبير للطبرانی، الحديث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

دومدنی پھول: ﴿۱﴾ بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عمل خیر کا ثواب نہیں ملتا۔

﴿۲﴾ جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اتنا ثواب بھی زیادہ۔

﴿۱﴾ ہر بار حمد و ﴿۲﴾ صلوٰۃ اور ﴿۳﴾ تعوذ و ﴿۴﴾ تسمیہ سے آغاز

کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اوپر دی ہوئی دو عربی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیتوں پر عمل ہو جائے

گا)۔ ﴿۵﴾ حتیٰ اَوْشَعِ اِس کا باؤضو اور ﴿۶﴾ قبلہ رُو مَطَاعَہ کروں گا ﴿۷﴾ قرآنی

آیات اور ﴿۸﴾ احادیثِ مبارکہ کی زیارت کروں گا ﴿۹﴾ جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام

پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور ﴿۱۰﴾ جہاں جہاں ”سرکار“ کا اسمِ مبارک آئے گا وہاں

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھوں گا۔ ﴿۱۱﴾ شرعی مسائل سیکھوں گا۔ ﴿۱۲﴾ اگر کوئی

بات سمجھ نہ آئی تو علماء سے پوچھ لوں گا ﴿۱۳﴾ کتابت وغیرہ میں شرعی غلطی ملی تو

ناشرین کو تحریری طور پر مطلع کروں گا (مصنف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اغلاط صرف زبانی

بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

المدینۃ العلمیۃ

از: بانی دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ
مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ

الحمد لله على احسانه وبفضل رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم
تبليغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ”دعوتِ اسلامی“ نیکی کی دعوت،
احیائے سنت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مصمم رکھتی ہے،
ان تمام امور کو بحسنِ خوبی سرانجام دینے کے لئے متعدد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا
ہے جن میں سے ایک مجلس ”المدینۃ العلمیۃ“ بھی ہے جو دعوتِ
اسلامی کے علماء ومفتیانِ کرام کثرہم اللہ تعالیٰ پر مشتمل ہے، جس نے
خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

- | | |
|---|--------------------|
| (۱) شعبہ کتبِ علیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ | (۲) شعبہ درسی کتب |
| (۳) شعبہ اصلاحی کتب | (۴) شعبہ تراجم کتب |
| (۵) شعبہ تفتیش کتب | (۶) شعبہ تخریج |

”المدینۃ العلمیۃ“ کی اولین ترجیح سرکارِ علیحضرت امام

اہلسنت، عظیم البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمع رسالت، مُجِدِّ دین وملت، حامی سنت، ماحی بدعت، عالم شریعت، پیر طریقت، باعث خیر و برکت، حضرت علامہ مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی گراں مایہ تصانیف کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتّیٰ الوُسْع سہل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اس علمی، تحقیقی اور شاعری مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کتب کا خود بھی مطالعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ”دعوتِ اسلامی“ کی تمام مجالس بشمول ”المدینۃ العلمیۃ“ کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عمل خیر کو زیور اخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبد خضرا شہادت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمین بحاجہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

دل کی اصلاح کی ضرورت

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نو رکے پیکر، تمام نبیوں کے سرِ وَر، دو جہاں کے تاجوَر، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ”آگاہ رہو کہ جسم میں ایک لوٹھڑا گوشت کا ہے جب وہ سنورے تو پورا جسم سنور جاتا ہے، اگر وہ بگڑے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے، سُنو! وہ دل ہے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من استبرأ لدينه، الحديث ۵۲، ج ۱، ص ۳۳)

مفسرِ شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی دل بادشاہ ہے جسم اس کی رعایا، جیسے بادشاہ کے دُست ہو جانے سے تمام مُلک ٹھیک ہو جاتا ہے، ایسے ہی دل سنبھل جانے سے تمام جسم ٹھیک ہو جاتا ہے، دل ارادہ کرتا ہے جسم اس پر عمل کی کوشش، اس لیے صوفیاء کرام دل کی اصلاح پر بہت زور دیتے ہیں۔ (مراۃ المناجیح ج ۴، ص ۲۳۱)

حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: تم پر دل کی حفاظت، اس کی اصلاح اور اسے دُست رکھنے کی کوشش کرنا بھی ضروری ہے کیونکہ دل کا معاملہ باقی اعضاء سے زیادہ خطرناک ہے، اور اس کا اثر باقی اعضاء سے زیادہ ہے۔ (مزید لکھتے ہیں) ظاہری اعمال کا باطنی اوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن خُصَد، ریا اور تکبر وغیرہ عیوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی دُست ہوتے ہیں۔ اسی طرح اگر کوئی اپنے اعمال صالحہ کو رب تعالیٰ کا فضل و کرم سمجھے تو ٹھیک ہے اور اگر انہیں اپنا ذاتی کمال تصوّر کرے تو خُودِ دِستائی (خُد۔ ستا۔ ای) کے باعث وہ اعمال برباد ہو جاتے ہیں، اس لیے جب تک باطنی اُمور کا ظاہری اعمال سے تعلق، باطنی اوصاف کی ظاہری اعمال میں تاثیر

اور اوصاف باطنی کے ذریعہ ظاہری اعمال کی حفاظت کی کیفیت وغیرہ کا پتہ نہ چلے، ظاہری اعمال بھی دُرست نہیں ہو سکتے۔ (منہاج العابدین، ص ۶۷، ۱۳)

باطنی گناہوں میں سے ایک گناہ ریاکاری بھی ہے۔ یہ کتاب اسی موضوع پر ہے۔ ”ریاکاری“ کو مُرتَب کرنے کے لئے اَحیاء العلوم، حدیقہ ندیہ، زَوَاجِر، فتاویٰ رضویہ، بہار شریعت اور فیضانِ سنت وغیرہا سے مدد لی گئی ہے۔ اس کتاب میں ریاکاری کی معلومات کو قدرے آسان انداز میں عنوانات کے تحت حوالہ جات کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم علم بھی اس سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ پھر بھی علم بہت مشکل چیز ہے یہ ممکن نہیں کہ علمی دشواریاں بالکل جاتی رہیں، لہذا جو بات سمجھ میں نہ آئے، سمجھنے کے لئے علماء کرام دامت فیضہم سے رُجوع کیجئے۔ ریاکاری سے نجات کا جذبہ پانے کے لئے شیخ طریقت امیر اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری دامت برکاتہم العالیہ کے کیسٹ بیانات مثلاً ”نیکیاں چھپاؤ، اخلاص، قبولیت کی چابی“، شہزادہ امیر اہلسنت الحاج مولانا ابوالسید احمد عبید رضا العطاری المدنی مدظلہ العالی کا بیان ”اخلاص کیسے اپنائیں؟“ اور نگرانِ شوری (دعوتِ اسلامی) حاجی محمد عمران عطاری مدظلہ العالی کا Vcd بیان ”ریاکاری اور اس کا علاج“ سننا بھی بے حد مفید ہے۔

اس اہم کتاب کو نہ صرف خود پڑھئے بلکہ دوسرے مسلمانوں کو بھی پڑھنے کی ترغیب دے کر نیکی کی دعوت کو عام کرنے کا ثواب کمائیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں ”اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش“ کرنے کے لئے مدنی انعامات پر عمل اور مدنی قافلوں کا مسافر بننے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

شعبہ اصلاحی کتب (مجلس المدینۃ العلمیۃ)

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
18	ریا کار پر جنت حرام ہے	1	قُرْبِ مَصْطَفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم
19	جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا	1	ریا کاروں کا انجام
19	اپنے رب کی توہین کرنے والا مجرم	3	اخلاص کی ہیک مانگ لیجئے
20	زمین و آسمان میں ملعون	4	اے اخلاص تُو کہاں ہے؟
20	ریا کاروں کا ٹھکانا	6	حقیقی کامیابی
20	اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم سے بری	6	ریا کاری کا علم سیکھنا فرض ہے
	ہو جانے والا	7	ریا کاری کسے کہتے ہیں؟
21	اپنے رب عزوجل کو ناراض کرنے والا	7	ریا کاری کے درجات
21	حصول مال کے لئے علم سیکھنے والے کا انجام	7	ریا کاری سے بچو
21	بروز قیامت ندامت کا سامنا	8	ریا کاری شرکِ اصغر ہے
21	اعمال رد ہو جائیں گے	11	مدنی پھول
22	ریا کار قاری کا انجام	12	ریا کار کی نادانی
	اپنا اجر اسی سے مانگ جس کے لئے	12	ریا کاری کی 22 تباہ کاریاں
23	عمل کیا تھا	12	عمل ضائع ہو جاتا ہے
24	ریا کار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں	12	شیطان کے دوست
24	ہمارا کیا بنے گا؟	13	جہنم کی وادی ریا کاروں کا ٹھکانہ ہوگی
25	جہنم کا ہلکا ترین عذاب	14	اعمال برباد ہو جائیں گے
25	ہمارا نازک وجود	14	ریا کاروں کی حسرت
26	کسی کو ریا کار کہنا کیسا؟	15	عمل قبول نہیں ہوتا
27	ریا کاری کے 3 شرعی احکام	16	ریا کار کے چار نام
28	ایک سال تک رونے سے محروم رہے	17	جہنم بھی پناہ مانگتا ہے
28	بخش نہ کیجئے	17	رُسوائی کا عذاب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
57	اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے	29	اے ریاکار!
58	دورانِ عبادت دل میں ریاکاری آئے تو؟	29	ریاکاری کیسے ہوتی ہے؟
61	اپنی نیکیوں کا اظہار کرنا کیسا؟	30	کلام کے ذریعے ریاکاری کی 15 صورتیں
62	بطورِ ترغیب نیکی ظاہر کرنے کی 2 شرائط	33	فعل کے ذریعے ریاکاری کی 15 صورتیں
63	مخلصین کا حصہ	35	دُوسروں کی موجودگی میں کم کھانے کا طریقہ
64	نفس و شیطان کے دھوکے کو پہچاننے کا طریقہ	37	دو شعرِ حُصولِ برکت کیلئے
65	نیکیاں چھپائیے	39	ریاکاری کن چیزوں میں ہوتی ہے؟
	ریاکاری سے بچنا عمل کرنے سے	40	ایمان میں ریا
65	زیادہ مشکل ہے	41	دُنیوی معاملات میں ریا
66	تحدیثِ نعمت کسے کہتے ہیں؟	42	سرکارِ مدینہ ﷺ نے گیسو مبارک سنوارے
67	101 بار دل پر غور کر لیجئے	44	عبادات میں ریاکاری
68	چیوٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ریا	44	ادائیگی میں ریاکاری
69	ریائے خفی کی 4 اقسام	46	اوصاف میں ریاکاری
71	کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں!	47	شرعی حکم
72	کہیں نقصان نہ ہو جائے	47	ریائے خالص اور مخلوط
74	اللہ عزَّ وَّجَلَّ کے مخلص بندے	49	خدمتِ دین پر اُجرت لینا کیسا؟
75	اپنی تعریف پر خوش ہونا کیسا؟	49	کیا اُجرت لینے والے کو ثواب ملے گا؟
79	خوفِ خدا سے لرز جائیے!		اُجرت لینے والے کے لئے ثواب
80	ریاکاری کی تربیت گاہ	50	کی صورت
81	گناہوں سے بچنے میں بھی ریاکاری	51	ثواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ
82	إخلاص کی پہچان	53	دین کو دُنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیے
83	ریاکاری کے خوف سے عبادت چھوڑنا کیسا؟	54	دین کے ذریعے دنیا کے طلب گار کا انجام
83	ریاکاری کا وسوسہ آنا گناہ نہیں ہے	54	عبادت سے پہلے نیت دُرست کر لیجئے
84	شیطان کو نا کام و نامراد کر دیجئے	55	نیت دُرست ہونے کا انتظار
86	کیا نیکیاں چھوڑ کر شیطان سے بچ جائیں گے؟	56	ایک وسوسہ اور اس کا جواب

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
99	دنیا کی محبت سے پیچھا چھڑا لیجئے	87	ریا کے خوف سے نیک عمل چھوڑ دینے والے کی مثال
100	﴿چوتھا علاج﴾ اخلاص اپنا لیجئے	87	لوگ کیا کہیں گے؟
101	اخلاص کے 6 فضائل	88	ریا کار کی علامتیں
105	مخلص مومن کی مثال	89	کہیں ہم ریا کار تو نہیں؟
106	مخلص کون؟	89	ریا سے توبہ کر لیجئے
	اللہ عزوجل کی رضا سب نعمتوں سے	90	ریا کاری سے توبہ کی برکت
107	بڑھ کر ہے	90	مرضِ ریا کا علاج کیجئے
108	﴿پانچواں علاج﴾ نیت کی حفاظت کیجئے	90	مایوس نہ ہوں
109	نیت کسے کہتے ہیں؟	91	مشکل سے نہ گھبرائیے
109	جتنی نیتیں زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ	92	ریا کاری کے 10 علاج
110	صدقہ دینے سے پہلے نیت پر غور		﴿پہلا علاج﴾ اللہ تعالیٰ سے مدد
110	ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے	92	طلب کیجئے
111	اچھی نیت کے 7 فضائل		﴿دوسرا علاج﴾ ریا کاری کے
112	جیسی نیت ویسا صلہ	92	نقصانات پیش نظر رکھئے
113	مارکھانا نیتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے	94	دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال
113	جہاد کا ثواب	94	﴿تیسرا علاج﴾ اسباب کا خاتمہ کیجئے
114	حُلوصِ نیت	95	تعریف کی خواہش پر کیسے قابو پائیں؟
116	نیک اعمال کی نیت کر لیا کرو	95	حبِ جاہ کے نقصانات پر مشتمل 5 روایات
	﴿چھٹا علاج﴾ دورانِ عبادت	96	یوں فکرِ مدینہ نہ کیجئے
116	شیطانِ وسوسوں سے بچئے	97	جھوٹی تعریف کو پسند کرنا حرام ہے
	﴿ساتواں علاج﴾ تنہائی ہو یا جُوم	97	تعریف کو پسند کرنا کب مستحب ہے؟
119	یکساں عمل کیجئے		لوگوں کی مذمت کا خوف کس طرح
120	﴿آٹھواں علاج﴾ نیکیاں چھپائیے	98	دُور کریں؟
121	سب سے مضبوط مخلوق	99	مال و دولت کی حرص سے نجات
122	پوشیدہ عمل افضل ہے		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
	مبلغ کو برباد کرنے والے چند	122	حضرت سیدنا عیسیٰ کا ارشاد
147	شیطانی وار	123	اسلاف کے اقوال
148	دھستی رگ پر ہاتھ پڑ گیا	124	حکایت
149	دل کا چور پکڑا گیا	124	روزے کے بارے میں نہ پوچھو
150	سراپا عجزی کا نمونہ بن جائیں		پوچھنے پر روزے دار اپنے روزے
	کوئی بلاتا تو بزرگان دین بلا تکلف	124	کے بارے میں بتا دے
150	بیان کے لئے پہنچ جاتے	125	بدترین ریاکار
151	کپڑا خدا عزوجل کے لئے پہنا ہے	126	﴿نواں علاج﴾ اچھی صحبت اختیار کیجئے
151	نیکی کا بدلہ	127	دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول
152	ثواب ہی کافی ہے	128	الحمد للہ عزوجل میں بدل گیا
153	گناہوں کی نحوست	130	مدنی انعامات
156	اچھی نیت کا پھل اور بری نیت کا وبال	131	عاملین مدنی انعامات کے لئے بشارتِ عظمیٰ
158	گفتگو کا جائزہ		﴿دسواں علاج﴾ اوراد و وظائف کا
158	میرا قرض کس نے دیا	131	معمول بنالیجئے
160	میرا نام ظاہر نہ فرمائیں	132	علاج کے باوجود افاقہ نہ ہو تو؟
161	بعد وصال سخاوت	133	خلاصہ کلام
161	میں کس لئے دکھاوا کروں	136	18 حکایات
162	یہاں تعویذ نہیں بکتا	136	اخلاص کا انعام
163	میں علم نہیں بیچتا	138	میں اپنی نیت کو حاضر نہیں پاتا
164	عقیدت نہیں بیچ سکتا	140	مسلسل چالیس سال تک روزے
164	دُعا	140	نیکیاں چھپانے والا غلام
165	ماخذ و مراجع	142	اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کیا
		142	ماں کا حکم نفس پر کیوں گراں گزرا؟
		143	پہلی صف چھوٹ جانے پر پریشانی کیوں؟
		144	اخلاص فروش

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قُرْبِ مُصْطَفَى ﷺ

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، داناے رُغُوب، مُزَنَّةُ عَنِ الْعُيُوبِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ تَقَرُّبِ نشان ہے: ”أَوَّلَى النَّاسِ بِى يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ لِّعَنَى بِرُوحِ قِيَامَتِ لُوكُوكِ مِی رے قَرِیْب تَرُوه ہوگا، جس نے دُنیا میں مجھ پر زیادہ رُودِ پاک پڑھے ہوں گے۔“

(جامع الترمذی، أبواب الوتر، باب ماجاء فی فضل الصلوة النبی ﷺ، الحدیث ۴۸۴، ج ۲، ص ۲۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

ریاکاروں کا انجام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مکرّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عُمَرَتِ نشان ہے: ”قِیَامَتِ کے دن سب سے پہلے ایک شہید کا فیصلہ ہوگا اُجب اُسے لایا جائے گا تو اللہ عزوجل اُسے اپنی نعمتیں یاد دلائے گا تو وہ ان نعمتوں کا اقرار کرے گا پھر اللہ عزوجل ارشاد

۱: یعنی ریاکاروں میں سے پہلے ریاکار شہید کا فیصلہ ہوگا لہذا یہ حدیث اس کے خلاف نہیں کہ پہلے حساب نماز کا ہوگا یا پہلے ظلم قتل کا حساب ہوگا۔ عبادات میں نماز کا، معاملات میں قتل کا، ریا میں ایسے شہید کا فیصلہ پہلے ہے۔ (مرآة المناجیح ج ۱ ص ۱۹۱)

فرمائے گا: ”تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا عمل کیا؟“ وہ عرض کرے گا: ”میں نے تیری راہ میں جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تُو جھوٹا ہے تو نے جہاد اس لئے کیا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا، پھر اس کے بارے میں جہنم میں جانے کا حکم دے گا تو اسے منہ کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“

پھر اس شخص کو لایا جائے گا جس نے علم سیکھا، سکھایا اور قرآن کریم پڑھا، وہ آئے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے بھی اپنی نعمتیں یاد دلانے گا تو وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا، پھر اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے دریافت فرمائے گا: ”تُو نے ان نعمتوں کے بدلے میں کیا کیا؟“ وہ عرض کرے گا کہ ”میں نے علم سیکھا اور سکھایا اور تیرے لئے قرآن کریم پڑھا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تُو جھوٹا ہے تو نے علم اس لئے سیکھا تا کہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن کریم اس لئے پڑھا تا کہ تجھے قاری کہا جائے اور وہ تجھے کہہ لیا گیا۔“ پھر اُسے بھی جہنم میں ڈالنے کا حکم ہوگا تو اسے منہ کے بل گھیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا، پھر ایک مالدار شخص کو لایا جائے گا جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کثرت سے

۱۔ یعنی تیرے جہاد اور شہادت کا عوض یہ ہو گیا کہ لوگوں نے تیری واہ واہ کر دی کیونکہ تو نے اسی نیت سے جہاد کیا تھا نہ کہ خدمتِ اسلام کے لیے (مِزَانُ الْمَنَاجِج ج ۱، ص ۱۹۱) ۲۔ یعنی نہایت ذلت کے ساتھ مرے ہوئے کتے کی طرح ٹانگ سے گھیٹ کر کنارہ جہنم سے نیچے پھینکا جائے گا۔ جہنم کی گہرائی آسمان وزمین کے فاصلہ سے کروڑوں گنا زیادہ ہے۔ اللہ (عزوجل) کی پناہ! (مِزَانُ الْمَنَاجِج ج ۱، ص ۱۹۱) ۳۔ تیری یہ ساری محنت خدمتِ دین کے لیے نہ تھی بلکہ علم کے ذریعے عزت اور مال کمانے کی تھی وہ تجھے حاصل ہو گئے (اب) ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اسی حدیث کو دیکھتے ہوئے بعض علماء نے اپنی کتابوں میں اپنا نام بھی لکھا اور جنہوں نے لکھا ہے وہ ناموری کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کی دعا حاصل کرنے کے لیے لکھا ہے۔ (مِزَانُ الْمَنَاجِج ج ۱، ص ۱۹۱)

مال عطا فرمایا تھا، اسے لاکر نعمتیں یاد دلائی جائیں گی وہ بھی ان نعمتوں کا اقرار کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تو نے ان نعمتوں کے بدلے کیا کیا؟“ وہ عرض کرے گا: ”میں نے تیری راہ میں جہاں ضرورت پڑی وہاں خرچ کیا۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تو جھوٹا ہے تو نے ایسا اس لئے کیا تھا تا کہ تجھے سخی کہا جائے اور وہ کہہ لیا گیا۔“ پھر اس کے بارے میں جہنم کا حکم ہوگا، چنانچہ اُسے بھی منہ کے بل گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔“ (الْأَمَانُ وَالْحَفِیْظُ)

(صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء..... الخ، الحدیث: ۱۹۵۰، ص ۱۰۵۵)

حکیمُ الْأُمّتِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: معلوم ہوا کہ جیسے اخلاص والی نیکی جنت ملنے کا ذریعہ ہے ایسے ہی ریا والی نیکی جہنم اور ذلّت حاصل ہونے کا سبب۔ یہاں ریا کا رشبید، عالم اور سخی ہی کا ذکر ہوا، اس لئے کہ انہوں نے بہترین عمل کئے تھے جب یہ عمل ریا سے برباد ہو گئے تو دیگر اعمال کا کیا پوچھنا! ریا کے حج و زکوٰۃ اور نماز کا بھی یہی حال ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۹۳)

اخلاص کی بھیک مانگ لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے ریاکاری کی باطنی بیماری نے ان بدنصیبوں کو کہیں کا نہ چھوڑا! غور تو کیجئے کہ جہاد جیسا عمل خیر، شہادت جیسی جلیل القدر نعمت، تعلیم و تعلّم جیسا پاکیزہ مشغلہ، صدقہ و خیرات جیسا نفیس کام مٹی

ہو گیا کیونکہ کرنے والے کی نیت اللہ عزوجل کی خوشنودی کے بجائے دنیا کی ناموری اور شہرت کا حصول تھا۔ اپنے اہل و عیال کو روتا چھوڑ کر میدان جنگ میں اپنی جان قربان کر دینے والا بھی جنت کی نعمتوں کو نہ پاسکا کیونکہ اُس کے دل میں بہادر کہلوانے کا شوق تھا، مالدار اپنی محبوب شے یعنی مال خرچ کر کے بھی خسارے میں رہا کیونکہ اسے سخی پکارے جانے کی تمنائ تھی، اور رات دن ایک کر کے علم و قرأت سیکھنے والے عالم و قاری کے ہاتھ بھی کچھ نہ آیا کیونکہ اسے شہرت کی طلب تھی۔ افسوس! ان کی کوششیں بے کار گئیں اور اپنی واہ واہ کروانے کی فاسد نیت نے انہیں جنتی عمل کرنے کے باوجود جہنم کی آگ میں جلا دیا۔ بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عزوجل کی بے نیازی سے لرز جائیے اور اس کے حضور گر گڑا کر اخلاص کی بھیک مانگ لیجئے۔

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الہی عزوجل

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے اخلاص تو کہاں ہے؟

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اوّل تو نفس و شیطان ہمیں نیکیاں کرنے

نہیں دیتے اور اگر ہم خوب کوشش کر کے نیک عمل کرنے میں کامیاب ہو بھی جائیں تو

نفس و شیطان ہماری عبادت کو مقبول ہونے سے روکنے کے لئے اپنا پورا زور لگا دیتے

ہیں، اس کے لئے ہماری عبادت میں کوئی ایسی غلطی کروا دیتے ہیں جو اسے ضائع

کر دیتی ہے یا پھر عبادت کے بعد ہمارے دل میں نام و نمود کی خواہش گھر کر لیتی ہے، کوئی ہماری نیکیوں کا چرچا کرے نہ کرے ہم خود بلا ضرورت شرعی اپنی نیکیوں کا اظہار کر کے ”اپنے منہ میاں مٹھو“ بننے سے باز نہیں آتے اور یوں نفس و شیطان کے پھیلانے ہوئے جال یعنی ریاکاری میں جا پھنستے ہیں۔ مثلاً کوئی کہتا ہے: میں ہر سال رجب، شعبان اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں (حالانکہ ماہِ رَمَضَانَ المبارک کے روزے تو فرض ہیں پھر بھی وہ ریاکار جو کہ دو ماہ کے نفلی روزے رکھتا ہے اپنی ریاکاری کا وزن بڑھانے کیلئے کہتا ہے میں ہر سال تین ماہ یعنی رَجَب، شعبان اور رَمَضَانَ کے روزے رکھتا ہوں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ) کوئی بولتا ہے: میں اتنے سال سے ہر ماہ ایامِ بیض (یعنی چاند کی ۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کے روزے رکھ رہا ہوں، کوئی اپنے حج کی تعداد کا تو کوئی عمرے کی گنتی کا اعلان کرتا ہے۔ کوئی کہتا ہے: میں روزانہ اتنے دُرود شریف پڑھتا ہوں، اتنے عرصے سے دلائلِ الخیرات شریف کا وِزِ دکر رہا ہوں، اتنی تلاوت کرتا ہوں، ہر ماہ فلاں مدرسے کو اتنا چندہ پیش کرتا ہوں۔ اَلْغَرَضُ خواجواہ اپنے نوافل، تہجد، نفلی روزوں اور عبادتوں کا خوب چرچا کیا جاتا ہے۔ آہ! اے اخلاص تو کہاں ہے؟

(افادات: امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ)

نَفْسِ بدکار نے دل پہ یہ قیامت توڑی
 عملِ نیک کیا بھی تو چھپانے نہ دیا (سامانِ بخشش)
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حقیقی کامیابی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یقیناً نیکیوں کی توفیق مل جانا بہت بڑی سعادت ہے مگر بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ میں ان کا مقبول ہو جانا ہی حقیقی کامیابی ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم **مَشَقَّتیں** برداشت کر کے عبادتیں کریں مثلاً شدید سردی یا گرمی میں بھی مسجد جا کر باجماعت نماز پڑھیں، راتوں کی نیند تڑبان کر کے **نوافل** ادا کریں، بھوک پیاس برداشت کر کے **روزے** رکھیں، خوب **صَدَقہ** کریں، خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کے لئے **ایثار** کا مظاہرہ کریں مگر **ریا کاری** کی وجہ سے ہماری نیکیاں ضائع ہو رہی ہوں اور ہمیں خبر تک نہ ہو اسلئے ہمیں چاہیے کہ اپنی نیکیوں کو **ضائع** ہونے سے بچانے کے لئے سیکھیں کہ **ریا** کسے کہتے ہیں؟ اس کی **پہچان** کیسے ہوگی؟ ہم کس کس طرح ریا کاری میں مبتلا ہو سکتے ہیں؟ کیا ہم کسی کو ریا کار کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ ریا کاری کی کتنی اقسام ہیں اور ان کا شرعی حکم کیا ہے؟ مرضِ ریا کا علاج کیا ہے؟ وغیرہا

ریا کاری کا علم سیکھنا فرض ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریا کاری کا علم اور اس کا علاج سیکھنا فرضِ علوم میں سے ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجددِ دین و ملت، پروانہٴ شمعِ رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد 23 صفحہ 624 پر لکھتے ہیں: ”**مَحَرَّمَاتِ بَاطِنِیہ** (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً تکبر و ریا و عجب و حسد وغیرہا اور ان کے **مُعَالَجَات**) (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔“

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کاری کسے کہتے ہیں؟

”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے

عبادت کرنا ریا کاری ہے۔“ مثلاً لوگوں پر اپنی عبادت گزاری کی دھاک بٹھانا مقصود ہو کہ لوگ اس کی تعریف کریں، اسے عزت دیں اور اس کی خدمت میں مال

پیش کریں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۳۳، الزواجر، ج ۱، ص ۶۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کاری کے درجات

حکیمُ الْأُمّت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے

ہیں: ریا کے بہت درجے ہیں، ہر درجے کا حکم علیحدہ ہے بعض ریا شرک اصغر ہیں، بعض ریا حرام، بعض ریا مکروہ، بعض ثواب۔ مگر جب ریا مطلقاً بولی جاتی ہے تو اس سے ممنوع ریا مراد ہوتی ہے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کاری سے بچو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریا سے بچنے کا حکم خود ہمارا معبود یعنی رب

عَزَّوَجَلَّ دے رہا ہے چنانچہ پارہ 16 سورۃ الکہف میں ارشاد ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: تو جسے اپنے رب سے

ملنے کی امید ہو، اسے چاہیے کہ نیک کام کرے

اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ

کرے۔

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ

فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا

وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ

أَحَدًا ۝ (پ ۱۶، الکہف: ۱۱۰)

اس کی تفسیر میں مفسرین نے لکھا ہے یعنی ریا نہ کرے کہ وہ ایک قسم کا شرک ہے۔ (تفسیر نعیمی، ج ۱۶، ص ۱۰۳)

”تَنْبِيْه“ کے پانچ حُرُوف کی مناسبت سے ریا کاری کے

شرکِ اصغر ہونے کے بارے میں 5 فرامینِ مصطفیٰ ﷺ

(1) حضرت سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پُر نور

شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس چیز کا تم پر زیادہ خوف ہے، وہ شرکِ اصغر ہے۔“ لوگوں نے عرض کی: شرکِ اصغر کیا چیز ہے؟ ارشاد فرمایا: ”ریا۔“

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث محمود بن لبید، الحدیث: ۲۳۶۹۲، ج ۹، ص ۱۶۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ پہلی حدیث ہے جس میں ریا کو شرکِ اصغر

فرمایا گیا ہے۔ مشرک اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے معبودوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے، (اور) ریا کار (مسلمان) اپنی عبادات سے اپنے جھوٹے مقصودوں یعنی لوگوں کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے۔ اس لیے ریا کار چھوٹے درجہ کا مشرک ہے اور اس کا یہ عمل چھوٹے درجہ کا شرک ہے۔ چونکہ ریا کار کا عقیدہ خراب نہیں ہوتا عمل وارادہ خراب ہوتا ہے اور کھلے مشرک کا (عمل وارادہ کے ساتھ ساتھ) عقیدہ بھی خراب ہوتا ہے، اس لیے ریا کو چھوٹا شرک فرمایا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۴)

(2) حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ہم لوگ مسیح

وَجَالَ لے کا ذکر کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: میں

اُدْجَالَ کا ظاہر ہونا قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ تفصیلی معلومات کے لئے بہار شریعت، جلد اول، حصہ اول، ص ۱۲۰ (مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) کا مطالعہ کر لیجئے۔

تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں جس کا مسیح دجال سے بھی زیادہ میرے نزدیک تم پر خوف ہے؟^۱ ہم نے عرض کی: ”ہاں یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)۔“ ارشاد فرمایا: ”وہ شرک خفی ہے، آدمی نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے اور اس وجہ سے طویل کرتا ہے کہ دوسرا شخص اسے نماز پڑھتے دیکھ رہا ہے۔“

(سنن ابن ماجہ، أبواب الزهد، باب الرياء والسمعة، الحديث: ۴۲۰۴، ج ۴، ص ۴۷۰)

یعنی اگر اکیلے میں نماز پڑھے تو تھوڑی اور ہلکی پڑھے مگر جب اسے کوئی دیکھ رہا ہو تو نوافل بہت تعداد میں پڑھے اور خوب لمبے دراز پڑھے۔

(مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۳)

(3) حضرت سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکارِ مدینہ، سُرو وِ قلب و سیدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، ”جس نے دکھاوے کے لیے روزہ رکھا تو اس نے شرک کیا، جس نے دکھاوے کے لیے نماز پڑھی تو اس نے شرک کیا اور جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ دیا تو اس نے شرک کیا۔“

(شعب الایمان، باب فی الاخلاص العمل للهوترک الرياء، رقم ۶۸۴، ج ۵، ص ۳۳۷)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شرک کی دو قسمیں ہیں: (۱) شرکِ جلی، اور (۲) شرکِ خفی، شرکِ جلی تو کھلم کھلا مشرک و بت پرست کرتا ہے اور شرکِ خفی سے مُراد ریاکاری ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ شرکِ اعتقاد ہی تو کھلا ہوا شرک ہے اور شرکِ

۱: یعنی دجال کو تو کوئی شخص ہی پائے گا وہ بھی قیامت کے قریب، پھر انسان اس سے بچ بھی سکا گا کہ نہ اس کے پاس جائے نہ اس کے پھندے میں پھنسے! مگر ریاکاری کی مصیبت ہر شخص کو ہر وقت درپیش ہے، اس لیے یہ آفتِ دجال سے زیادہ خطرناک ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۳)

عملی ریاکاری ہے۔ اسی حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے میں بھی ریاکاری ہوسکتی ہے۔ بعض لوگ روزہ رکھ کر دوسروں کے سامنے بہت کلیاں کرتے، سر پر پانی ڈالتے رہتے ہیں اور کہتے پھرتے ہیں: ”ہائے روزہ بہت لگا ہے، بڑی پیاس لگی ہے وغیرہ وغیرہ“ یہ بھی روزے کی ریا ہے اور اس حدیث میں داخل ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۱، ملخصاً)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 240 پر فرماتے ہیں: ”فرض اگر ریا کے طور پر ادا کیا جب بھی اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا، اگرچہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ثواب نہ ملے۔“ روزہ کے متعلق بعض علما کا یہ قول ہے کہ اس میں ریا نہیں ہوتا اس کا غالباً یہ مطلب ہوگا کہ روزہ چند چیزوں سے باز رہنے کا نام ہے اس میں کوئی کام نہیں کرنا ہوتا جس کی نسبت کہا جائے کہ ریا سے کیا، ورنہ یہ ہوسکتا ہے کہ لوگوں کو جتانے کے لیے یہ کہتا پھرتا ہے کہ میں روزہ سے ہوں یا لوگوں کے سامنے منہ بنائے رہتا ہے تاکہ لوگ سمجھیں کہ اس کا بھی روزہ ہے اس طور پر روزہ میں بھی ریا کی مداخلت ہوسکتی ہے۔

(4) ایک اور مقام پر فرمایا: ”شُرکِ خفی سے بچتے رہو جو یہ ہے کہ بندہ

لوگوں کی نگاہوں کی وجہ سے نماز کے رکوع و سجود کامل طریقے سے ادا کرے۔“

(شعب الایمان، باب فی الصلوات، الحدیث: ۳۱۴۱، ج ۳، ص ۱۴۴)

(5) حضرت سپید ناشدہ ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتا دیکھ کر کسی نے پوچھا:

”کیوں روزہ ہے ہیں؟“ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایک بات سنی تھی، وہ یاد آگئی اور مجھے رُلا دیا، (پھر فرمایا) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو میں نے یہ فرماتے سنا کہ ”میں اپنی امت پر خفیہ شرک اور پوشیدہ شہوت کا اندیشہ کرتا ہوں۔ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کیا آپ کی امت آپ کے بعد شرک کرے گی؟ فرمایا: ہاں! مگر وہ لوگ چاند، سورج، پتھروں اور بتوں کو نہیں پوجیں گے، بلکہ اپنے اعمال میں ریا کریں گے اور شہوت خفیہ یہ کہ صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا۔“

(المسند للإمام أحمد بن حنبل، حدیث شداد بن اوس، الحدیث: ۱۷۱۲۰، ج ۶، ص ۷۷)

حکیمُ الْأُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: ”(صبح کو روزہ رکھے گا پھر کسی خواہش سے روزہ توڑ دے گا) یعنی اس طرح کہ اس نے روزہ رکھ لیا ہوگا کوئی اچھے کھانے کی دعوت آگئی یا کسی نے شربت سوڈا پیش کیا تو اس کھانے (یا) شربت کی وجہ سے روزہ توڑ دیا یا روزہ کی نیت تھی کہ آج روزہ رکھوں گا مگر یہ چیزیں دیکھیں (تو) ارادہ بدل دیا (کہ) محض نفسانی لذت و خواہش کے لیے کہ ایسا مزے دار کھانا کون چھوڑے۔“ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۴۲)

مدنی پھول: (۱) نفل روزہ قصد شروع کرنے سے پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے اگر توڑے گا تو قضاء واجب ہوگی۔ (ذمہ مختار ج ۳ ص ۴۱۱) (۲) نفل روزہ بلا عذر توڑنا ناجائز ہے۔ مہمان کے ساتھ اگر میزبان نہ کھائے گا تو اُسے یعنی مہمان کو ناگوار گزرے گا یا مہمان اگر کھانا نہ کھائے تو میزبان کو اذیت ہوگی تو نفل روزہ توڑنے

کیلئے یہ عذر ہے بشرطیکہ یہ بھروسہ ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا اور یہ بھی شرط ہے کہ صَحْوَةُ کُبْرٰی سے پہلے توڑے، بعد کو نہیں۔ (دُرِّ مُخْتَار، رَدُّ الْمُخْتَار ج ۳ ص ۴۱۳)
 صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کار کی نادانی

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریا کاری ایسا مُہلک باطنی مرض ہے جو انسان کی عقل پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ کتنا نادان ہے وہ شخص جو ریا کارانہ عبادت کے ذریعے لوگوں سے عزت، مال اور قدر و منزلت کا طلب گار ہو کیونکہ اس نے اللہ و رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا، جنت کی اعلیٰ نعمتوں اور ابدی راحتوں پر ان عارضی چیزوں کو ترجیح دی جو ختم ہو جانے والی ہیں، گویا یہ شخص ثواب بیچ کر عذاب خرید رہا ہے اور اُس مخلوق کو راضی کرنے کے لئے مشقّتیں برداشت کر رہا ہے جو اُسے ان نیکیوں کا کچھ بدلہ نہیں دے سکتی، جنت کی نعمتیں نہ عذابِ جہنم سے رہائی! بلکہ دُنیا ہی میں لوگوں کو اس کی نیت کا پتا چل جائے تو وہ اس سے نفرت کرنے لگیں۔

”مُسْنُ لُو! ریا کاری باعثِ ہلاکت ہے“ کے بانیس حُرُوف

کی مناسبت سے ریا کاری کی 22 تباہ کاریاں

(1) عمل ضائع ہو جاتا ہے

دیکھاوے کے لئے عبادت کرنے والے کا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوا:

ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اپنے صدقے باطل نہ کر دو احسان رکھ کر اور ایذا دے کر، اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا
صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى
كَالَّذِي يُفْتِقُ مَالَهُ رِثَاءَ
النَّاسِ (پ ۳، بقرہ: ۲۶۴)

(2) شیطان کے دوست

لوگوں پر اپنی دھاک بٹھانے کے لئے مال خرچ کرنے والے ریاکاروں کو شیطان کے دوست قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ پارہ 5 سورۃ النساء میں ارشاد ہوا:

وَالَّذِينَ يُفْتِقُونَ أَمْوَالَهُمْ رِثَاءَ
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ
وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَنْ يَكُنِ
الشَّيْطَانُ لَهُ قَرِينًا فَسَاءَ قَرِينًا ۖ
ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللہ اور نہ قیامت پر، اور جس کا مصاحب شیطان ہوا، تو کتنا برا مصاحب ہے۔

(پ ۵، النساء: ۳۸)

(3) جہنم کی وادی ریاکاروں کا ٹھکانہ ہوگی

دکھاوے کی نمازیں پڑھنے والے بد نصیبوں کا ٹھکانہ جہنم ہوگا۔ چنانچہ

ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: تو ان نمازیوں کی خرابی ہے جو اپنی نماز سے بھولے بیٹھے ہیں، وہ جو دکھا دیتے ہیں اور برتنے کی چیز مانگے نہیں دیتے۔

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۚ الَّذِينَ هُمْ يُرْآَوْنَ ۖ وَيَسْمَعُونَ ۖ أَلَمْ يَسْمَعُوا ۚ (پ ۳۰، الماعون: ۴ - ۷)

(4) اعمال برباد ہو جائیں گے

دُنیا کو آخرت پر ترجیح دینے والے نادانوں کے عمل برباد ہو جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

ترجمہ کنزالایمان: جو دنیا کی زندگی اور آرائش چاہتا ہو ہم اس میں ان کا پورا پھل دے دیں گے اور اس میں کمی نہ دیں گے، یہ ہیں وہ جن کے لیے آخرت میں کچھ نہیں مگر آگ اور اکارت گیا جو کچھ وہاں کرتے تھے اور نابود ہوئے جو ان کے عمل تھے۔

مَنْ كَانَ يُدِ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّاهُ نَوَافِلَ اِلَيْهِمْ اَعْمَالُهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْحَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ ۚ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبِطُلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۱۲، ہود: ۱۵، ۱۶)

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ آیت ریا کاروں

کے حق میں نازل ہوئی۔ (روح البیان، ہود، تحت الآية ۱۵، ج ۴، ص ۱۰۸)

(5) ریا کاروں کی حسرت

شہنشاہ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے:

”قیامت کے دن کچھ لوگوں کو جنت میں لے جانے کا حکم ہوگا، یہاں تک کہ جب وہ جنت کے قریب پہنچ کر اس کی خوشبو سونگھیں گے اور اس کے محلات اور اہل جنت کے لئے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی تیار کردہ نعمتیں دیکھ لیں گے، تو ندادی جائے گی: ”انہیں لوٹا دو کیونکہ ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں۔“ تو وہ ایسی حسرت لے کر لوٹیں گے جیسی اولین و آخرین نے نہ پائی ہوگی، پھر وہ عرض کریں گے: ”یارب عَزَّوَجَلَّ! اگر تو وہ نعمتیں دکھانے سے پہلے ہی ہمیں جہنم میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر زیادہ آسان ہوتا۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”بدبختو! میں نے ارادۂ تمہارے ساتھ ایسا کیا ہے جب تم تنہائی میں ہوتے تو میرے ساتھ اعلانِ جنگ کرتے اور جب لوگوں کے سامنے ہوتے تو میری بارگاہ میں دو غلے پن سے حاضر ہوتے، نیز لوگوں کے دکھلاوے کے لئے عمل کرتے جبکہ تمہارے دلوں میں میری خاطر اس کے بالکل برعکس صورت ہوتی، لوگوں سے محبت کرتے اور مجھ سے محبت نہ کرتے، لوگوں کی عزت کرتے اور میری عزت نہ کرتے، لوگوں کے لئے عمل چھوڑ دیتے مگر میرے لئے برائی نہ چھوڑتے تھے، آج میں تمہیں اپنے ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے عذاب کا مزہ بھی چکھاؤں گا۔“

(المعجم الاوسط، الحدیث: ۵۴۷۸، ج ۴، ص ۱۳۵، ملخصاً)

اللہ کے سامنے وہ گن تھے

یاروں میں کیسے مُتقی سے (حدائقِ بخشش)

(6) عَمَلِ قَبُولِ نہیں ہوتا

لوگوں کو خوش کرنے کے لئے مشقتیں برداشت کرنے والا ریاکار قیامت

کے دن اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں خالی ہاتھ پیش ہو گا چنانچہ صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کسی طالبِ شہرت، ریا کار، اور لُہو و لُعب میں پڑے رہنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔“ (حلیۃ الاولیاء، الربیع بن حثیم، الحدیث: ۱۷۳۲، ج ۲، ص ۱۳۹)

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، کُحْرانِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبِّ العزت، محسنِ انسانیت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ اس عمل کو قبول نہیں کرتا جس میں رائی کے دانے کے برابر بھی ریا ہو۔“ (الترغیب والترہیب، کتاب الاخلاص، الحدیث ۵۴، ج ۱، ص ۴۷۰)

(7) ریاکار کے چار نام

ایک شخص نے دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی: ”کل بروز قیامت کونسی چیز نجات دلائے گی؟“ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بددیانتی نہ کرنا۔“ تو اس نے پھر عرض کی: ”بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ بددیانتی کیسے کر سکتا ہے؟“ تو آپ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس طرح کہ تم کوئی ایسا کام کرو جس کا حکم تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ اور اس کے رسول (صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے دیا ہو لیکن تمہارا مقصود غیر اللہ کی رضا کا حصول ہو، لہذا ریاکاری سے بچتے رہو کیونکہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ شرک ہے اور قیامت کے دن ریاکار کو لوگوں کے سامنے چار ناموں سے پکارا جائے گا یعنی

”اے بدکار! اے دھوکے باز! اے کافر! اے خسارہ پانے والے! تیرا عمل خراب ہوا اور تیرا اجر برباد ہوا، لہذا آج تیرے لئے کوئی حصہ نہیں، اے دھوکا دینے کی کوشش کرنے والے! اب تُو اپنا ثواب اس کے پاس جا کر تلاش کر جس کے لئے تو عمل کیا کرتا تھا۔“ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، الكبيرة الثانية، الشوك الاصغر..... الخ، ج ۱، ص ۶۸)

(8) جہنم بھی پناہ مانگتا ہے

نبی مکرّم، نورِ مجسم شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”بے شک جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم روزانہ چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے، اللہ عزّوجلّ نے یہ وادی اُمّت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ان ریاکاروں کے لئے تیار کی ہے جو قرآنِ پاک کے حافظ، غیر اللہ کے لئے صدقہ کرنے والے، اللہ عزّوجلّ کے گھر کے حاجی اور راہِ خدا عزّوجلّ میں نکلنے والے ہوں گے۔“

(المعجم الكبير، الحديث: ۱۲۸۰۳، ج ۱۲، ص ۱۳۶)

(9) رسوائی کا عذاب

آج دنیا میں لوگوں پر اپنی عبادتوں کا اظہار کر کے نیک نامی چاہنے والا قیامت کے دن ذلیل و خوار ہو جائے گا۔ جیسا کہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو شہرت کے لئے عمل کرے گا اللہ عزّوجلّ اسے رسوا کرے گا، جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا اللہ عزّوجلّ اسے عذاب دے گا۔“ (جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحديث: ۲۰۷۴۰، ج ۷، ص ۴۴)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”یعنی جو کوئی عبادات لوگوں کے دکھلاوے (اور) سنانے کے لیے کرے گا تو اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں اس کے عمل لوگوں میں مشہور کر دے گا مگر عزت کے ساتھ نہیں بلکہ ذلت کے ساتھ کہ لوگ اس کے عمل سن کر اس پر پھٹکار ہی کریں گے۔“ (مزاۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۹)

آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب

ہائے رسوائی کی آفت میں پھنسون گا یارب

(10) ریا کار پر جنت حرام ہے

شہنشاہِ خوشِ نِصال، پیکرِ حُسن و جمال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ہر ریا کار پر جنت کو حرام کر دیا ہے۔“

(جامع الاحادیث، الحدیث: ۶۷۲۵، ج ۲، ص ۴۷۶)

حضرت علامہ محمد عبدالرؤف مناوی علیہ رحمۃ اللہ الہادی اس حدیث کے تحت فَيْضُ الْقَدِيرِ شَرْحُ جَامِعِ الصَّغِيرِ میں فرماتے ہیں: ”یعنی ریا کار پہلے پہل جنت میں داخل ہونے والے خوش نصیبوں کے ساتھ دُحُولِ جنت کا شرف نہیں پاسکتا کیونکہ اُس نے ایسے شخص کی رعایت میں اپنے آپ کو مشغول کر کے کہ جو حقیقتاً اُس کے کسی نفع و نقصان کا مالک ہی نہیں، اپنا عمل ضائع کر دیا اور اپنے دین کو نقصان پہنچایا۔ پس ہمیشہ ریا کار اس (ریا کاری کی) گندگی کے سبب لت پت رہتے ہیں تو ان کو

بھٹی میں ڈال دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کی گندگیاں اور ناپاکیاں مٹادی جائیں۔
اسی لیے ہمارے اسلاف نیک اعمال کرتے تھے اور رد کئے جانے کے خوف سے اپنی
نیوٹوں کے اخلاص کی ہیشگی کی حفاظت کرتے رہتے تھے۔

(فیض القدیر، تحت الحديث ۱۷۲۵، ج ۲، ص ۲۸۶)

(11) جنت کی خوشبو بھی نہیں پانے گا

جب رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے عمل کرنے والے مسلمان خوشی خوشی
جنت کی طرف بڑھ رہے ہوں گے تو اپنے اعمال ریاکاری کی نذر کرنے والا
بد نصیب جنت کی خوشبو بھی نہ سونگھ پائے گا۔ جیسا کہ سید المصلحین، رحمۃ اللہ علیہ
اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے
سونگھی جاسکتی ہے مگر آخرت کے عمل سے دنیا طلب کرنے والا اسے نہ پاسکے گا۔“

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، باب الرياء، الحديث: ۷۴۸۹، ج ۳، ص ۱۹۰)

(12) اپنے رب کی توہین کرنے والا مجرم

شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سرانج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا
فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے لوگوں کے سامنے اچھے طریقے سے اور تنہائی میں
برے طریقے سے نماز ادا کی، بے شک اس نے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی توہین کی۔“

(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود، الحديث: ۵۰۹۵، ج ۴، ص ۳۸۰)

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اس کی مثال ہمیں یوں سمجھاتے

ہیں: کوئی شخص سارا دن بادشاہ کے سامنے کھڑا رہے جس طرح خدام کی عادت ہوتی ہے لیکن اس کا مقصود بادشاہ کا قرب حاصل کرنا نہ ہو بلکہ اس کی کسی کنیز کو دیکھنا ہو تو یہ بادشاہ کے ساتھ مذاق ہے تو اس سے زیادہ حقارت کیا ہوگی کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت اس کے ضعیف بندے کو دکھانے کے لئے کرے جو اس کو بالذات نہ نفع پہنچا سکتا ہے نہ نقصان۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۶۹ ملخصاً)

(13) زمین و آسمان میں ملعون

محبوبِ ربِّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے آخرت کے عمل سے زینت پائی حالانکہ آخرت اس کی مراد تھی نہ طلب تو وہ زمین و آسمان میں ملعون ہے۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الریاء، الحدیث: ۱۷۹۴۸، ج ۱۰، ص ۳۷۷)

(14) ریاکاروں کا ٹھکانا

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جب کوئی قوم آخرت (کے اعمال) سے آراستہ ہو کر (حصولِ دنیا کے لئے حسن و جمال کا پیکر بنے تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“ (جامع الاحادیث، الحدیث: ۱۱۶۹، ج ۱، ص ۱۸۳)

(15) اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم سے بری ہو جانے والا

فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے: ”جس نے اللہ عزَّوَجَلَّ کے ساتھ غیر خدا کے لئے دکھلاوا کیا تحقیق وہ اللہ عزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم سے بری ہو گیا۔“

(المعجم الكبير، الحدیث ۸۰۵، ج ۲۲، ص ۳۲۰)

(16) اپنے رب عزوجل کو ناراض کرنے والا

سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو دکھاوے اور شہرت کے مقام پر کھڑا ہو تو جب تک بیٹھ نہ جائے اللہ عزوجل کی ناراضی میں

ہے۔“ (مجمع الزوائد، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الریا، الحدیث: ۱۷۶۶، ج ۱۰، ص ۳۸۳)

ے گرتو ناراض ہو امیری ہلاکت ہوگی

ہائے میں نارِ جنم میں جلوں گایا رب

(17) حصول مال کے لئے علم سیکھنے والے کا انجام

نبی مکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جس نے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے حاصل کیا جانے والا علم، دنیا کا مال پانے کے لئے حاصل کیا تو قیامت کے دن وہ جنت کی خوشبو تک نہ پاسکے گا۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب العلم، باب فی طلب العلم لغیر اللہ، الحدیث: ۳۶۶۴، ج ۳، ص ۴۵۱)

(18) بروزِ قیامت ندامت کا سامنا

رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جب لوگ اپنے اعمال لے کر آئیں گے تو ریاکاروں سے کہا جائے گا: ”ان کے پاس جاؤ جن کے لئے تم ریاکاری کیا کرتے تھے اور ان کے پاس اپنا اجر تلاش

کرو۔“ (المعجم الکبیر، الحدیث: ۴۳۰۱، ج ۴، ص ۲۵۳)

(19) اعمال رد ہو جائیں گے

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرورِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ”میں شریک سے بے نیاز ہوں جس نے کسی عمل میں کسی کو میرے ساتھ شریک کیا میں اسے اور اس کے شرک کو چھوڑ دوں گا۔“ اور جب قیامت کا دن آئے گا تو ایک مہر بند صحیفہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں نصب کیا جائے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے ملائکہ سے ارشاد فرمائے گا: ”انہیں قبول کر لو اور انہیں چھوڑ دو۔“ فرشتے عرض کریں گے: ”یا رب عَزَّوَجَلَّ! تیری عزت کی قسم! ہم ان میں خیر کے علاوہ کچھ نہیں پاتے۔“ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ”تم درست کہتے ہو مگر یہ میرے غیر کے لئے ہیں اور آج میں صرف وہی اعمال قبول کروں گا جو میری رضا کے لئے کئے گئے تھے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، حرف الراء، باب

الریاء، الحدیث: ۷۴۷۲، ۷۴۷۱، ج ۳، ص ۱۸۹)

(20) ریا کاری کا انجام

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جُبُّ الْحُزْنِ“ سے اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی پناہ مانگو! صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! ”جُبُّ الْحُزْنِ“ کیا ہے؟ فرمایا: یہ جہنم میں ایک وادی ہے کہ جہنم بھی ہر روز سومرتبہ اس سے پناہ مانگتا ہے، اس میں وہ قاری داخل ہوں گے جو اپنے اعمال میں ریا کرتے ہیں۔“ (جامع الترمذی،

أبواب الزهد، باب ماجاء في الرياء والسمعة، الحدیث: ۲۳۹۰، ج ۴، ص ۱۷۰)

یہاں قاری سے مراد وہ بے دین علماء ہیں جو اچھے اعمال کے لباس میں لوگوں کے سامنے آئیں اور لوگوں کو گمراہ اور بے دین بنائیں تاکہ ان سے دولت لے کر ان کی بدکاریوں کو جائز ثابت کریں اور ظلم میں ان کے مددگار ہوں بلکہ چاپلوس عالم بھی خطرناک ہے جو ہر جگہ پہنچ کر وہاں جیسا بن جائے ہمارا اللہ، نبی، قرآن و کعبہ ایک، دین بھی ایک ہونا چاہئے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۲۹)

(21) اپنا اجر اسی سے مانگ جس کے لئے عمل کیا تھا

ریاکار کے لیے ایک بڑا نقصان و خسارہ یہ ہے کہ جب لوگوں کو ان کے اعمال کا ثواب ملے گا اور ان پر انعامات کی بارش ہوگی تو ریاکاری تمام لوگوں کے سامنے بے عزتی ہوگی۔ اس سے کہا جائے گا، تو نے اپنے عمل کے ذریعے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا نہیں چاہی بلکہ تیرا مقصود یہ تھا کہ لوگ تیری تعریف کریں تو تو ان کے پاس جا اور ان ہی سے اپنا انعام وصول کر اور وہ لوگ کیونکر کچھ دے سکیں گے کیونکہ وہ تو خود ایک ایک نیکی کے محتاج ہوں گے۔ چنانچہ حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ”جب اللہ عَزَّوَجَلَّ تمام اگلوں اور پچھلوں کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا تو ایک مُنادی یہ ندا کرے گا کہ جس نے کسی عمل میں کسی کو شریک کیا (یعنی ریاکاری کی) تو اسے چاہیے کہ وہ اپنا ثواب اس ہی سے لے کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ شرک سے بے پرواہ ہے۔“

(جامع الترمذی، کتاب التفسیر، باب ومن سورة الکہف، الحدیث ۳۱۶۵، ج ۵، ص ۱۰۵)

مفسرِ شہیر حکیم اُلمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی جو کام رضائے الہی کے لیے کئے جاتے ہیں ان میں کسی بندے کی رضا کی نیت کرے۔ بندے سے مراد دنیا دار بندہ ہے اور ظاہر کرنا بھی اپنی ناموری کے لیے ہونا مراد ہے لہذا جو شخص اپنی عبادت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کی بھی نیت کرے یا جو کوئی مسلمانوں کو سکھانے کی نیت سے لوگوں کو اپنے اعمال دکھائے وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۰)

(22) ریا کار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں

حضرت سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم، ﷺ نے ارشاد فرمایا، ”اس اُمت کو روشنی و بلندی اور زمین میں اختیارات کی خوشخبری سناؤ اور جس نے آخرت کا عمل (یعنی نیکی) دنیا کے لیے کیا اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الزہد، با ماجاء فی الریاء، الحدیث ۱۷۶۴۶، ج ۱۰، ص ۳۷۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

ہمارا کیا بنے گا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سخت تشویش کا مقام ہے کہ اگر اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی ریاکاروں کی صف میں کھڑا کر دیا گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ ربَّ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی، دودھ و شہد کی بہتی ہوئی نہریں، جنت کی حُوریں، عالیشان

محلات اور جنت کے دیگر انعامات سے محرومی اور میدانِ محشر میں سب کے سامنے
 رُسوائی کا صدمہ ہم کیسے سہیں گے؟ ہمارا نازک وجود گرمی یا سردی کی ذرا سی شدت
 سے پریشان ہو جاتا ہے جہنم کے ہولناک عذابات کیونکر برداشت کر پائے گا۔

ہائے! معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں

گرمی حشر میں پھر کیسے سہوں گا یا رب

جَهَنَّمَ کا ہلکاترین عذاب

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ ”دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اسے
 آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولنے لگے گا۔“

(صحیح البخاری، باب صفة الجنة والنار، الحديث ۶۵۶۱، ج ۴، ص ۲۶۲)

ہمارا نازک وجود

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ذرا تصور تو کیجئے کہ اگر ہمیں ریاکاری کی سزا
 کے طور پر جہنم کا صرف یہی عذاب دیا جائے تو بھی ہم سے برداشت نہ ہو سکے گا
 کیونکہ ہمارے پاؤں اتنے نازک ہیں کہ کسی گرم انگارے پر جا پڑیں تو پورے وجود
 کو اُچھال کر رکھ دیں، معمولی سا سرد درد ہمارے ہوش گم کر دیتا ہے تو پھر وہ عذاب
 جس سے دماغ کھولنے لگے، برداشت کرنے کی کس میں ہمت ہے؟ مگر آہ!
 ریاکاروں کو تو جہنم کی اس وادی میں ڈالا جائے گا جس سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔

(الْأَمَانُ وَالْحَفِیْظُ) اسلامی بھائیو! کیا اب بھی ہم ریاکاری سے باز نہیں آئیں گے، کیا

اب بھی اخلاص نہیں اپنائیں گے؟ کب تک یوں ہی غافل رہیں گے؟ آہ! اگر رحمتِ خداوندی شامل حال نہ ہوئی تو ہمارا کیا بنے گا؟

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یارب
نیک کب اے میرے اللہ! بنوں گا یارب

دردِ سر ہو یا بخار میں تڑپ جاتا ہوں
میں جہنم کی سزا کیسے سہوں گا یارب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے پہلے کہ موت ہمیں عمدہ بچھونے سے اٹھا کر قبر میں فرشِ خاک پر سلا دے، ہمیں چاہیے کہ ریاکاری کی تاریکی سے نجات پانے کے لئے اپنے سینے کو نورِ اخلاص سے منور کر لیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کسی کو ریاکار کہنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کی معلومات حاصل کرنے میں اپنی اصلاح مقصود ہونی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم شیطن کے بچھائے ہوئے ریاکاری کے جال سے بچتے بچتے بدگمانی کے چنگل میں جا پھنسیں، لہذا کسی بھی مسلمان کو ہرگز ریاکار قرار نہ دیجئے کیونکہ کسی کے ریاکاری مخلص ہونے کا انحصار اس کی نیت پر ہے۔

شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحبِ معطرِ پسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اَعْمَالُ کَادَار و مَدَارِ نِیَّتُوں پَر ہے۔“ (صحیح البخاری، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۱)

اور نیت کا تعلق دل سے ہے، ہمارے پاس کوئی ایسا آلہ یا ذریعہ موجود نہیں کہ کسی کے

بتائے بغیر اس کے دل کی بات یقینی طور پر جان سکیں۔ لہذا ہماری آخرت کی بہتری اسی میں ہے کہ کسی کو بھی ریاکار گمان نہ کریں کہ یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

”نیت“ کے تین حُرُوف کی نسبت سے 3 شرعی احکام

(1) اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ جلد 16 صفحہ 500 پر لکھتے ہیں: ”بلا وجہ شرعی مسلمان پر قصدِ ریا کی بدگمانی بھی حرام (ہے)۔“

(2) کسی نے اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت سے پوچھا کہ ایک صاحب نے چندہ (دیکر) مسجد بنوانے کی کوشش کی، اسی وجہ سے اپنا نام بھی پتھر میں کندہ کرانا چاہتے ہیں آیا نام کا کندہ کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”نام کندہ کرانے کا حکم اختلافِ نیت سے مختلف ہوتا ہے اگر نیت ریا و نمود ہے حرام و مردود ہے اور اگر نیت یہ ہے کہ تابقائے نام (یعنی جب تک نام لکھا رہے) مسلمان دُعا سے یاد کریں تو حرج نہیں، اور حتی الامکان مسلمان کا کام محملِ نیک ہی پر محمول کیا جائے گا۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۳، ص ۳۸۹)

(3) کسی نے کچھ اس طرح کا سوال کیا کہ اگر کوئی امام آگے پیچھے تو مغرب کی اذان تاخیر سے دلواتا ہو مگر اپنے پیر کی موجودگی میں اُسے دکھانے کے لئے جلد اذان دلوائے اور جماعت کرواتے وقت سجدہ و رکوع میں عام معمول سے ہٹ کر زیادہ دیر لگائے تو کیا یہ اس کے ریاکار و مکار ہونے کی علامت ہے؟ اعلیٰ حضرت

۱: بدگمانی کی تفصیلی معلومات کے لئے مکتبۃ المدینہ کا شائع کردہ رسالہ ”بدگمانی“ ہدیہ طلب کیجئے۔

علیہ رحمۃ رب العزت نے اس کا جواب یہ دیا: اذانِ مغرب میں بلا وجہ شرعی تاخیر خلاف سنت ہے، پیر کے سامنے جلد دلوانا ریا پر کیوں محمول کیا جائے بلکہ پیر کے خوف یا لحاظ سے اُس خلافِ سنت (فعل) کا ترک (کیوں نہ سمجھا جائے؟)، پیر کے سامنے رکوع و سجود میں دیر بھی خواہ نحوہ ریا اور مکاری پر دلیل نہیں بلکہ اس کے موجود ہونے سے تاثر (یعنی اثر ہونا) بھی ممکن اور مسلمانوں کا فعل حتی الامکان محملِ حسن (یعنی اچھائی) پر محمول (گمان) کرنا واجب اور بدگمانی ریا سے کچھ کم حرام نہیں، ہاں اگر رکوع و سجود میں اتنی دیر لگاتا ہو کہ سنت سے زائد اور مقتدیوں پر گراں ہو تو ضرور گناہگار ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۵، ص ۳۲۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ایک سال تک رونے سے محروم رہے

حضرت سیدنا محمول دمشقی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں، ”جب تم کسی کو روتے دیکھو تو اُس کے ساتھ رونے لگ جاؤ یہ بدگمانی نہ کرو کہ وہ لوگوں کو دکھانے کیلئے ایسا کر رہا ہے۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو روتا دیکھ کر بدگمانی کی تھی کہ یہ ریا کاری کر رہا ہے تو اس کی سزا میں ایک سال تک (خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں) رونے سے محروم رہا۔“ (تنبیہ المغتربین ص ۱۰۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تجسس نہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی کے بارے میں تجسس کرنا اور اس میں ریا کاری کی علامات تلاش کرنا تا کہ اس کو بدنام کیا جائے یہ سب بھی حرام ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب الحلال والحرام، الباب الثالث الحالة الاولى، ج ۲، ص ۱۵۰/ کتاب الامر بالمعروف..... الخ، ج ۲، ص ۳۹۹ ملخصاً) بہر حال ہمیں چاہئے کہ دوسروں میں عیب تلاش کرنے کے بجائے ریاکاری کی بیان کردہ صورتوں کو اپنے اندر تلاش کرنے کے بعد علاج کی تدبیر کریں۔

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اے ریاکار !

ایک عورت نے حضرت سیدنا مالک بن دینار علیہ رحمۃ الغفار کو ان الفاظ سے پکارا: ”اے ریاکار!“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی سے کہا: ”اے خاتون! بصرہ کے لوگ میرا نام بھول گئے تھے، تو نے اس نام کو تلاش کر لیا۔“ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۵۳)

سُبْحَانَ اللّٰہ ! سُبْحَانَ اللّٰہ ! ہمارے اسلاف سرِ پُراخلاص ہونے کے ساتھ ساتھ نہایت ہی بُر بار اور خوش اخلاق ہوا کرتے تھے۔ کوئی کتنا ہی تنگ کرے مگر ان کو اپنے نفس کی خاطر غصہ نہیں آتا تھا، اگر کبھی آ بھی جاتا تو دامنِ صبر ہاتھوں سے ہرگز نہ جاتا۔ اگر ہمیں بھی کوئی ریاکار کہہ دے تو آپے سے باہر ہونے کے بجائے صبر کر کے اجر کمانا چاہئے۔

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کاری کیسے ہوتی ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریا کاری سے بچنے کے لئے یہ جاننا بہت ضروری ہے کہ ہم کس طرح ریا کاری میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ ریا کاری کبھی تو زبان کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی فعل کے ذریعے، اس کی ضروری تفصیل ملاحظہ ہو:

”زبان کی بے احتیاطی“ کے پندرہ حُرُوف کی مناسبت سے کلام کے ذریعے ریکاری کی 15 صورتیں

(1) نپے ٹکے الفاظ میں اس نیت سے دینی باتیں کرنا کہ لوگوں پر اس کی وسیع دینی معلومات اور فصاحت و بلاغت کا سکہ بیٹھ جائے کہ میں ایسا قادر الکلام ہوں کہ کوئی مجھ سے بڑھ کر اچھے طریقے سے اپنا مَدِّ عابیان کر ہی نہیں سکتا۔ ایسے لوگ اپنے اندازِ گفتگو کے ذریعے نمایاں مقام حاصل کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ واعظین، مبلغین اور مصنفین ریکاری کی اس صورت کا بآسانی شکار ہو سکتے ہیں۔

(2) مصنف کا کتاب کے مقدمے (یعنی شروع) میں اس قسم کے الفاظ لکھنا کہ ”میں نے اتنی بڑی مثلاً 1000 صفحات کی کتاب محض 10 دن میں لکھی ہے۔“ تاکہ پڑھنے والوں پر اس کے ہمہ وقت دینی کاموں میں مصروف رہنے کی دھاک بیٹھ جائے۔

(3) بیان کرنے والے کا بیان کے آغاز میں اس طرح کے کلمات کہنا کہ سُننے

والے اُسے راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں قربانیاں دینے والا تصور کرتے ہوئے خود کو اس کا احسان مند سمجھیں۔ مثلاً میں 6 دن سے مسلسل سفر پر ہوں، 13 گھنٹے کا سفر کر کے یہاں پہنچا ہوں، بہت تھکا ہوا ہوں، ابھی کھانا بھی نہیں کھایا تھا مگر بیان کرنے پہنچ گیا ہوں وغیرہا۔

(4) دورانِ گفتگو بات بات پر اپنے دینی کارنامے بیان کرنا تاکہ سُننے والے اسے دین کا بہت بڑا خادم تصور کریں اور اس کی عظمتوں کے قائل ہو جائیں۔ مثلاً مجھے تو 15 سال ہو گئے نیکی کی دعوت عام کرتے ہوئے، میں اتنے عرصے تک

فلاں فلاں ذمہ داری پر فائز رہا، میں نے اتنے علاقوں بلکہ مُلکوں میں جا کر مَدَنی کام کیا، میں نے سینکڑوں افراد کو گناہوں سے توبہ کروائی، مَدَنی کام کرنے پر آمادہ کیا، ان کی تربیت کی وغیرہ۔ کسی بھی مذہبی تنظیم یا تحریک سے وابستہ افراد پر یا کاری کی اس صورت کا بآسانی شکار ہو سکتے ہیں۔

(5) کسی شرعی مسئلے کا زبانی یا تحریری جواب دیتے وقت اس نیت سے عربی عبارات پڑھنا یا لکھنا اور بلا ضرورت ایک سے زائد کُتب کا حوالہ دینا کہ سائل وسامعین پر اس کے کثرتِ مطالعہ کا راز کھل جائے اور وہ اُسے بہت بڑا عالم اور مفتی تصور کریں۔

(6) دینی حوالے سے شہرت رکھنے والے یا کسی مُعظَّم شخص کا نئے ملاقاتی کو اپنا تعارف اس نیت سے کروانا کہ یہ میرے مقام و مرتبے سے آگاہ ہو کر مجھے عزت دے یا کوئی دُنیاوی نفع پہنچائے۔

(7) کسی جامعہ یا مدرسے کے استاذ کا بلا ضرورت طلبہ کے سامنے اپنے کارنامے بیان کرنا تاکہ طلبہ اُس کے گرویدہ ہو جائیں کہ ہمیں پڑھنے کے لئے کتنا عظیم اُستاز ملا ہے۔

(8) کسی کو اپنے کثیر فضائل بتا کر یہ کہنا کہ ”آپ کسی اور کو مت بتانا۔“ تاکہ سامنے والا متاثر ہو جائے کہ بہت مخلص شخص ہے کہ کسی پر اپنا نیک عمل ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔

(9) کسی کو نیکی کی دعوت اس نیت سے دی کہ لوگ اسے مسلمانوں کا عظیم خیر خواہ تصور کریں یا کسی کو برائی سے اس لئے منع کیا کہ لوگ اس سے متاثر ہو جائیں

کہ ”بڑا غیرت مند شخص ہے جو برائی دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتا۔“ حالانکہ اس نے اپنے گھر میں ہونے والی برائی دیکھ کر کبھی ایسی غیرت نہیں کھائی۔

(10) حافظ قرآن یا عالم دین کا بلا ضرورت اپنا حافظ یا عالم ہونا اس نیت سے ظاہر کرنا کہ لوگ اس کی آؤ بھگت کریں۔ اسے نمایاں جگہ پر بٹھائیں۔

مدینہ: بہارِ شریعت میں ہے: عالم اگر اپنا عالم ہونا لوگوں پر ظاہر کرے تو اس میں حرج نہیں مگر یہ ضروری ہے کہ تَفَاخُور (فخر جتنے) کے طور پر یہ اظہار نہ ہو کہ تَفَاخُورِ حرام ہے بلکہ محض تَحْدِیثِ نعمتِ الہی کے لیے یہ ظاہر ہوا اور یہ مقصد ہو کہ جب لوگوں کو ایسا معلوم ہوگا تو استفادہ کریں گے کوئی دین کی بات پوچھے گا اور کوئی پڑھے گا۔ (بہارِ شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۷۰)

(11) حج کرنے والے کا بلا ضرورت اپنا حاجی ہونا اس نیت سے ظاہر کرنا کہ لوگ اس کی تعظیم کریں۔

(12) اظہارِ فخر کے لئے مشہور و معروف مشائخ سے ملاقات یا ان کی صحبت میں رہنے یا ان سے رشتہ داری کا دعویٰ اس نیت سے کرنا کہ لوگ اسے بھی مُعَظَّم سمجھیں اور اس کی راہ میں آنکھیں بچھائیں۔

(13) عاجزی یا ہمدردی کے ایسے الفاظ بولنا جن کی دل تائید نہ کرتا ہو، مثلاً میں تو بہت کمینہ ہوں، میں تو آپ کے در کا کتا ہوں (اور جب کوئی اسے ان الفاظ سے مخاطب کرنے کی ہمت کر بیٹھے تو یہ آپ سے باہر ہو جائے)

(14) اپنی نیکیوں کا بلا ضرورت اظہار اس نیت سے کرنا تاکہ لوگوں

کے دلوں میں اس کی عزت و مرتبے میں اضافہ ہو جائے۔

(15) مناظرانہ اندازِ گفتگو اس نیت سے اختیار کرنا تا کہ سننے والے اس

کی فقاہت اور ذہانت کے قائل ہو جائیں۔

خبردار! خبردار! خبردار! کسی بھی مسلمان کو (بالخصوص جن کا ذکر ہوا) ریاکار

گمان نہ کیجئے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: لاکھوں

مسائل و احکام نیت کے فرق سے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۹۸) بدگمانی

حرام ہے اور نیک مسلمان سے حُسن ظن رکھنا مستحب ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو

چاہیے کہ کلام کے ذریعے ہونے والی ریا کاری کی ان صورتوں کو اپنے آپ میں تلاش

کرے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”اپنی نیکیاں چھپائیے“ کے پندرہ حُرُوف کی نسبت سے

فعل (یعنی عمل) کے ذریعے ریا کاری کی 15 صورتیں

(1) گفتگو یا بیان کرنے یا سننے یا نعت شریف پڑھنے یا سننے کے دوران

اس نیت سے آبدیدہ ہو جانا کہ دیکھنے والے اسے خوفِ خدا عَزَّوَجَلَّ رکھنے والا، بہت

بڑا عاشقِ رسول سمجھیں۔

(2) لوگوں کی موجودگی میں یا کسی محفل میں مسلسل ہونٹ ہلاتے رہنا تا کہ

لوگ اسے کثرت سے ذکرُ اللہ عَزَّوَجَلَّ کرنے والا یا دُرُودِ پاک پڑھنے والا سمجھیں۔

(3) فقط اس لئے زبانی بیان کرنا کہ لوگ اسے بہت بڑا عالم تصور کریں یاد رکھ کر بیان کرنے سے اس لئے کترانا کہ سننے والے کہیں اسے جاہل نہ سمجھیں۔

(4) باہر غفو در گزراور عاجزی کا پیکر بنے رہنا اور گھر میں ایسا شیر بیر کہ ناک پر بھی نہ بیٹھنے دے۔

(5) لوگوں کے سامنے خوش اخلاقی کا اشتہار ہو اور گھر والے اس کی بد اخلاقی سے بیزار ہوں۔

(6) لوگوں کے سامنے خشوع و خضوع سے تمام آداب بجالاتے ہوئے نماز پڑھے اور تنہائی میں ایسی کہ فرائض و واجبات پورے ہونا مشکوک ہو جائے۔

(7) جلوت میں (یعنی لوگوں کے سامنے) تو کھانے، پینے، بیٹھنے اور دیگر سنتوں پر خوب عمل کرنا، مگر خلوت (یعنی تنہائی) میں سستی کرنا۔

(8) لوگوں کے سامنے سخاوت کا موقع ملے تو کسی سے پیچھے نہ رہے مگر کوئی اکیلے میں مدد کے لئے درخواست کرے تو حیلے بہانے کرے۔

(9) کسی دعوت میں جانا پڑے تو اس لئے کم کھائے کہ شرکاء اسے مُتَّبِع سنت (یعنی سنت کی پیروی کرنے والا) اور قَلِيلُ الْغِذَاء (یعنی کم کھانے والا) تصور کریں مگر جب گھر میں یا بے تکلف دوستوں کے درمیان ہو تو دوسروں کا حصہ بھی چٹ کر جائے۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں سمجھاتے ہوئے فیضان سنت جلد اول صفحہ 752 پر لکھتے ہیں: بے شک عمر بھر ڈٹ کر کھائے تب بھی گنہگار نہیں اور

اگر زندگی میں ایک بار بھی ریا کار بنا تو گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہے۔ اسلامی بھائیوں کے سامنے تو سنبھل کر تھوڑا سا کھائے تاکہ یہ تائثر قائم ہو کہ واہ بھئی! اس نے پیٹ کا قفلِ مدینہ لگایا ہوا ہے اور پھر ”کھاؤں کھاؤں“ کرتا ہوا گھر پہنچے اور بھوکے شیر کی طرح غذاؤں پر ٹوٹ پڑے ایسا شخص پکا ریا کار اور دوزخ کا حقدار ہے۔ بیشک وہ اسلامی بھائی بہت عقلمند ہے جو دوسروں کے سامنے اس طرح کھائے کہ اُس کی کم خوری کا کسی کو اندازہ نہ ہو سکے اور گھر وغیرہ میں خوب اچھی طرح پیٹ کا قفلِ مدینہ لگائے رکھے۔ عملِ صرف و صرف اللہ عزَّوَجَلَّ کی رضا کیلئے ہونا چاہئے کہ اخلاص قبولیت کی گنجی ہے۔

ریا کاریوں سے بچا یا الہی
کر اخلاص مجھ کو عطا یا الہی

دوسروں کی موجودگی میں کم کھانے کا طریقہ

(امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ مزید لکھتے ہیں) دوسروں کی موجودگی میں ریا کاری یا میزبان وغیرہ کے اصرار سے بچنے کیلئے ایک طریقہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تین انگلیوں سے چھوٹے چھوٹے نوالے لیکر خوب چبا کر کھائیے اور ہمیشہ ان سنتوں کا خیال رکھئے۔ بالخصوص دعوتوں میں اکثر لوگ جلد جلد کھاتے ہیں لہذا ہو سکتا ہے کھانے کی مشغولیت انہیں آپ سے بے توجہ رکھے۔ اگر پھر بھی آپ خود کو جلد فارغ ہوتا محسوس فرمائیں تو اطمینان سے ہڈیاں چوستے رہئے۔ امید ہے اس طرح آپ سب

کے ساتھ فراغت حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ سب کے سامنے جلدی جلدی ہاتھ کھینچ لینا اگر ریالینی دکھاوے کی خاطر ہو کہ لوگ سمجھیں کہ نیک آدمی ہے اور تقوے کی وجہ سے کم کھاتا ہے تو ایسا کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

ریاکاری سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔ سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے، اللہ عزَّوَجَلَّ اُس عمل کو قبول نہیں فرماتا جس میں ایک ذرہ کے برابر بھی ریا (یعنی دکھاوا) ہو۔ (التَّوْبَةُ وَالْتَّوْبَةُ ج ۱ ص ۸۷) (فیضانِ سنت جلد اول صفحہ 752)

(10) اگر نفلی روزہ رکھے ہوئے ہو تو لوگوں کے سامنے ہونٹوں پر زبان پھیرے یا ایسی حرکتیں کرے جس سے لوگ اس کے روزہ دار ہونے پر آگاہ ہو جائیں۔

(11) کثیرِ مجمع کے سامنے ایکوساؤنڈ پر نعت شریف پڑھنے کا موقع ملے تو خوب جھوم جھوم کر پڑھے اور ایکوساؤنڈ نہ ہو یا تھوڑے لوگ ہوں یا تنہائی میں پڑھے تو تھوڑی ہی دیر میں گلا تھک جائے۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت وامت برکاتہم العالیہ ہمیں سمجھاتے ہوئے اپنے رسالے ”شیطان کے چار گدھے“ کے صفحہ 39 پر لکھتے ہیں: حُسنِ قراءتِ یانعت خوانی کے مقابلے میں جو دُوم آیا وہ اوّل آنے والے سے، اور جو سُوم آیا وہ دُوم اور اوّل آنے والے سے اگر حسد کرتا ہے یا تو اپنے زُعم میں یہ سمجھتا ہے کہ میں نے بہترین آواز میں قراءت کی یا نعتِ پاک پڑھی مگر پھر بھی میں سُوم رہا اور لوگوں سے کہتا ہے، یہ مُنْصِفِین (جج صاحبان) کی نا انصافی ہے۔ تو تہمت اور غیبت وغیرہ بدگمانی کی

آفت میں پھنسا۔ اس میں ریاکاری کے بھی خطرات ہیں جبکہ اس نے نعت پاک اللہ اور اس کے رسول عَزَّوَجَلَّ و صَلَّى اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے نہیں صرف ”تمغہ“ حاصل کرنے، ثرائی جیتنے، انعام یا رقم حاصل کرنے کے لئے پڑھی تھی اور اسی لئے کوشش کی تھی کہ میں اول آ جاؤں تاکہ اخبارات میں میری تصویر یا نام آ جائے اور میری خوب واہ! واہ! ہو، سب میری آواز کی داد دیتے ہوں، مبارکباد و تحائف پیش کرتے ہوں وغیرہ۔ اس طرح ثواب کی کوئی امید نہیں بلکہ ریاکاری کی آفت میں مبتلا ہونے کے سبب عذاب کا اشتقاق ہے۔ اس طرح کے ”مقابلے“ شرعاً دُرست ہیں مگر شرکت کرنے والے کو اپنے دل پر غور کر لینا چاہئے کہ اُس میں کتنا اخلاص ہے۔

دو شعرِ حُولی برکت کیلئے پڑھنے دیجئے؟

کہیں کثیر اجتماع ہو، ایکوساؤنڈ لگا ہوا ہو تو عوام کا اڈِ حام دیکھ کر تقریباً ہر ایک کو مانک پر آ کر بیان کرنے، قراءت کرنے یا نعت شریف پڑھنے کو جی چاہتا ہوگا، اگر نعتیں ریکارڈ کی گئی ہوں تو پھر کیسٹ میں صرف اپنی پڑھی ہوئی نعت شریف کی تلاش ہوگی کہ میری بھی کہیں آواز ہے یا نہیں! اگر کیسٹ میں آواز نہیں تو رنجیدہ ہوتا ہوگا، اس طرح یہ غمگین ہونا کیسا؟ نیز خوش الحان قاری و نعت خوان کی یہ آرزو کہ میری کیسٹ بازار میں آنی چاہیے، کیا اس آرزو میں اخلاص کی بھی کوئی اُمید ہے؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے قراءت و نعت تھی یا کیسٹ کے لئے؟ اگر کہیں بہت بڑا اجتماع ذکر و نعت ہو رہا ہے! ایکوساؤنڈ لگا ہوا ہے تو بعض کہیں گے، کہ حُولی برکت کے لئے

دو اشعار مجھے بھی پڑھنے دیئے جائیں۔ برائے مہربانی اپنے دل کے اندر جھانک کر دیکھئے کہ برکت چاہئے یا شہرت! اگر واقعی آپ کو برکت ہی کی طلب ہے تو میرا مدنی مشورہ ہے کہ گھر کا بند کمرہ ہو اور تصوُّرِ گنبدِ خضراء ہو پھر نعت شریف پڑھئے ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ ریاکاری سے بھی بچت اور برکت ہی برکت بلکہ ان شاء اللہ عَزَّوَجَلَّ برکات کی برسات ہوگی اور آپ کا نامہ اعمالِ حَسَنات کے نور سے بھرپور ہو جائے گا۔ اَلْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ یعنی عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں اخلاص عطا فرمائے۔

دل میں ہو یاد تری گوشہ تنہائی ہو
پھر تو خلوت میں عجب انجمن آرائی ہو
(ذوق نعت)

(ماخوذ از رسالہ ”شیطان کے چار گدھے“ ص ۳۹)

(12) بیان میں عوام کی تعداد زیادہ تو جوشِ خطابت کا یادگار مظاہرہ اور اگر

کسی وجہ سے تعداد کم ہو تو سارا جوش ٹھنڈا پڑ جائے یا بیان کرنے کو ہی جی نہ چاہے۔

(13) اگر قسمت سے شب بیداری کرنے یا تہجد پڑھنے کا موقع ملے تو دن

میں لوگوں کے سامنے آنکھیں ملے یا اس انداز سے انگڑائیاں وغیرہ لے کہ اس کی شب بیداری کا سب کو پتا چل جائے۔

(14) لوگوں کے سامنے تو عورت کو آتا دیکھ کر نگاہیں جھکا لے اور اگر

لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو تو ٹکٹکی باندھ کر بدن گاہی کرے۔

(15) گانے باجے کی آواز آنے پر لوگوں کے سامنے کانوں میں انگلیاں ڈال لے تاکہ لوگ اسے مُتَّبِع شریعت تصور کریں اور حال یہ ہو کہ گھریا موبائل وغیرہ میں میوزیکل ٹون والی گھنٹی لگوائی ہوئی ہو۔

اسی طرح غور کرتے چلے جائیں گے تو ہمیں پتا چلے گا کہ لباس، گفتار، کردار میں کیسے کیسے انداز سے ریاکاری ہو سکتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ کسی کی دُکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا ہو، ایسے اسلامی بھائیوں کو بھی چاہیے کہ ناراض ہونے کے بجائے بعدِ توبہ اپنے علاج کی ترکیب بنائیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یاد رہے کہ ہمیں کسی مسلمان کے کسی فعل پر بدگمانی نہیں کرنی کیونکہ بدگمانی حرام ہے اور نیک مسلمان سے حُسنِ ظن رکھنا مُسْتَحَب ہے۔ بلکہ ایسے افعال کرنے والوں کو چاہیے کہ ریاکاری کی ان صورتوں کو اپنے آپ میں تلاش کرنے کے بعد علاج کی تدبیر کریں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریاکاری کن چیزوں میں ہوتی ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری ممکنہ طور پر تین چیزوں میں ہو سکتی ہے:

(۱) ایمان میں..... (۲) دُنیوی معاملات میں..... (۳) عبادات میں۔

ان کی ضروری تفصیل ملاحظہ ہو:

(1) ایمان میں ریا

ظاہری طور پر مسلمان ہونا اور باطن میں اسلام کو جھٹلانے والا، اس ریا کو نفاق بھی کہتے ہیں یعنی زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا، یہ بھی خالص کفر ہے۔ ایسا شخص مُنافِق ہے اور دعویٰ ایمان میں جھوٹا ہے۔ پارہ 27 سورة المنافقون کی پہلی آیت میں ارشادِ رب العالمین ہے:

اِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ
قَالُوا اشْهَدْ اِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ
وَاللَّهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُولُهُ
وَاللَّهُ يَشْهَدُ اَنَّ الْمُنْفِقِينَ
كَذِبُونَ ۝۱

ترجمہ کنز الایمان: جب منافق تمہارے حضور حاضر ہوتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضور بیشک یقیناً اللہ کے رسول ہیں اور اللہ جانتا ہے کہ تم اس کے رسول ہو، اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق ضرور جھوٹے ہیں۔

ایسے لوگوں کے لئے جہنم کا سب سے نچلا طبقہ ہے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے قرآن مجید میں اس کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرَجَاتِ
الْاسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ (پ ۵، النساء: ۱۴۵)

ترجمہ کنز الایمان: بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں۔

سرورِ کائنات، شہنشاہِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ظاہری حیات کے زمانے میں اس صفت کے کچھ افراد بطورِ منافقین مشہور ہوئے، ان کے باطنی کفر کو قرآن مجید میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز سلطانِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بعطاءِ الہی عَزَّوَجَلَّ اپنے وسیع علم سے ایک ایک کو پہچانا اور نام بنام فرمادیا کہ یہ یہ منافق

ہے۔ (المعجم الاوسط، الحدیث ۷۹۲، ج ۱، ص ۲۳۱) اب اس زمانے میں کسی مخصوص شخص کی نسبت یقین سے کہنا کہ وہ منافق ہے ممکن نہیں کہ ہمارے سامنے جو اسلام کا دعویٰ کرے ہم اُسے مسلمان ہی سمجھیں گے۔ (البواقیت، ج ۲، ص ۳۷۳) جب تک کہ ایمان کے مُنافی (یعنی ایمان کے اُلٹ) کوئی قول (بات) یا فعل (کام) اُس سے سرزد نہ ہو۔ البتہ نفاق یعنی مُنافقت کی ایک شاخ اس زمانے میں بھی پائی جاتی ہے کہ بہت سے بد مذہب اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور دیکھا جائے تو اسلام کے دعوے کے ساتھ ساتھ بہت سے فُروریات دین کا انکار بھی کرتے ہیں۔

(بہارِ شریعت حصہ اول ص ۹۶ مَلَخَصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) دُنِیوی معاملات میں ریا

کبھی ریاکاری کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے کہ کوئی شخص دنیاوی عمل کے ذریعے لوگوں کے دلوں میں اپنی عزت و مرتبہ قائم ہونے کی خواہش کرے۔ مثلاً وہ اس لیے صاف ستھرا، خوشبو میں بسا ہوا اور اچھا لباس زیب تن کرتا ہے کہ لوگ اس کی جانب متوجہ ہوں اور گھر میں اس کی حالت اس کے برخلاف ہوتی ہے۔ لوگوں کے لئے کی جانے والی ہر آرائش و زیبائش اور عزت افزائی کو اسی پر قیاس کر لیجئے۔

شرعی حکم: ایسی ریاکاری حرام نہیں کیونکہ اس میں دینی معاملات کی تَلٰئِس (یعنی ملاوٹ) اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اسْتِہْزَاء نہیں پایا جاتا۔ (الزواج عن اقتراف

الکبائر، ج ۱، ص ۷۸)۔ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: لوگوں کے دلوں میں اپنا مقام بنانا اگر عبادات کے علاوہ دیگر امور سے ہو تو یہ مال طلب کرنے کی طرح ہے لہذا حرام نہیں ہے۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۶۸) حدیقہ ندیہ میں ہے: دنیاوی کام اگر حقیقت کے چھپانے اور جھوٹ سے خالی ہیں اور وہ کام کرنے والا ان کی وجہ سے کسی ممنوع، حرام یا مکروہ میں نہیں پڑتا تو ان میں ریا کاری حرام نہیں۔ لیکن ایسی ریا کاری مذموم ہے کیونکہ یہ دین میں ریا کاری کی طرف لے جاتی ہے۔ (الحدیقہ الندیہ، ج ۱، ص ۴۷۸) واللہ تعالیٰ اعلم

بہر حال مباح کاموں میں بھی اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ثواب کمایا جا سکتا ہے۔ مثلاً خوشبو لگانے میں اتباع سنت، تعظیم مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُدور کرنے کی نیتیں ہوں تو ہر نیت کا الگ ثواب ہوگا۔

(اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۷)

سرکارِ مدینہ ﷺ نے کیسے مبارک سنوارے

سرکارِ والا تبار، بے کسوں کے مددگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے دولت کدے سے باہر تشریف لانے کا ارادہ فرمایا تو اپنے عمامہ شریف اور کیسوؤں کو دُست فرمایا اور آئینہ میں اپنا مبارک چہرہ مُلاحظہ فرمایا تو حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: ”یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! کیا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا کر رہے ہیں؟“ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ہاں! اللہ عَزَّوَجَلَّ بندے کا بننا سنو، اس وقت پسند فرماتا ہے جب وہ اپنے بھائیوں کے پاس جانے لگے۔“

(اتحاف السادة المتقين، کتاب ذم الجاه والرياء، باب بيان حقيقة الرياء، ج ۱۰، ص ۹۳، ۹۴)

امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الہی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”شفیع روزِ شہمار، دو عالم کے مالک و مختار باذن پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ ایک مؤکدہ عبادت تھی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مخلوق کو دعوت دینے اور خستی الامکان ان کے دلوں کو دین حق کی طرف مائل کرنے پر مامور ہیں کیونکہ اگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کی نظروں میں معزز نہ ہوتے تو وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منہ پھیر لیتے لہذا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر لوگوں کے سامنے اپنے عمدہ ترین احوال ظاہر کرنا لازم تھا تا کہ لوگ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو ناقابل اعتبار سمجھ کر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے منہ نہ پھیریں کیونکہ عام لوگوں کی نگاہ ظاہری احوال پر ہی ہوتی ہے مخفی امور پر نہیں ہوتی۔ نیز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عمل بھی نیکی ہی تھا۔ یہی حکم علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ اور ان جیسے دیندار لوگوں کے لئے ہے جبکہ وہ اپنی اچھی بیعت سے وہی نیت کریں جو اوپر بیان ہوا۔“

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاه والرياء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۶۸)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

(3) عبادات میں ریاکاری

عبادات میں دو طرح سے ریاکاری ہو سکتی ہے:

(i) ادائیگی میں ریاکاری، اور (ii) اوصاف میں ریاکاری

(1) ادائیگی میں ریاکاری:

اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کے سامنے تو عبادت کرے، اگر کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو نہ کرے۔ مثلاً لوگوں کے سامنے ہو تو نماز پڑھے تنہائی میں نہ پڑھے، کوئی دیکھنے والا ہو تو روزہ رکھے ورنہ نہیں۔ نماز جمعہ میں لوگوں کی مذمت کے خوف سے حاضر ہو، لوگوں کے خوف کی وجہ سے رشتہ داروں سے نیک سلوک کرے تو ایسا شخص ریاکار ہے۔

شرعی حکم: ایسے شخص کو عبادت کا ثواب نہیں ملے گا بلکہ یہ سخت گناہ گار اور عذابِ نار کا حقدار ہے، علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ الہادی حدیقہ ندیہ میں نقل کرتے ہیں: ”اگر کسی شخص نے لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھی تو اس کے لئے کچھ ثواب نہیں اُلٹا اس کو گناہ ملے گا کہ اس نے نیکی نہیں بلکہ گناہ کیا۔“ (حدیقہ ندیہ،

ج ۱، ص ۴۷۸، ملخصاً) لیکن اس کا فرض ادا ہو جائے گا۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت مجددِ دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر ریا کے لئے نماز روزہ رکھا تو فرض ادا ہوگا یا نہیں؟ ارشاد فرمایا: فقہی نماز روزہ ہو جائے گا کہ مُفسد (یعنی نماز یا روزہ توڑنے والا کوئی کام) نہ پایا گیا، ثواب نہ ملے گا، بلکہ عذابِ نار کا

مستحق ہوگا۔ روزِ قیامت اُس سے کہا جائے گا: ”اوفا جر! اوغادر! اوخاسر! اوکافر! تیرا

عمل حبط (یعنی ضائع) ہوا، اپنا اجر اُس سے مانگ جس کے لئے کرتا تھا۔“ (ملفوظات، شعب

الایمان، باب فی اخلاص العمل..... الخ، الحدیث ۶۸۳۱، ج ۵، ص ۳۳۳) یہی ایک برائی ریا

کی مذمت کو کافی ہے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول ص ۷۷ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

صدر الشریعہ، بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی

علیہ رحمۃ اللہ القوی مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 238 پر فرماتے ہیں:

”عبادت کوئی بھی ہو اس میں اخلاص نہایت ضروری چیز ہے یعنی محض رضائے الہی کے

لیے عمل کرنا ضرور ہے۔ دکھاوے کے طور پر عمل کرنا بالاجماع حرام ہے۔“ صفحہ

239 پر مزید فرماتے ہیں: ”لوگوں کے سامنے نماز پڑھتا ہے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا تو

پڑھتا ہی نہیں یہ ریا ہے کہ ایسی عبادت کا بالکل ثواب نہیں۔“

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: ”ریا

والی عبادت گھسنے ہوئے ٹخم (یعنی وہ بیج جسے گھن (کیڑے) نے کھا کر اندر سے ریزہ ریزہ کر کے

بیکار کر دیا ہو) کی طرح ہے جس سے پیداوار نہیں ہوتی۔“ (مزاۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی کو فرض ادا کرنے میں ریا کی مداخلت کا

اندیشہ ہو تو اس مداخلت کی وجہ سے فرض نہ چھوڑے بلکہ فرض ادا کرے اور ریا کو دور

اور اخلاص حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) اوصاف میں ریاکاری:

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے بہت خوبی کے ساتھ عبادت کرے۔ مثلاً لوگوں کی موجودگی میں ارکانِ نماز بہت عمدگی اور خشوع و خضوع سے ادا کرے اور جب اکیلا ہو تو جلدی جلدی پڑھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”جو شخص یہ کام کرے وہ اپنے ربَّ عَزَّوَجَلَّ کی توہین کرتا ہے۔“ یعنی اسے اس بات کی پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے خلوت (یعنی تنہائی) میں بھی دیکھ رہا ہے اور جب کوئی آدمی دیکھ رہا ہو تو وہ اچھی طرح نماز پڑھتا ہے۔ امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ہمیں یہ بات ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھاتے ہیں کہ جو کسی شخص کے سامنے ٹیک لگا کر یا چارزانو بیٹھا ہو، پھر اس شخص کا غلام آجائے تو وہ سیدھا ہو کر اچھی طرح بیٹھ جائے تو یہ شخص اس غلام کو اس کے مالک پر فوقیت دیتا ہے اور یہ یقیناً اس کے مالک کی توہین ہے، ریاکار کی حالت بھی یہی ہے کہ وہ مجلس میں اچھی طرح نماز پڑھتا ہے تنہائی میں نہیں یعنی گویا بندوں کو ان کے مالک عَزَّوَجَلَّ پر فوقیت

دیتا ہے۔ (احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۷۲)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے کسی نے دریافت کیا کہ اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا؟ ارشاد فرمایا: یہ بھی ریا ہے

کہ دل میں نیتِ غیرِ خدا ہے۔ (ملفوظات، حصہ دوم، ص ۱۶۶)

شرعی حکم: ریا کاری کی یہ قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے، ایسے شخص کو اصل عبادت کا ثواب تو ملے گا مگر عمدہ پڑھنے کا ثواب نہ ملے گا۔ ریا کاری کا وبال بہر حال اس کی گردن پر ہوگا۔ بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 239 پر ہے: ”(ریا کاری کی) دوسری صورت یہ ہے کہ اصل عبادت میں ریا نہیں، کوئی ہوتا یا نہ ہوتا بہر حال نماز پڑھتا مگر وصف میں ریا ہے کہ کوئی دیکھنے والا نہ ہوتا جب بھی پڑھتا مگر اس خوبی کے ساتھ نہ پڑھتا۔ یہ دوسری قسم پہلی سے کم درجہ کی ہے اس میں اصل نماز کا ثواب ہے اور خوبی کے ساتھ ادا کرنے کا جو ثواب ہے وہ یہاں نہیں کہ یہ ریا سے ہے اخلاص سے نہیں۔“

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریائے خالص اور مخلوط

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! عبادت میں پایا جانے والا ریا کبھی خالص ہوتا ہے اور کبھی مخلوط (یعنی ملاوٹ والا):

(1) اگر عبادت سے محض مخلوق کو راضی کرنا یا دُنیوی نفع حاصل کرنا مقصود ہو تو اسے ریائے خالص کہتے ہیں۔ اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر اصل عبادت میں ریا ہوگی تو ثواب سے محروم رہنے کے ساتھ ساتھ ریا کاری کی سزا بھی ملے گی اور اگر ریا کاری وصفِ عبادت میں ہو تو جو خوبی عبادت میں پیدا ہوئی اس کا ثواب نہیں ملے گا اور ایسے شخص پر ریا کاری کا وبال ہوگا۔

اور (2) اگر دُنیوی نفع حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ ثوابِ آخرت بھی پیش

نظر ہو تو اسے ریائے مخلوط کہتے ہیں۔ اس کی چند صورتیں ہیں:

(1) دنیوی نفع کا ارادہ، نیتِ ثواب پر غالب ہوگا تو ثواب نہیں ملے گا۔

(2) دنیوی نفع کا ارادہ، نیتِ ثواب کے برابر ہوگا تو بھی ثواب نہیں ملے گا۔

(3) نیتِ ثواب دنیوی نفع کے ارادہ پر غالب ہوگی (یعنی دنیوی نفع کا ارادہ، نیتِ

ثواب سے مغلوب ہوگا) تو نیت کے مطابق ثواب ملے گا۔

حضرت سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ارشاد فرماتے ہیں: ”اگر دنیا کی

نیت غالب ہو تو اسے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اگر آخرت کی نیت غالب ہو تو اسے

ثواب ملے گا اور اگر دونوں نیتیں برابر ہوں تب بھی ثواب نہیں ملے گا۔“ مزید ارشاد

فرمایا: ”اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کے نشاط میں اضافہ اور قوت

پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ عبادت نہ چھوڑتا پھر

اگرچہ اس کی نیت ریاہی کی ہو تو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہ ہوگا، ریا

کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ ثواب کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔“

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، ج ۱، ص ۷۸)

بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 240 میں ہے: جو شخص حج کو گیا اور ساتھ میں

اموال تجارت بھی لے گیا، اگر تجارت کا خیال غالب ہے یعنی تجارت کرنا مقصود ہے

اور وہاں پہنچ جاؤں گا حج بھی کر لوں گا یا دونوں پہلو برابر ہیں یعنی سفر ہی دونوں مقصد

سے کیا تو ان دونوں صورتوں میں ثواب نہیں یعنی جانے کا ثواب نہیں اور اگر مقصود

حج کرنا ہے اور یہ کہ موقع مل جائے گا تو مال بھی بیچ لوں گا توج کا ثواب ہے۔ اسی طرح اگر جمعہ پڑھنے گیا اور بازار میں دوسرے کام کرنے کا بھی خیال ہے، اگر اصلی مقصود جمعہ ہی کو جانا ہے تو اس جانے کا ثواب ہے اور اگر کام کا خیال غالب ہے یا دونوں برابر تو جانے کا ثواب نہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خدمتِ دین پر اجرت لینا کیسا ؟

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت، مولینا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ (مُخَرَّجہ) جلد 19 صَفْحَہ 494 پر فرماتے ہیں: قرآن عظیم کی تعلیم، دیگر دینی علوم، اذان اور امامت پر اجرت لینا جائز ہے جیسا کہ متاخرین ائمہ نے موجودہ زمانہ میں شعائرِ دین و ایمان کی حفاظت کے پیش نظر فتویٰ دیا ہے اور باقی طاعات مثلاً زیارتِ قبور، اموات کے لئے ختمِ قرآن، قراءت، میلادِ پاک سیداکائنات علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والتحیات، پر اصل ضابطہ کی بناء پر منع باقی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کیا اجرت لینے والے کو ثواب ملے گا؟

کسی نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے پوچھا کہ امام جمعہ اور امام پنجوقتہ کا اکثر جگہوں پر تنخواہ کر کے لینا جائز یا نہیں؟ تعلیمِ قرآن اور تعلیمِ فقہ و احادیث کی اجرت لینا جائز ہے یا نہیں؟ تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سوالات کا بالترتیب جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: (۱) جائز ہے مگر امامت کا ثواب نہ پائیں

گے کہ امامت بیچ چکے، (۳) جائز ہے اور ان کیلئے آخرت میں ان پر ثواب کچھ نہیں،
واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۱۹، ص ۲۹۴)

لہذا اگر سخت مجبوری نہ ہو تو بلا اجرت ان خدمات کو انجام دے کر آخرت کے لئے ثواب کا خزانہ اکٹھا کیجئے کہ جس کا عمل ہو بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے۔ مگر بلا معاوضہ مذکورہ خدمات انجام دینے میں ایک امتحان سخت امتحان یہ ہے کہ جو بغیر اجرت لئے امامت یا تدریس وغیرہ کرتا ہے اُس کی کافی واہ! واہ! ہوتی ہے ایسی صورت میں وہ بے چارہ اپنے آپ کو نہ جانے کس طرح ریاکاری سے بچا پاتا ہوگا! نہ ہے مقدّر! ایسا جذبہ نصیب ہو جائے کہ تنخواہ لے لے اور چُپ چاپ خیرات کر دے مگر اپنے قریبی کسی ایک اسلامی بھائی بلکہ گھر کے کسی فرد کو بھی نہ بتائے، ورنہ ریاکاری سے بچنا دشوار ہو جائے گا۔ لُطف تو اسی میں ہے کہ بندہ جانے اور اُس کا رب عزّوجلّ جانے۔

مراہر عمل بس ترے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

اجرت لینے والے کے لئے ثواب کی ایک صورت

اگر اہل و عیال کے اخراجات کسی کے ذمّے ہوں اور وہ اس نیت سے مذکورہ خدمات کی اجرت لے لے کہ اگر مجھ پر اپنے گھر والوں کی کفالت کی ذمہ داری نہ ہوتی تو میں پڑھانے کی اجرت کبھی نہ لیتا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اسے دُگنا ثواب ملے گا جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی علیہ رحمۃ اللہ الغنی رَدُّ الْمُحْتَار میں

اجرت لینے والے مؤذن کو اذان دینے کا ثواب ملنے یا نہ ملنے کی بحث میں لکھتے ہیں:

”ہاں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ (یعنی مؤذن) رضائے الہی کا قصد کرے لیکن اوقات کی پابندی اور اس کام میں مصروفیت کی بنا پر اپنے عیال کے لئے قدر کفایت روزی نہ کما سکے۔ چنانچہ وہ اس لئے اجرت لے کہ روزی کمانے کی مصروفیت کہیں اسے اس سعادۂ عظمیٰ سے محروم نہ کروادے اور اگر اسے مذکورہ مجبوری نہ ہوتی تو وہ اجرت نہ لیتا تو ایسا شخص بھی مؤذن کے لئے ذکر کردہ ثواب کا مستحق ہوگا بلکہ وہ دو عبادتوں کا جامع (یعنی جمع کرنے والا) ہوگا، ایک اذان دینا اور دوسری عیال کی کفالت کے لئے سعی کرنا، اور اعمال کا ثواب نیتوں کے مطابق ہوتا ہے۔“

(ردالمحتار، مطلب فی المؤذن اذا کان..... الخ، ج ۲، ص ۷۴)

ثواب حاصل کرنے کا آسان طریقہ

بہتر یہ ہے کہ اجارہ کام کے بجائے وقت پر کرے، اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ثواب کی نیت کرنے والے کو اجرت کے ساتھ ساتھ ان شاء اللہ عزوجل پڑھانے کا ثواب بھی ملتا رہے گا۔ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت مولینا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی بارگاہ میں اجرت دے کر میت کے ایصالِ ثواب کیلئے ختمِ قرآن و ذکر اللہ عزوجل کروانے سے متعلق جب استفتاء پیش ہوا تو جواباً ارشاد فرمایا: ”تلاوتِ قرآن و ذکرِ الہی عزوجل پر اجرت لینا دینا دونوں حرام ہے۔ لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جب یہ فعلِ حرام کے مرتکب ہیں تو ثواب

کس چیز کا اموات (یعنی مرنے والوں) کو بھیجیں گے؟ گناہ پر ثواب کی اُمید اور زیادہ سخت و اشد (یعنی شدید ترین جرم) ہے۔ اگر لوگ چاہیں کہ ایصالِ ثواب بھی ہو اور طریقہ جائزہ شرعیہ بھی حاصل ہو (یعنی شرعاً جائز بھی رہے) تو اُس کی صورت یہ ہے کہ پڑھنے والوں کو گھنٹے دو گھنٹے کے لئے نوکر رکھ لیں اور تنخواہ اتنی دیر کی ہر شخص کی مُعین (مقرر) کر دیں۔ مثلاً پڑھوانے والا کہے، میں نے تجھے آج فلاں وقت سے فلاں وقت کیلئے اس اجرت پر نوکر رکھا (کہ) جو کام چاہوں گا لوں گا۔ وہ کہے، میں نے قبول کیا۔ اب وہ اتنی دیر کے واسطے اجیر (یعنی ملازم) ہو گیا۔ جو کام چاہے لے سکتا ہے اس کے بعد اُس سے کہے فلاں مہیت کے لئے اتنا قرآن عظیم یا اس قدر کلمہ طیبہ یا دُرود پاک پڑھ دو۔ یہ صورت جواز (یعنی جائز ہونے) کی ہے۔ (کیونکہ اب ان کی ذات سے منافع پر اجارہ ہے، طاعات و عبادات پر نہیں ہے)“ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۰ ص ۱۹۳، ۱۹۴)

اس مبارک فتویٰ کی روشنی میں امامت، اذان اور تدریس کرنے والوں کی بھی ترکیب ہو سکتی ہے۔ مسجد یا مدرسے کی انتظامیہ اجرت طے کر کے معین وقت مثلاً 5 گھنٹے کے لئے قاری صاحب کو نوکری کی آفر کرتے ہوئے کہیں کہ ہم جو کام دیں گے وہ کرنا ہوگا، تنخواہ کی رقم بھی بتادیں۔ اگر قاری صاحب منظور فرمائیں گے تو وہ ملازم ہو گئے۔ اب روزانہ اُن کی ان پانچ گھنٹوں کے اندر ڈیوٹی لگا دیں کہ وہ بچوں کو قرآن پڑھا دیا کریں۔ یاد رکھئے! چاہے امامت ہو یا خطابت، مؤذنی ہو یا کسی قسم کی مزدوری جس کام کیلئے بھی اجارہ کرتے وقت یہ معلوم ہو کہ یہاں اجرت یا تنخواہ کا

لین دین یقینی ہے تو پہلے سے رقم طے کرنا واجب ہے، ورنہ دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔

دین کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیے

امامت، خطابت، مؤذنی اور تدریس یقیناً عمدہ عبادت ہے اور ان پر اجرت لینا بھی جائز ہے مگر انہیں دُنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنایا جائے کیونکہ دین کے بہانے دُنیا کمانے والوں کے لئے احادیثِ مبارکہ میں سخت وعیدیں بھی آئی ہیں۔ چنانچہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخر زمانہ میں کچھ لوگ ظاہر ہوں گے جو دین کے بہانہ سے دنیا کمائیں گے، لوگوں کے سامنے بھیڑ کی کھال پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور ان کے دل بھیڑیوں کے سے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا مجھے دھوکا دیتے ہیں یا مجھ پر جرات کرتے ہیں، میں اپنی قسم فرماتا ہوں کہ ان لوگوں پر انہی سے ایسا فتنہ بھیجوں گا جو بُر دُبار کو حیران کر چھوڑے گا۔

(جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی ذہاب البصر، الحدیث ۲۴۱۲، ج ۴، ص ۱۸۱)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یہاں دونوں معنی بن سکتے ہیں یعنی دنیا کو دین کے ذریعہ دھوکا دیں گے یا دین کے بہانہ دنیا کمائیں گے لوگ اسلام کا نام لے کر قرآن کی آڑ میں جبہ و دستار سے فریب دے کر دنیا کماتے ہیں یہ لوگ بدترین خلق ہیں۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دین کے ذریعے دنیا کے طلب گار کا انجام

ایک شخص حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خادم تھا، جب وہ بہت زیادہ مال دار ہو گیا تو کافی عرصہ دکھائی نہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کے متعلق لوگوں سے پوچھا مگر اس کا کوئی پتہ نہ چلا پھر ایک دن ایک شخص آیا جس کے ہاتھ میں ایک خنزیر تھا جس کے گلے میں کالی رسی تھی۔ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس سے استفسار فرمایا: ”کیا تو فلان شخص کو جانتا ہے؟“ اس نے کہا کہ ”جی ہاں! یہ خنزیر وہی شخص ہے۔“ تو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی: ”اے اللہ عزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے اس بات کا سوال کرتا ہوں کہ تو اس شخص کو اس کی پہلی حالت پر لوٹا دے تاکہ میں اس سے پوچھ سکوں کہ کس سبب سے یہ اس حالت کو پہنچا ہے۔“ اللہ عزَّوَجَلَّ نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف وحی فرمائی: ”اگر تم مجھ سے آدم علیہ السلام کی طرح یا اس سے بھی زیادہ دعا کرو گے میں اس کے بارے میں قبول نہ کروں گا مگر میں تمہیں یہ بتا دیتا ہوں کہ اس کے ساتھ یہ سب اس لئے ہوا کہ ”یہ دین کے

ذریعے دنیا کا طلب گار تھا۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب العلم، ج ۱، ص ۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

عبادت سے پہلے نیت دُرست کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ کوئی بھی نیک عمل شروع کرنے

سے پہلے اپنے دل پر خوب غور کر لیں کہ میں یہ عمل اللہ عزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے کر رہا

ہوں یا لوگوں کو دکھانے کے لئے، پھر اپنی نیت کو درست کرتے ہوئے صرف اور صرف رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ پانے کے لئے اس نیکی کو کرنا چاہیے۔

نیت دُرست ہونے کا انتظار

یاد رکھئے! اعمال دو طرح کے ہوتے ہیں: (۱) وہ جن کا تعلق صرف

ہماری ذات سے ہوتا ہے جیسے روزہ، نماز اور حج وغیرہ۔ اگر ایسے عمل کا مقصد صرف

لوگوں کو دکھانا ہو تو یہ خالص گناہ ہے لہذا جب تک نیت دُرست نہ ہو جائے اس عمل کو نہ

کیا جائے۔ ہاں! اگر نیت درست ہونے کے انتظار میں کوئی فرض یا واجب ترک ہوتا ہو

مثلاً جماعت چھوٹ جائے یا نماز ہی قضا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو تاخیر کی اجازت نہیں۔

(۲) وہ اعمال جن کا تعلق مخلوق سے ہوتا ہے مثلاً خلافت، قضا، وعظ و

نصیحت، تدریس و افتاء وغیرہ۔ حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک

شخص نے نماز فجر سے فراغت کے بعد لوگوں کو نصیحت کرنے کی اجازت چاہی تو آپ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو منع فرما دیا، تو اس نے عرض کی: ”کیا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے

لوگوں کو وعظ کرنے سے روک رہے ہیں؟“ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

”مجھے خوف ہے کہ کہیں تم پھول کر آسمان تک نہ پہنچ جاؤ۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، ج ۳، ص ۴۰۰)

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی ہمیں سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

لہذا انسان کو وعظ و نصیحت اور علم کے بارے میں وارد فضائل سے دھوکا نہیں کھانا

چاہئے کیونکہ ان کے خطرات سب سے زیادہ ہیں۔ ہم کسی کو یہ اعمال چھوڑنے کا نہیں کہہ رہے کیونکہ ان میں فی نفسہ کوئی آفت نہیں بلکہ آفت تو وعظ و نصیحت، درس و افتاء اور روایت حدیث میں ریاکاری میں مبتلا ہونے میں ہے، لہذا جب تک آدمی کے پیش نظر کوئی دینی منفعت ہو تو اسے ان اعمال کو ترک نہیں کرنا چاہئے، اگرچہ اس میں ریاکاری کی ملاوٹ بھی ہو جائے بلکہ ہم تو اسے ان اعمال کے بجالانے کے ساتھ ساتھ نفس سے جہاد کرنے، اخلاص اپنانے اور ریا کے خطرات بلکہ اس کے شائبہ تک سے بھی بچنے کا کہہ رہے ہیں۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، ج ۳، ص ۳۹۹ تا ۴۰۱ ملخصاً)

ایک وسوسہ اور اس کا جواب

ایک اسلامی بھائی عاشقان رسول کے ساتھ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلے میں سفر کرتا ہے۔ جب جدول کے مطابق رات میں وقت مناسب پر راہِ خدا (عزوجل) کے مسافر اسلامی بھائیوں نے بیدار ہو کر تہجد ادا کی تو انہیں دیکھ کر اس اسلامی بھائی نے بھی ہمت کی اور نمازِ تہجد پڑھی حالانکہ وہ تہجد ادا کرنے کا عادی نہ تھا، اسے وسوسہ آیا کہ شاید یہ ریاکاری ہے مگر درحقیقت ایسا نہیں ہے بلکہ اس کی چند صورتیں ہیں؛

﴿1﴾ اگر مذکورہ اسلامی بھائی نمازِ تہجد اور دیگر نیکیوں میں اوروں کی موافقت

اس لئے کرتا ہے کہ یہ اللہ عزوجل کے دین سے مخلص ہیں اور انہوں نے تہجد کی سعادت پانے یا صدائے مدینہ لگانے کے لئے اپنی نیند کو قربان کر دیا ہے، میں بھی ان

کی صحبت کی برکتیں پاتے ہوئے اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تہجد ادا کر رہا ہوں تو یہ ریا کاری نہیں ہے کیونکہ اگر یہی اسلامی بھائی اپنے گھر پر ہوتا تو نیند کے غلبہ کے سبب رات کی عبادت نہ کر سکتا یا اس میں سستی ہو جاتی یا گھر کے دیگر معاملات میں مشغول ہو جاتا۔ ایسی صورت میں شیطانی وسوسوں کی طرف توجہ نہ دے کیونکہ ایسے موقع پر انسان اکثر شیطانی وسوسے کا شکار ہو جاتا ہے یوں کہ شیطان اس سے کہتا ہے کہ ”جو کام تو گھر پر نہیں کرتا اگر لوگوں کے سامنے کرے گا تو ریا کار بن جائے گا۔“ اور یوں انسان نیکوں سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۲) اور اگر وہ اسلامی بھائی دوسروں کے ساتھ تہجد اس لئے پڑھتا ہے کہ لوگ اس کی تعریف کریں یا اس لئے کہ تہجد نہ پڑھنے پر کہیں کوئی مجھے سست اور غافل نہ سمجھے تو یہ ریا کاری ہے کیونکہ اس کا لوگوں سے مدح و تعریف کی خواہش رکھنا یا اللہ عزوجل کی عبادت خود سے مذمت کو دور کرنے یا اپنے مرتبے میں کمی کے خوف کی وجہ سے بجا لانا یہ سب اللہ عزوجل کی نافرمانی ہے۔ (ایسے اسلامی بھائی کو چاہئے کہ نیک عمل چھوڑنے کے بجائے اپنی نیت درست کر لے۔)

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان مایصح من نشاط..... الخ، ج ۳، ص ۴۰۴، ملخصاً)

اچھوں کی نقل بھی اچھی ہوتی ہے

نبی کریم رءوف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی قوم سے تشبہ (یعنی مشابہت) کرے گا تو وہ انہی میں سے ہوگا۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، الحدیث ۴۰۳۱، ج ۶، ص ۲۶)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی جو شخص دنیا میں کفار، فاسق و بدکار کے سے لباس پہنے، انکی سی شکل بنائے، کل قیامت میں ان کے ساتھ اٹھے گا اور جو مفتی مسلمانوں کی سی شکل بنائے انکا لباس پہنے وہ کل قیامت میں انشاء اللہ (عزوجل) متقیوں کے زمرہ میں اٹھے گا خیال رہے کہ کسی کی سی صورت بنانا تشبہ ہے اور کسی کی سی سیرت اختیار کرنا تخلیق ہے یہاں تشبہ فرمایا گیا ہے۔ **حکایت** : غرقِ فرعون کے دن سارے فرعونی ڈوب گئے مگر فرعونیوں کا بہر و پیا نچ گیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہِ الہی میں عرض کی: ”مولیٰ یہ کیوں نچ گیا؟“ فرمایا: ”اس نے تمہارا روپ بھرا ہوا تھا، ہم محبوب کی صورت والے کو بھی عذاب نہیں دیتے۔“ (مرقات) مسلمان کو چاہیے کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادات میں بھی اچھوں خصوصاً اچھوں سے اچھے یعنی محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی نقل کرنے کی نیت کرے۔ دل لگے یا نہ لگے شکل تو حضور کی سی بن جاتی ہے۔ ان شاء اللہ (عزوجل) اصل کی برکت سے خدا ہم نقالوں کو بھی بخش دے گا۔ (مزاۃ المناجیح، ج ۶، ص ۱۰۹) ہاں! یہ نیت نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں یہ ریا ہے اور حرام ہے۔

دورانِ عبادت دل میں ریاکاری آنے تو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کا دخل عبادت کے آغاز ہی میں نہیں ہوتا بلکہ دورانِ عمل اور اس کے بعد بھی ہوتا ہے۔ اگر کسی نے اخلاص کے ساتھ عبادت شروع کی پھر دورانِ عبادت ریاکاری کا خیال دل میں آیا تو اگر اس نے اس

شیطانی خیال کو فوراً جھٹک دیا تو اس کی یہ عبادت خالص (یعنی اخلاص والی) ہوگی اور اسے ثواب بھی ملے گا۔ اَلْحَدِیْقَةُ النَّدِیَّةُ، جلد اول میں ہے: فقط ریاکاری کا دل میں خیال آنا اور طبیعت کا اس طرف مائل ہونا نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ شیطان تو ہر انسان پر مسلط ہے۔ اس لئے یہ بات بندہ مکلف کی قدرت میں نہیں کہ وہ شیطانی وسوسوں کو روک سکے اور ان کی طرف مائل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان وسوسے ڈالتا ہی رہتا ہے اور انسان کو چاہیے کہ ان وساوس کو دل میں نہ بٹھائے اور شیطانی حیلوں کا علم دین اور نفرت و انکار سے مقابلہ کرے۔ (الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۴۹۶)

اور اگر اس نے ریاکاری کے اس شیطانی خیال کو دل پر جما لیا یہاں تک کہ وہ عبادت مکمل ہوگئی تو دیکھا جائے گا کہ

(۱) وہ بقیہ عبادت اسی ریا کی وجہ سے پوری کر رہا ہے، یا

(۲) اگر ریا نہ بھی ہوتا تو بھی عبادت مکمل کرتا۔

پہلی صورت میں (یعنی جب اس نے یہ عبادت محض ریا کی وجہ سے مکمل کی) دیکھا

جائے گا کہ اگر وہ عبادت نماز، روزہ اور حج ہے تو ایسی صورت میں ان کاموں کا

ثواب نہیں ملے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی نے نماز پڑھنا شروع کی پھر اسے اپنا

بھولا ہوا مال اچانک یاد آیا اور وہ اسے فوراً ڈھونڈنا چاہتا ہے تو اگر لوگ نہ ہوتے تو یہ

نماز توڑ دیتا، لیکن اس نے اپنی نماز کو لوگوں کی مذمت کے خوف سے پورا کیا تو اس کا

ثواب ضائع ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمل برتن کی طرح

ہے جب اس کا آخر اچھا ہوگا تو اوّل بھی اچھا ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب التوفی علی العمل، الحدیث ۴۱۹۹، ج ۴، ص ۶۸)

اور اگر وہ عمل نماز، روزہ اور حج کے علاوہ مثلاً صدقہ اور تلاوتِ قرآن وغیرہ ہو تو جتنے عمل میں ریاکاری شامل ہوئی اتنے عمل کا ثواب ضائع ہوگا اس سے پہلے کا نہیں کیونکہ ان کے ہر حصے کا الگ حکم ہوگا۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۷۷/۳۷۸)

دوسری صورت میں (یعنی اگر ریا نہ بھی ہوتا تو بھی عبادت مکمل کرتا) جتنی ریاکاری اس فعل میں اچانک شامل ہوگئی تو اتنی ہی مقدار میں ثواب ضائع ہوگا پوری عبادت کا نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو اور کچھ افراد آجائیں (اگر وہ نہ بھی آتے تو بھی وہ نماز پوری پڑھتا) اور وہ ان کے آنے پر خوش ہو اور دکھاوے کی صورت پیدا ہو جائے مثلاً وہ اپنے رکوع و سجود بہتر انداز میں کرنا شروع کر دے تو اسے اس نماز کا ثواب تو ملے گا مگر جو خوبی ریا کے باعث پیدا ہوئی اس کا ثواب نہیں ملے گا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: ”اگر کسی شخص کی عبادت کا لوگوں پر ظاہر ہونا اس کے نشاط میں اضافہ اور قوت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں پر اس کی عبادت ظاہر نہ ہوتی تب بھی وہ عبادت نہ چھوڑتا پھر اگر چہ اس کی نیت ریا ہی کی ہو تو ہمارا گمان ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہ ہوگا، ریا کی مقدار کے مطابق اسے سزا ملے گی جبکہ ثواب کی نیت جتنا ثواب اسے ملے گا۔“ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، ج ۱، ص ۷۸)

بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 239 پر ہے: ”کسی عبادت کو اخلاص کے ساتھ شروع کیا مگر اثناء عمل میں (یعنی دورانِ عمل) ریا کی مداخلت ہوگئی تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ ریا سے عبادت کی بلکہ یہ عبادت اخلاص سے ہوئی، ہاں اس کے بعد جو کچھ عبادت میں حسن و خوبی پیدا ہوگئی وہ ریا سے ہوگی۔“

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اپنی نیکیوں کا اظہار کرنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کوئی عبادت اخلاص کے ساتھ مکمل ہو جائے یعنی اس کے اوّل تا آخر میں ریاکاری نہ پائی جائے لیکن بعد میں کوئی اس کا لوگوں پر اظہار کرے تو اس کی 2 صورتیں ہیں: پہلی: اس لئے عبادت کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ لوگوں کا پیشوا ہے اور اس کے عمل سے انہیں نیکیوں کی ترغیب ملے گی تو اس کو اپنی نیکیاں لوگوں پر ظاہر کرنا جائز و افضل ہے۔ مثلاً فقیہ، محدث، مرشد، واعظ، استاذ یا ایسا کوئی بھی شخص ہے کہ لوگ اس کی پیروی کرتے ہوں۔ حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: خفیہ عبادت علانیہ عبادت سے افضل ہے اور مقتدی بہ (یعنی جس کی لوگ پیروی کرتے ہیں) کی علانیہ (عبادت) خفیہ (عبادت) سے افضل ہے۔

(شعب الایمان ۴۶، باب فی السرور بالحسنة والاعتناء بالسیفہ، الحدیث ۷۰۱۲، ج ۵، ص ۷۶)

حکیمُ الأُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: اپنی

عبادات لوگوں کو دکھانا تعلیم کے لیے یہ ریا نہیں بلکہ علمی تبلیغ و تعلیم ہے اس پر ثواب ہے۔ مشائخ فرماتے ہیں: صدیقین کی ریا مریدین کے اخلاص سے بہتر ہے۔ اس کا یہی مطلب ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۷)

دوسری: لوگوں پر اس لئے عبادت کو ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس کی مدح و ثنا (یعنی تعریف) کریں گے تو یہ فعل مذموم ہے اور اس صورت میں عبادت پوشیدہ ہی رکھنے کا حکم ہے۔ (الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۸۱)

عبادت کے بعد اسے بلا اجازت شرعی ظاہر کرنے کی صورت میں اس کا ثواب باقی رہے گا یا نہیں، اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے، تاہم امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ والی کی تحقیق یہ ہے کہ ثواب باقی رہے گا لیکن ریاکاری کی سزا ملے گی۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”یہ بات بعید ہے کہ عمل کے بعد طاری ہونے والی چیز عمل کے ثواب کو ضائع کر دے بلکہ زیادہ قرین قیاس یہی ہے کہ کہا جائے کہ اسے اس کے گذشتہ عمل پر ثواب ملے گا اور فارغ ہونے کے بعد جو اس نے دکھا دیا (یعنی ریاکاری کی) اس کی سزا ملے گی۔“

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الثانی، ج ۳، ص ۳۷۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

بطورِ ترغیب نیکی ظاہر کرنے کی 2 شرائط

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنے عمل کو بطورِ ترغیب ظاہر کرنے والے کی

2 ذمہ داریاں ہیں: ایک یہ کہ ایسی جگہ ظاہر کرے جہاں پیروی کا یقین ہو یا کم از کم

اس کا گمان ہو، کیونکہ کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی اقتدا اُن کے گھر والے کرتے ہیں مگر پڑوسی نہیں کرتے، کئی ایسے ہیں کہ ان کے پڑوسی ان کی پیروی کرتے ہیں بازار والے نہیں، کئی ایسے ہیں کہ ان کے محلّہ داران کی اقتدا کرتے ہیں۔ اس لئے جہاں پر اس کی پیروی کی جاتی ہو وہیں اظہار مناسب ہے۔ لیکن مشہور عالم کی اقتدا سب لوگ کرتے ہیں۔ لہذا جب غیر عالم بعض عبادات کو ظاہر کرے گا تو ہو سکتا ہے اسے ریا اور نفاق کی طرف منسوب کیا جائے اور لوگ اس کی پیروی کرنے کے بجائے اس کی برائی بیان کریں تو اظہارِ عمل کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ الغرض اظہار کے لئے پیروی کی نیت ہونا ضروری ہے اور یہ نیت اُسی شخص کو کرنی چاہے جس کی اقتدا کی جاتی ہے اور وہ ان لوگوں کے درمیان ہو جو اس کی پیروی کریں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ اپنے دل کا خیال رکھے کیونکہ بعض اوقات اس میں پوشیدہ ریا موجود ہوتا ہے جو اُسے عمل کے اظہار پر مجبور کرتا ہے اقتدا تو محض ایک بہانہ ہوتا ہے۔

مُخْلِصِينَ کا حصّہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ دونوں ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا مُخْلِصِينَ کا ہی حصّہ ہے لہذا کمزور آدمی کے لیے مناسب نہیں کہ اس طریقے سے نفس و شیطان کے جال میں پھنس جائے اور غیر شعوری طور پر ہلاک ہو جائے کیونکہ کمزور آدمی کی مثال اس ڈوبنے والے کی طرح ہے جو تھوڑا بہت تیرنا جانتا ہو اور وہ کچھ لوگوں کو ڈوبتا ہوا دیکھ کر ان پر رحم کھائے اور وہ ان کی طرف متوجہ ہو جائے جب وہ اسے پکڑیں تو وہ بھی ہلاک ہو جائیں اور یہ خود بھی ڈوب جائے۔ پھر دنیا میں پانی میں

ڈوبنے کی تکلیف ایک ساعت کے لیے ہوتی ہے مگر ریا کاری کا عذاب تو دائمی ہے اور طویل مدت تک رہے گا۔ کمزور تو ایک طرف رہے یہ تو ایسا دشوار گزار مرحلہ ہے کہ علماء اور عبادت گزار لوگوں کے قدم بھی پھسل سکتے ہیں کہ وہ عمل کے اظہار میں مضبوط لوگوں کی مشابہت تو اختیار کریں لیکن ان کے دل اخلاص پر مضبوط نہ ہوں لہذا ریا کی وجہ سے گناہ گار ہوں گے۔

نفس و شیطان کے دھوکے کو پہچاننے کا طریقہ

نفس و شیطان کے دھوکے کو اس طرح بھی پہچانا جاسکتا ہے کہ بطور ترغیب اپنا نیک عمل ظاہر کرنے سے پہلے اپنے دل سے سوال کیجئے کہ ”اگر تجھے کہا جائے کہ اپنے عمل کو پوشیدہ رکھتا کہ لوگ کسی دوسرے کے عمل کی پیروی کریں جو تیرا ہم عصر ہے اور تجھے عمل کے پوشیدہ رکھنے کا ثواب اسی قدر ملے گا جس قدر ظاہر کرنے سے ہوتا ہے۔“ اب اگر اس کا دل اس بات کی طرف مائل ہو کہ اسی کی پیروی کی جائے اور وہی عمل کو ظاہر کرے تو اُسے سمجھ جانا چاہیے کہ اظہارِ عمل کا مقصد ریا کاری ہے طلبِ ثواب نہیں، نہ لوگوں کو اپنے پیچھے لانا ہے اور نہ ہی ان کو بھلائی کی ترغیب دینا ہے کیونکہ لوگ تو دوسرے شخص کو دیکھ کر بھی رغبت حاصل کر لیتے اور اسے عمل کو پوشیدہ رکھنے کا زیادہ ثواب مل جاتا! اگر لوگوں کو دکھانا مقصود نہیں ہے تو اس کا دل عمل پوشیدہ رکھنے پر کیوں نہیں مانتا؟

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان الرخصة فی قصد..... الخ، ج ۳، ۳۹۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکیاں چھپائیے

ہر اسلامی بھائی کو چاہئے کہ اپنے منہ میاں مٹھو بن کر نفس و شیطان کے جال میں پھنسنے سے بچے کیونکہ نفس بڑا دھوکے باز ہے، شیطان بھی تاک میں رہتا ہے اور جاہ و مرتبہ کی خواہش دل پر غالب رہتی ہے اور ظاہری اعمال آفات سے بہت کم محفوظ رہتے ہیں اور عمل کی سلامتی اسے پوشیدہ رکھنے میں ہے۔ جب اس کے اظہار میں ایسے خطرات ہیں جن سے مقابلے کی قوت ہم جیسوں کو حاصل نہیں ہے تو ہم جیسے کمزور لوگوں کے لیے اظہار سے بچنا ہی زیادہ بہتر ہے۔ لہذا کسی پر اپنی نیکیوں کا اظہار کرنے سے پہلے اپنے دل پر خوب غور کر لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم شیطان کے جال میں پھنس کر ریاکاری کا وبال اپنے سر پر لے لیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریاکاری سے بچنا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیعِ روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”بے شک عمل کر کے اسے ریاکاری سے بچنا عمل کرنے سے زیادہ مشکل ہے اور آدمی عمل کرتا ہے تو اس کے لئے ایسا نیک عمل لکھ دیا جاتا ہے جو تنہائی میں کیا گیا ہوتا ہے اور اس کے لئے ستر گنا ثواب بڑھا دیا جاتا ہے۔ پھر شیطان اس کے ساتھ لگا رہتا ہے (اور اُکساتا رہتا ہے) یہاں تک کہ وہ آدمی اس عمل کا ذکر لوگوں کے

سامنے کر دیتا ہے، اسے ظاہر کرتا ہے تو اب اس کے لئے یہ عمل (مخفی کی بجائے) علانیہ لکھ دیا جاتا ہے اور اجر میں ستر گنا اضافہ مٹا دیا جاتا ہے۔ شیطان پھر اس کے ساتھ لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ دوسری مرتبہ لوگوں کے سامنے اس عمل کا ذکر کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ بھی اس کا تذکرہ کریں اور اس عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اسے علانیہ سے بھی مٹا کر ریاکاری لکھ دیا جاتا ہے۔ پس بندہ اللہ عزوجل سے ڈرے، اپنے دین کی حفاظت کرے اور بے شک ریاکاری شرک (اصغر) ہے۔“

(الترغیب والترہیب، کتاب المقدمہ، باب الترہیب من الریاء، الحدیث ۵۶، ص ۲۹)

علامہ عبدالغنی نابلسی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ہمیں سمجھاتے ہوئے فرماتے ہیں:

”جب ریا و اخلاص میں سے ہر ایک میں شیطانی چالیں اور دھوکہ بازیاں ہیں تو تجھے بیدار رہنا لازم ہے پس اگر تجھے پتا نہ چلے کہ تو مخلص ہے یا ریاکار تو پھر تجھے اپنے نیک اعمال چھپانا ہی بہتر ہے کہ اس میں تیرے لئے کسی قسم کا نقصان نہیں۔“

(الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۱۷۵)

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الہی (عزوجل)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

تحذیرِ نعمت کسے کہتے ہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! کسی عبادت کی تکمیل کے بعد لوگوں کے سامنے رب عزوجل کی نعمت کا چرچا کرنے کے طور پر اس کو بیان کرنا تحذیرِ نعمت کہلاتا ہے۔

اس میں بھی اخلاص اور ریاکاری دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ اس کا بھی یہی حکم ہے کہ مقتدی (یعنی جس شخص کی لوگ پیروی کرتے ہوں) کے لئے افضل یہ ہے لوگوں سے بیان کر دے اور اگر لوگوں سے اپنی قصیدہ خوانی کروانا مقصود ہو تو یہ گناہ ہے۔ ہاں! اگر اس طرح عبادت کے اظہار میں ریاکاری راہ پا جائے تو یہ گناہ ہے مگر اس سے گذشتہ عبادت ضائع نہیں ہوتی کیونکہ یہ عبادت جب ادا کی گئی تھی اس وقت صحیح طور پر ادا ہوئی تھی اور یہ کہ لوگوں کو اپنی عبادت کے قصے سنانا یہ گذشتہ عبادت کے بعد پیدا ہونے والا ایک نیا کام ہے جس سے بندہ فقط گناہ گار ہوتا ہے گذشتہ عبادت ضائع نہیں ہوتی۔ بہر حال وہ عبادات جن کو ظاہر کرنے میں انسان مجبور نہیں ہوتا، ان میں افضل یہ ہے کہ ان کو چھپائے کہ اس میں بہت سی خرابیوں سے بچت ہے، پھر اگر کسی کو سکھانے کا ارادہ ہے یا یہ کہ اس شخص کی پیروی کی جاتی ہے تو اب چھپانے سے ظاہر کر دینا افضل ہے۔ (الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۴۷۴)

101 بار دل پر غور کر لیجئے

شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ہمیں سمجھاتے ہوئے ”فیضانِ سنت“ جلد اول، صفحہ 1453 پر لکھتے ہیں: ”تحدیثِ نعمت (یعنی نعمت کا چرچا کرنے) کی نیت سے نیک عمل کا اظہار کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کوئی پیشوا ہے اور وہ اپنا عمل اس نیت سے ظاہر کرتا ہے کہ ماتحت افراد اس سے عمل کی رغبت ملے گی تو اب ریاکاری نہیں، مگر ہر ایک کو اپنا عمل ظاہر کرتے وقت ایک سو ایک بار اپنے دل کی کیفیت پر غور کر لینا چاہئے، کیونکہ شیطن بڑا مکار ہے، ہو سکتا ہے کہ اس طرح سے

اُبھار کر بھی وہ ریا کاری میں مُبتلا کر دے، مثلاً دل میں وَسْوَ سَہ ڈالے کہ لوگوں سے کہہ دے، ”میں تو صرف تَحْدِیثِ نَعْمَت کیلئے اپنا عمل بتا رہا ہوں۔“ حالانکہ دل میں لُذّ و پھوٹ رہے ہوں گے کہ اس طرح بتانے سے لوگوں کے دلوں میں میری عِزّت بڑھ جائے گی۔ یہ یقیناً ریا کاری ہے اور ساتھ میں تَحْدِیثِ نَعْمَت کا کہنا ریا کاری در ریا کاری اور ساتھ ہی جھوٹ کے گناہ کی تباہ کاری بھی ہے۔ تفصیلی معلومات کیلئے حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیّدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی کی کُتُبِ تَهْوَفِ اِحْیَاءِ الْعُلُومِ یا کیمیائے سعادت سے نِیّت، اِخْلَاص اور رِیَا کے ابواب کا مُطَالَعہ کیجئے۔ کاش! انہیں پڑھنے سے شیطان محروم نہ کرے، کیونکہ یہ مردود کبھی نہ چاہے گا کہ مسلمان کا عمل خالص ہو کر مقبول ہو جائے۔

یاربِ مَصلَفِ عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہمیں اِخْلَاص کے ساتھ عبادت اور نفلی روزوں کی کثرت کی سعادت نصیب فرما اور ہمیں شیطان کے اُن حیلے بہانوں کی پہچان عطا فرما جن کے ذریعے وہ ہمارے اعمال برباد کر دیا کرتا ہے۔

امین بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

ریا کاریوں سے بچا یا الہی
مجھے عبدِ مخلص بنا یا الہی
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

چیونٹی کی چال سے بھی پوشیدہ ریا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ظاہر اور پوشیدہ ہونے کے اعتبار سے ریا کاری کی دو قسمیں ہیں ریائے جلی اور خفی۔ ریائے جلی سے مراد وہ ریا ہے جو عمل پر اُبھارے

اور اسکی ترغیب دے۔ یہ بہت واضح اور ظاہر ریا ہے۔ جبکہ ریائے خفی سے مراد وہ ریا ہے جو پوشیدہ ہو۔ (الزواج عن اقتراح الکبائر، ج ۱، ص ۸۱) نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ریا کی ایک قسم وہ ہے جو چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفیف ہوتی ہے۔“

(مجمع الزوائد، کتاب الزہد، باب ما یقول اذا خاف..... الخ، الحدیث: ۱۷۶۶۹، ج ۱۰، ص ۳۸۴)

ریائے خفی سے بچنا بے حد دشوار ہے مگر جسے اللہ عزوجل توفیق دے۔ اس کی چند اقسام ہیں:

”جہنم“ کے چار حروف کی مناسبت سے ریائے خفی کی 4 اقسام

﴿1﴾ وہ ریا جو کسی عمل پر تو نہ ابھارے البتہ اسکی مشقت میں کمی کر دے اور اس کا کرنا آسان ہو جائے جیسے کوئی شخص روزانہ نماز تہجد پڑھنے کا عادی ہو لیکن اسے بوجھ بھی محسوس ہوتا ہے اور جب اس کے ہاں کوئی مہمان آئے یا کسی کو اس کے تہجد گزار ہونے کا پتا چل جائے تو اُس کی چستی میں اضافہ ہو جائے اور وہ اسے خوشدلی سے پڑھے۔

﴿2﴾ وہ ریا جس کا نیکی میں کوئی عمل دخل نہیں ہوتا یعنی وہ ریا جو نہ تو عمل پر ابھارتا ہے، نہ اس کی مشقت میں کمی کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے بندے کا دل ریاکاری میں اس طرح مبتلا ہو جاتا ہے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ ریائے

خفی کی اس قسم کو پہچاننا آسان نہیں، اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ جب لوگوں کو اس کی عبادت کا پتا چلے تو اسے خوشی ہو۔ چنانچہ کئی اسلامی بھائی ایسے ہوتے ہیں جو اپنے عمل میں مخلص ہوتے ہیں، ریا کاری کو ناپسند کرتے ہیں اور اپنے عمل کو ریا کاری میں مبتلاء ہوئے بغیر مکمل بھی کر لیتے ہیں لیکن جب لوگوں کو ان کی عبادت کا پتا چلتا ہے انہیں خوشی حاصل ہوتی ہے اور انہیں عبادت کی مشقتیں بھول جاتی ہیں۔ اس صورت میں ریا ان کے دل میں اس طرح پوشیدہ ہوتی ہے جیسے پتھر میں آگ پوشیدہ ہوتی ہے۔ یہ خوشی ریائے خفی پر دلالت کرتی ہے کیونکہ اگر دل لوگوں کی طرف متوجہ نہ ہوتا تو وہ اپنی عبادت پر ان کے آگاہ ہونے پر خوش نہ ہوتا، اب اگر وہ اس خوشی کو دل ہی دل میں مذموم نہ جانے تو ریا کا یہ پوشیدہ سلسلہ مزید مضبوط ہو جاتا ہے اور پھر یہ شخص کوشش کرتا ہے کہ اشارۃً یا کنایۃً کسی بھی طرح سے لوگوں کو اس کی عبادت کا حال معلوم ہو جائے بلکہ بعض اوقات ایسی عادتیں اپنالیتا ہے جس سے اس کی نیکیوں کا اظہار ہو سکے مثلاً کمزوری کے سبب آواز پست رکھنا، ہونٹوں کو خشک رکھنا، روزے اور آنسوؤں کے آثار، خوفِ خدا سے گریہ وزاری اور انگڑائیوں اور جمائیوں سے نیند کے غلبے کا اظہار طویل تہجد گزاری پر دلالت کرتا ہے۔

﴿3﴾ وہ ریا ہے کہ نہ تو لوگوں کے آگاہ ہونے کی خواہش ہو اور نہ ہی

عبادت کے ظاہر ہونے پر خوشی ہو، البتہ اس بات پر خوشی ہو کہ ☆ ملاقات کے وقت لوگ اسے پہلے سلام کریں ☆ اُسے خندہ پیشانی اور عزت و احترام سے ملیں ☆

اس کی تعریف کریں اور اس کی ضرورتوں کو خوشی خوشی پورا کریں ☆ خرید و فروخت میں اس کے ساتھ رعایت برتیں (یعنی سستے میں چیز بیچیں یا دام ہی نہ لیں) ☆ کسی محفل میں جائے تو اس کے لئے جگہ چھوڑ دیں ☆ اس کی آؤ بھگت کریں وغیرہا۔

اگر کوئی ان معاملات میں ذرہ برابر کوتاہی کرے تو اسے بہت ناگوار گزرے۔ گویا وہ اپنی پوشیدہ عبادت کا اظہار تو نہیں چاہتا لیکن اس کے بدلے لوگوں سے عزت و احترام کا طلب گار ہے، بالفرض اس نے یہ عبادتیں نہ کی ہوتیں تو اس کا دل ان چیزوں کا مطالبہ بھی نہ کرتا۔ جب کوئی اسلامی بھائی اس قسم کی ریاکاری میں مبتلا ہو جائے تو اس کی عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ محض اس بات پر قناعت نہیں کرتا کہ دلوں کا حال جاننے والے پرودگار عَزَّوَجَلَّ کو اس کی نیکیوں کا علم ہے۔ ان تمام صورتوں میں نیکیوں کا ثواب ضائع ہو سکتا ہے اور اس سے صرف صدیقین ہی محفوظ رہتے ہیں۔“

کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تمہیں!

حضرت سیدنا علی کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وَجْہُہُ الْکَرِیْمُ ارشاد فرماتے ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن قاریوں سے ارشاد فرمائے گا کیا تمہیں سودا سستا نہیں دیا جاتا تھا؟ کیا تمہیں سلام کرنے میں پہل نہیں کی جاتی تھی؟ کیا تمہاری حاجتیں پوری نہیں کی جاتی تھیں؟“ ایک حدیث (قُدسی) میں ہے: ”تمہارے لئے کوئی اجر نہیں کیونکہ تم نے اپنا اجر پورا پورا وصول کر لیا۔“ (الزواجر عن اقتراف الكبائر، ج ۱، ص ۸۲)

کہیں نقصان نہ ہو جائے

حضرت سیدنا وہب بن مُنَبِّہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں سفر کے دوران ایک بزرگ نے اپنے ہم سفرؤں سے فرمایا: ہم نے سرکشی کے خوف سے اپنے مالوں اور اولاد کو چھوڑ دیا لیکن ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ مالدار لوگوں کو مال کے سبب جس قدر سرکشی کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس سے زیادہ کہیں ہمیں دین میں نقصان نہ ہو کیونکہ ہم میں سے کوئی ایک جب ملاقات کرتا ہے تو اپنے دینی مقام کی وجہ سے اپنی تعظیم کا خواہش مند ہوتا ہے اور اگر کوئی چیز خریدتا ہے تو چاہتا ہے کہ اس کے دینی منصب کی وجہ سے اسے کم قیمت پر ملے۔ جب یہ بات ان کے بادشاہ تک پہنچی تو وہ ایک لشکر کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ پہاڑ اور میدان لوگوں سے بھر گئے۔ اُس بزرگ نے کسی سے دریافت کیا: یہ سب کیا ہے؟ کہا گیا: بادشاہ آپ سے ملنے آیا ہے۔ انہوں نے خادم سے کہا: میرے لئے کھانا لاؤ۔ وہ ساگ زیتون اور کھجور کے خوشے لے آیا۔ اس بزرگ نے خوب منہ کھول کر بڑے بڑے لقمے ڈالنے شروع کر دیئے۔ بادشاہ نے پوچھا: تمہارے وہ سردار کہاں ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یہی ہیں۔ بادشاہ نے پوچھا: آپ کا کیا حال ہے؟ بزرگ نے جواب دیا: عام لوگوں کی طرح ہے۔ یہ سُن کر بادشاہ نے کہا: اس شخص کے پاس کوئی بھلائی نہیں ہے اور واپس چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد بزرگ کہنے لگے: اللہ تعالیٰ

کا شکر ہے جس نے تجھے مجھ سے یوں پھیرا کہ تم میری مذمت کر رہے ہو۔

(احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، فصل الرابع، ج ۳، ص ۳۷۵/۳۷۶)

﴿اللہ عزوجل کی اُن پر رحمت ہو.. اور.. اُن کے صدقے ہماری مغفرت ہو۔﴾

﴿4﴾ ریائے خفی کی ایک قسم ایسی ہے جو واعظین، مدرسین اور علماء کے

ساتھ خاص ہے۔ وہ یوں کہ ان میں سے اگر کوئی زبان کی مہارت، وسیع مطالعے اور

بہترین حافظے کی بدولت اچھا بیان کرتا ہو، شریعت و طریقت کی معرفت رکھتا ہو،

لوگوں کا اس کی طرف میلان ہو، پھر کوئی اور واعظ یا عالم ان لوگوں کی اصلاح کرے یا

وہ اسے چھوڑ کر کسی اور عالم یا شیخ کے پاس جائیں تو وہ ملال محسوس کرے اور حسد میں

بتلا ہو جائے، تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ ریائے خفی کا شکار ہو چکا ہے۔ اسی

طرح دوران بیان جب کوئی مالدار شخص یا کوئی صاحب منصب ان کی محفل میں

حاضر ہو تو اپنی گفتگو ادھوری چھوڑ کر ان کی خوشامد شروع کر دینا یا اپنے کلام میں شائستگی

اور نرمی پیدا کر لینا۔ ہاں! اگر ان کی اصلاح کی نیت سے بیان طویل کرتا ہے تاکہ وہ

اپنے فسق و فجور سے توبہ کریں اور اصلاح کی طرف مائل ہو جائیں تو یہ نیت درست

ہے مگر اس صورت میں بھی ریاکاری میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ لہذا بیان کرنے

والے کو چاہیے کہ تمام خلق خدا کو ایک نظر سے دیکھے اور امیر کو اس کی امیری کے سبب

غریب سے اور بڑے کو چھوٹے سے ممتاز نہ کرے تو یوں وہ اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

ریاکاری سے بچ جائے گا۔ (الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۴۷۶/۴۷۷)

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مخلص بندے ہمیشہ خفی ریاسے

ڈرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگ ان کے نیک اعمال کے سلسلہ میں انہیں دھوکا نہ دے سکیں دیگر لوگ جتنی کوشش اپنے گناہ چھپانے میں کرتے ہیں یہ ان سے زیادہ اپنی نیکیاں چھپانے کے حریص ہوتے ہیں اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی نیکیوں کو خالص رکھنا چاہتے ہیں تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن لوگوں کے سامنے انہیں ثواب عطا فرمائے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قیامت کے دن صرف وہی اعمال مقبول ہوں گے جو اخلاص کے ساتھ کئے گئے ہوں۔ اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ قیامت کے دن وہ سخت محتاج اور بھوکے ہوں گے اور ان کا مال و اولاد انہیں کچھ کام نہ آئے گا سوائے اس کے جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قلب سلیم (یعنی گناہوں سے محفوظ دل) لے کر حاضر ہوگا اور نہ کوئی باپ اپنی اولاد کے کام آئے گا یہاں تک کہ صدیقین کو بھی اپنی ہی فکر ہوگی ہر شخص نفسی نفسی پکار رہا ہوگا، جب صدیقین کا یہ حال ہوگا تو دیگر لوگ کس حال میں ہوں گے؟ ہر وہ شخص جو اپنے دل میں بچوں، دیوانوں اور دیگر لوگوں کے اپنے عمل پر آگاہ ہونے سے فرق محسوس کرتا ہو وہ ریا کے شائبے میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ یہ جان لیتا کہ نفع و نقصان دینے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور دوسرے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تو اس کے نزدیک بچوں اور دیگر لوگوں کا آگاہ ہونا برابر ہوتا اور

بچوں یا بڑوں کو خبر ہونے سے اس کے دل پر کوئی فرق نہ پڑتا۔

(الزواجر عن اقتراف الكبائر، ج ۱، ص ۸۲)

یاد رہے ریاکاری کی یہ تمام علامات بندے کے اپنے نفس کے لئے ہیں کسی دوسرے کے لئے نہیں کیونکہ ان کا تعلق دل کے حالات سے ہے اور دل کے حالات پر کوئی دوسرا مطلع نہیں ہو سکتا۔ لہذا ان حالات کو کسی پر قیاس کر کے بدگمانی نہ کیجئے کہ بدگمانی حرام ہے اور اسی طرح کسی کے بارے میں تجسس کرنا، اس کی پردہ دری کرنا اور اس میں یہ علامات تلاش کرنا تا کہ اس کو بدنام کیا جائے یہ بھی حرام ہے۔“ (احیاء علوم الدین، کتاب الحلال والحرام، الباب الثالث الحالة الاولى، ج ۲، ص ۱۵۰ / کتاب الامر بالمعروف..... الخ، ج ۲، ص ۳۹۹ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اپنی تعریف پر خوش ہونا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی کے نیک عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اس کا خوش ہونا فطری بات ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اپنی (سچی) تعریف پر خوش ہونے کی بھی صورتیں ہیں، چنانچہ یہ خوشی کبھی محمود (یعنی پسندیدہ) ہوتی ہے اور کبھی مذموم (یعنی ناپسندیدہ)، لہذا ہمیں چاہیے کہ جب کوئی ہماری (سچی) تعریف کرے تو اسے نرمی سے منع کر دیں، پھر بھی کوئی ہماری تعریف کرنے سے باز نہ آئے تو پھولنے کے بجائے دل میں داخل ہونے والی خوشی کے بارے میں اچھی اچھی نیتیں کر لینی

چاہئیں۔ محمود خوشی کی 4 صورتیں ہیں:

(۱)..... اپنا یوں ذہن بنائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میرے اچھے عمل کو لوگوں پر ظاہر کر کے مجھ پر کرم فرمایا ہے، کیونکہ وہی عبادت اور گناہوں پر پردہ ڈالتا ہے۔
اللہ عَزَّوَجَلَّ نے محض اپنے کرم سے گناہوں پر پردہ ڈال کر اس کی عبادت کو ظاہر فرمادیا اور اس سے بڑا احسان کسی پر کیا ہوگا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندے کے گناہوں کو چھپا دے اور عبادت کو ظاہر کر دے لہذا بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اس پر نظرِ رحمت کی وجہ سے خوش ہو لوگوں کی تعریف اور ان کے دلوں میں اس کے لئے جو مقام و مرتبہ ہے اس کی وجہ سے خوش نہ ہو (تو یہ یانیہیں) جیسا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ
فَإِنَّ لَكَ فَلَئِنْ قُرْ حُوا ط
ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ
ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر
چاہئے کہ خوشی کریں۔

(پ ۱۱، یونس: ۵۸)

حضرت سیدنا ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: یہ فرمائیے کہ آدمی اچھا کام کرتا ہے اور لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں (یہ ریا ہے یا نہیں)؟ فرمایا: ”یہ مومن کے لیے جلد یعنی دنیا میں بشارت ہے۔“ (صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب اذا اثنی علی الصالح..... الخ، الحدیث

۲۶۶۲، ص ۴۲۰)

(یعنی یہ ریا نہیں ہے بلکہ قبولیت کی علامت ہے کہ لوگوں کے منہ سے خود بخود اس کی تعریف

نکلتی ہے۔ غرض یہ کہ ریا کا تعلق عامل کی نیت سے ہے کہ وہ دکھلاوے شہرت کی نیت سے نیکی کرے یہ ہے ریا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۲۹ ملخصاً)

(۲)..... یا خوشی کا قابلِ تعریف ہونا اس وجہ سے ہے کہ بندہ یہ سوچ کر خوش ہو جاتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے جب دنیا میں اس کے گناہوں کو چھپایا اور اس کی نیکیوں کو ظاہر فرمایا تو آخرت میں بھی اس کے ساتھ یہی سلوک فرمائے گا، چنانچہ صاحبِ معطرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، فیضِ گنجینہ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ جس بندے کے گناہ کی دنیا میں پردہ پوشی فرماتا ہے آخرت میں بھی اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔“ (کنز العمال، کتاب التوبۃ، قسم الاقوال، باب فی فضلہا والترغیب فیہا الحدیث: ۱۰۲۹۶، ج ۴، ص ۹۷، بدون ”ذنیاً“)

(۳)..... یا پھر بندہ یہ خیال کرے کہ میرے نیک اعمال پر مطلع ہونے والوں کو میری اقتدا میں رغبت ملے گی اور اس طرح مجھے دُگنا ثواب ملے گا ایک ثواب تو اس بات کا ہوگا کہ اس کا مقصود ابتداء میں عمل کو پوشیدہ رکھنا تھا اور دوسرا ثواب اس کے ظاہر ہونے اور لوگوں کی اقتداء کی وجہ سے ہوگا کیونکہ عبادت و طاعت میں جس کی پیروی کی جاتی ہے اسے ان پیروی کرنے والوں کا ثواب بھی ملتا ہے اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہیں ہوتی لہذا اس خیال سے خوشی حاصل ہونا بالکل درست ہے کیونکہ نفع کے آثار کا ظہور لذت بخشا ہے اور خوشی کا سبب بنتا ہے۔ صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: یہ اس صورت میں

ہے کہ عبادت اس لیے نہیں کی کہ لوگوں پر ظاہر ہو اور لوگ عابد سمجھیں، عبادت خالصاً اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے لیے ہے، عبادت کے بعد اگر لوگوں پر ظاہر ہوگئی اور طبعاً یہ بات اچھی معلوم ہوتی ہے کہ دوسرے نے اچھی حالت پر پایا، اس طبعی مسرت سے ریا نہیں۔ (بہار شریعت، حصہ ۱۶، ص ۲۳۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) میں اپنے مکان کے اندر نماز کی جگہ میں تھا، ایک شخص آگیا اور یہ بات مجھے پسند آئی کہ اس نے مجھے اس حال میں دیکھا (یہ ریا تو نہ ہوا)؟ ارشاد فرمایا: ”ابو ہریرہ! تمہارے لیے دو ثواب ہیں، پوشیدہ عبادت کرنے کا اور علانیہ کا بھی۔“ (شرح السنۃ، کتاب الرقاق، باب من عمل لله فحمد عليه، الحدیث ۴۰۳۶، ج ۷، ص ۳۴۶)

(۴)..... اسی طرح کبھی بندہ اس وجہ سے خوش ہوتا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے ایسے عمل کی توفیق دی ہے جس کی وجہ سے لوگ اس کی تعریف کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے اس سے محبت کرتے ہیں کیونکہ بعض گنہگار مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جو عبادت گزار لوگوں کو دیکھ کر ان کا مذاق اڑاتے اور انہیں ایذا دیتے ہیں، اس صورت میں اخلاص کی علامت یہ ہے کہ جس طرح اسے اپنی تعریف پر خوشی حاصل ہوتی

ا: یعنی تمہارے اس کام کی ابتداء محض اخلاص پر تھی اسی سے تم گھر کے گوشہ میں یہ کام کر رہے تھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس کام کو ظاہر فرمادیا یہ بھی اس کا کرم ہے۔ تمہارا اس پر خوش ہونا کہ مجھے مسلمان نے برے کام پر نہ دیکھا اچھے کام پر دیکھا یہ خوشی بھی اللہ کا کرم ہے اس پر بھی ثواب ہے کہ یہ خوشی شکر کی ہے نہ کہ فخر کی۔ (مزاۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۳)

ہے اسی طرح دوسروں کی تعریف بھی اس کے لئے باعثِ مسرت ہو۔

قابلِ مذمت خوشی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے نزدیک اپنے مقام و مرتبہ پر خوش ہو اور یہ خواہش کرے: ”وہ اس کی تعریف و تعظیم کریں، اس کی حاجتیں پوری کریں، آمد و رفت میں اسے اپنے آگے کریں۔“

(الزواجر، الکبيرة الثانية الشرك الاصغر..... الخ، ج ۱، ص ۷۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

خوفِ خدا سے لرز جائیے!

جب کوئی آپ کی تعریف کرے تو اس طرح بھی غور و خوض (یعنی فکرِ مدینہ) کیجئے: جس وجہ سے میری تعریف کی گئی ہے وہ مجھ میں پائی بھی جا رہی ہے یا نہیں؟ مثلاً لوگوں نے مجھے متقی و پرہیزگار کہا، کیا میں واقعی تقویٰ کے شرعی معیار پر پورا اترتا ہوں اور اگر لوگوں کی تعریف سچی بھی ہے تو اس میں میرا کیا کمال ہے یہ تو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی عطا ہے پھر اعمال کا اعتبار تو خاتمے پر ہے، میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوگا یا نہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن مجھے انہی لوگوں کے سامنے بلا کر کہا جائے: ”اے فاجر! اے دھوکے باز! اے ریاکار! کیا تجھے حیاء نہ آئی جب تُو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کے بدلے دنیا کا ساز و سامان خریدا؟ تُو نے بندوں کے دلوں پر نظر رکھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نظرِ رحمت پر قناعت نہ کی، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے نہیں صرف اُس کے بندوں سے محبت کی، لوگوں کے لئے ایسی چیزوں سے آراستہ ہوا جو

اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک بری تھیں اور اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دُوری اختیار کر کے لوگوں کی قربت پائی۔“

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کاری کی تربیت گاہ

آج کل بچہ یا بچی اگر حفظِ قرآن مکمل کر لے تو اسکے لئے شاندار تقریب کی جاتی ہے۔ جس میں اس کو گل پوشی و گل پاشی اور تحائف و تعریفی کلمات سے خوب نوازا جاتا ہے۔ امیر اہلسنت و ائمہ کرام اعلیٰہ اس قسم کی تقریبات کا انعقاد کرنے والوں کو ”فکرِ مدینہ“ کی دعوت دیتے ہوئے فیضانِ سنت جلد اول کے صفحہ 1448 پر لکھتے ہیں: گھر والے شاید سمجھتے ہوں گے ہم حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ مگر معذرت کے ساتھ عرض ہے کہ بچہ بلند حوصلہ تھا جبھی تو حافظ بنا۔ ہاں حفظ شروع کرواتے وقت حوصلہ افزائی کی واقعی ضرورت ہوتی ہے کہ کسی طرح یہ پڑھ لے۔ بہر حال حافظِ مدنی منے، منی کے حفظ کی تقریب میں حوصلہ افزائی ہو رہی ہے یا وہ خود ”پھول کر گپٹا“ ہوا جا رہا ہے اس پر غور کر لیا جائے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ ہماری یہ ”تقریبِ سعید“ اس بے چارے سادہ لوح بھولے بھالے حافظِ مدنی منے کی ریا کاری کی تربیت گاہ بن رہی ہو! میں نے اس طرح کی تقاریب میں اخلاص کو بہت تلاشا، مجھے نہ مل سکا۔ یہاں تک کہ بعض اوقات مَعَاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

تصاویر بھی کھینچی جاتی ہیں۔ اسی طرح اکثر کسمن مدنی منے، منی کی ”روزہ کشائی“ کی تقریب میں بھی تصاویر کے گناہ کا سلسلہ ہوتا ہے۔ ورنہ سادگی کے ساتھ روزہ کشائی کی رسم ادا کی جائے یا حافظ مدنی منے کی دینی ترقی کیلئے سب کو اکٹھا کرنے کے بجائے بزرگوں کی بارگاہوں میں پیش کر کے عمر بھر قرآن پاک یاد رہنے اور اس پر عمل کرنے کی دعائیں لی جائیں تو ان شاء اللہ عزوجل اس میں بڑکتیں زیادہ ہوں گی۔ الحاصل اچھی طرح غور کر لینا چاہئے کہ ہم جو تقریب کرنے جا رہے ہیں اس میں ہماری آخرت کا کتنا فائدہ ہے؟ اگر آپکا دل واقعی مطمئن ہے کہ حفظ قرآن کی خوشی کی تقریب سے مقصود نمائش نہیں اور یہ بھی یقین ہے کہ مدنی منے کو ریاکاری کا کوئی خطرہ نہیں یعنی آپ اس کو اخلاص کی اعلیٰ تربیت دے چکے ہیں تو بے شک تقریب کیجئے۔ اللہ عزوجل قبول فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) (فیضان سنت، ج ۱، باب فیضان رمضان ص ۴۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

گناہوں سے بچنے میں بھی ریاکاری

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں: تقویٰ کے دو رکن ہیں (1) اچھے کام کرنا (2) بُرے کام سے بچنا، مگر اس کا رکن اعلیٰ بُرے کاموں سے بچنا ہے، عبادات آسان ہیں مگر محرمات (یعنی حرام کاموں) سے پرہیز،

برے معاملات سے بچنا بہت ہی مشکل ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۶، ص ۶۳۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح دیگر نیکیاں ریاکاری کی نذر ہو سکتی

ہیں اسی طرح گناہوں سے بچنے میں بھی ریاکاری ممکن ہے کیونکہ گناہ سے بچنا بھی نیکی ہے اور شیطان کبھی نہیں چاہے گا کہ مسلمان ثواب کمانے میں کامیاب ہو جائے۔ لہذا اگر اس لئے گناہ ترک کرتا ہے کہ لوگ اسے متقی، پرہیزگار، عبادت گزار اور خوف و خشیت کا پیکر سمجھیں تو یہ صورت خالص ریاکاری کی ہے۔ چنانچہ گناہوں کو چھوڑنے میں رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ پیش نظر ہونی چاہئے، ضمناً اور بھی اچھی اچھی نیتیں کی جا سکتی ہیں مثلاً (۱) کہیں میری دیکھا دیکھی لوگ بھی اس گناہ میں نہ لگ جائیں، یوں میرا گناہ بڑا ہو جائے گا (۲) اس گناہ کی وجہ سے میں لوگوں کی نظر سے گرجاؤں گا اور وہ میری پیروی کرنا چھوڑ دیں گے اور میری نیکی کی دعوت قبول نہ کریں گے، یوں میں لوگوں کی اصلاح کرنے کے ثواب سے محروم ہو جاؤں گا وغیرہ۔

اخلاص کی پہچان

گناہ چھوڑنے میں اخلاص کی پہچان یہ ہے کہ بندہ جس طرح لوگوں کے سامنے گناہ سے باز رہتا ہے اسی طرح تنہائی میں بھی گناہ سے باز رہے۔ بہر حال گناہ سے ہر حال میں بچا جائے اور دل میں اخلاص پیدا کرنے کی کوشش جاری رکھی جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریاکاری کے خوف سے عبادت چھوڑنا کیسا؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہو سکتا ہے کہ کسی کے دل میں شیطان یہ وسوسہ ڈالے کہ جب ریاکاری کی اس قدر آفتیں ہیں اور ریاکاری سے بچنا بھی بے حد دشوار ہے تو سرے سے نیک عمل ہی نہ کیا جائے تاکہ کم از کم ہم ریاکاری کی سزا سے تونج جائیں۔ ایسے اسلامی بھائیوں کی خدمت میں عرض ہے کہ ریاکاری کے خوف سے نیک عمل چھوڑنا دانشمندی کی بات نہیں کیونکہ اس طرح ہم اخلاص اور نیکی دونوں کے ثواب سے محروم ہو جائیں گے۔ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”لوگوں کے لئے عمل ترک کر دینا ریاکاری ہے اور لوگوں کے لئے عمل کرنا شرک (اصغر) ہے، جبکہ اخلاص یہ ہے کہ اللہ عزوجل تجھے ان دونوں

چیزوں سے نجات عطا فرمادے۔“ (الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ الشریک الاصفغر..... الخ، ج ۱، ص ۷۶)

لہذا ہمیں چاہیے کہ نیک عمل چھوڑنے کے بجائے اپنی نیت درست کر لیں کیونکہ اگر ناک پر کبھی بیٹھ جائے تو کبھی کواڑا یا جاتا ہے ناک نہیں کاٹی جاتی۔
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریاکاری کا وسوسہ آنا گناہ نہیں ہے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ریاکاری کا دل میں صرف خیال آنا اور طبیعت کا اس طرف مائل ہونا نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ شیطان تو ہر انسان پر مسلط ہے یہ انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ شیطانی وسوسوں کو دل میں داخل ہی نہ ہونے دے

اور ان کی طرف مائل نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان وسوسے ڈالتا ہی رہتا ہے اب انسان کو چاہیے کہ ان وسوسوں کو دل میں نہ بٹھائے اور شیطانی حیلوں کا علم دین اور نفرت و انکار سے مقابلہ کرے۔ (الحدیقة الندیة، ج ۱، ص ۹۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مروی ہے آپ فرماتے ہیں: سَيِّدُ الْمُبْلِغِينَ، رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْكَ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”تمام تعریفیں اللہ عزَّوَجَلَّ کیلئے ہیں جس نے شیطان کے مکر و فریب کو وسوسوں میں بدل دیا۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی رد الوسوسة، الحدیث ۵۱۱۲، ج ۴، ص ۴۲۵)

حضرت ابو حازم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم فرماتے ہیں: ”جو خطرہ تیرے نفس کی طرف سے ہو اور تیرا نفس اسے اپنے لئے پسند کرے لیکن اس پر تو اس کو جھڑکتا بھی رہے تو اس صورت میں شیطانی وسوسہ اور نفسانی خیالات تجھے نقصان نہیں پہنچائیں گے جب انکار اور ناپسندیدگی کے ذریعے نفس و شیطان کی مراد کو پورا نہ ہونے دے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان دواء الریاء..... الخ، ج ۳، ص ۳۸۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

شیطان کو ناکام و نامراد کر دیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شیطان کا تو کام ہی یہی ہے کہ وہ ہمیں نیکیوں

سے روک کر گناہوں میں مبتلا کر دے۔ اس لئے ریاکاری کے ڈر سے نیکیاں

چھوڑنے کے بجائے ان کی کثرت کر کے شیطان کو ناکام و نامراد کر دیجئے۔ شیطان

گویا ایک بھونکنے والے کتے کی طرح ہے کہ اگر ہم اس کے قریب جا کر خاموش کروانے کی کوشش کریں تو یہ اور زیادہ بھونکتا ہے اور اگر ہم اُسے اس کے حال پر چھوڑ کر اپنی راہ لیں تو یہ بالآخر بھونکنا چھوڑ دیتا ہے۔ اسی طرح شیطان بھی پہلے پہل ہمیں نیک عمل چھوڑنے کا مشورہ دیتا ہے، اگر ہم اس کے مشورے کو نظر انداز کر کے نیکیوں میں مشغول ہو جائیں تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ ہم سے ایسی غلطی کروادے جس کی وجہ سے ہمارا نیک عمل اللہ عزوجل کی بارگاہ میں مقبول نہ ہو سکے، اگر اس میں بھی ناکام رہے تو وہ ہمارے دل میں ریا کاری کے وسوسے ڈالتا ہے اور ہمیں ریا کاری کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اگر ہم اس پر پھر بھی توجہ نہ دیں بلکہ فکرِ مدینہ کرتے ہوئے نیکیوں کی طرف ہی متوجہ رہیں تو وہ ہمارے دل میں وسوسے ڈالے گا اور کہے گا: ”تیرا عمل خالص نہیں، تو ریا کار ہے، تیری کوشش بے کار ہے، اس عمل کا کیا فائدہ جس میں اخلاص نہ ہو؟“ یوں وہ ہمارے ساتھ مسلسل چمٹا رہے گا تا کہ کسی طرح وہ ہمیں اس عمل کے چھوڑنے پر آمادہ کرے تو اگر ہم نے وہ عمل چھوڑ دیا تو شیطان کامیاب ہو گیا۔ لہذا اسے ہرگز خوش نہ کیجئے اور نیک کام پر استقامت پذیر رہیے تاکہ وہ ہم سے ناامید و مایوس ہو جائے۔ یہ ہماری کامیابی ہوگی اور اس کی ناکامی!

حضرت ابراہیمؑ علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: شیطان بندے کو گناہ کے ایک دروازے کی طرف بلاتا ہے اور وہ بندہ اس کی بات نہیں مانتا بلکہ اس کی جگہ کوئی نیکی کرتا ہے تو شیطان یہ صورتِ حال دیکھ کر اسے چھوڑ دیتا ہے۔

انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ جب شیطان تمہیں مترّد دیکھتا ہے (کہ کبھی نیکی کی اور کبھی چھوڑ دی) تو تم میں طمع (یعنی لالچ) رکھتا ہے اور جب تمہیں ہمیشہ نیکی کرتا ہوا دیکھتا ہے تو تم سے نفرت کرتا ہے اور تمہیں چھوڑ دیتا ہے۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان دواء الریاء..... الخ، ج ۳، ص ۳۸۶)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

کیا نیکیاں چھوڑ کر ہم شیطان سے بچ جائیں گے؟

پھر اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ریاکاری کے ڈر سے نیکی چھوڑ کر ہم شیطان کی گرفت سے محفوظ ہو جائیں گے۔ یاد رکھئے! شیطان ہمارا پھر بھی پیچھا نہیں چھوڑے گا، بلکہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہمارا یوں ذہن بنائے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ”تم نے عمل اخلاص کی وجہ سے چھوڑا ہے اور تم شہرت کے طالب نہیں ہو۔“ اب جبکہ تمہارے اخلاص کا چرچا ہو رہا ہے تم اس جگہ کو چھوڑ دو، اگر ہم وہ جگہ بھی چھوڑ دیں اور بالفرض کسی غاریا زمین کے نیچے کسی بل میں چلے جائیں تو وہ ہمارے دل میں اس بات کی لذت ڈالے گا کہ لوگ تمہیں زاہد سمجھتے ہیں اور ان کو تمہارے خلوت نشیں ہونے کا علم ہے لہذا اس وجہ سے وہ تمہاری تعظیم کرتے ہیں..... علیٰ هذا القیاس۔ یوں وہ قدم قدم پر ہمارے لئے مسائل کھڑے کرتا رہے گا۔ چنانچہ ہمیں ریاکاری کے ڈر سے نیک عمل کو نہیں چھوڑنا چاہیے اور شیطانی وسوسوں پر زیادہ توجہ بھی نہیں دینی چاہیے۔

ریا کے خوف سے نیک عمل چھوڑ دینے والے کی مثال

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الہی احوال العلوم میں لکھتے ہیں:

جو شخص ریا کے خوف سے عمل کو چھوڑ دیتا ہے اس کی مثال اس طرح ہے کہ ایک شخص کو اس کے آقا نے ایسی گندم دی جس میں گندم کے مشابہ دوسرے دانے ملے ہوئے تھے اور اس نے حکم دیا کہ اسے بالکل صاف کر دو یہاں تک کہ اس میں گندم کے علاوہ ایک بھی دانہ نہ رہے اب وہ شخص اس خوف سے کہ شاید میں اسے بالکل صاف نہ کر سکوں، اس عمل کو بالکل ہی چھوڑ دیتا ہے تو یہی حال اس شخص کا ہے جو اخلاص پیدا نہ ہونے کے خوف سے نیکی کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جب اخلاص ہی نہ ہوگا تو عمل کا کیا فائدہ ہوگا؟

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ترک الطاعت..... الخ، ج ۳، ص ۳۹۵)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

لوگ کیا کہیں گے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر کسی نے اس خوف سے نیکی چھوڑ دی کہ لوگ مجھے ریا کار کہیں گے اور گناہ گار ہوں گے لہذا اُن کو گناہ سے بچانے کے لئے میں نیک عمل ہی نہیں کرتا، یہ بھی شیطانی مکر و فریب ہے اور اس میں سب سے پہلی خرابی یہ ہے کہ یہ شخص مسلمانوں کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہوا حالانکہ اسے اس کا کوئی حق نہ تھا، پھر اگر یہ بات سچ ثابت ہو جاتی تو بھی اسے کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ لیکن اس

نے اپنے ہاتھوں کو داپنا نقصان کر لیا کہ نیکی چھوڑ کر ثواب سے محروم ہو گیا۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ اس کا عمل کو اس لئے چھوڑنا کہ لوگ اسے ریا کار کہیں گے، یہ بھی ریا ہے کیونکہ اگر اسے لوگوں کی تعریف اور مذمت سے کوئی سروکار نہ ہوتا تو وہ اس بات کی کیوں پرواہ کرتا کہ لوگ اسے ریا کار کہتے ہیں یا مخلص؟

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ترک الطاعت..... الخ، ج ۳، ص ۳۹۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ریا کار کی علامتیں

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہُہُ الْکَرِیْم نے ارشاد فرمایا: ریا کار کی تین علامتیں ہیں:

- (۱) تنہائی میں ہو تو عمل میں سستی کرے اور لوگوں کے سامنے ہو تو جوش دکھائے،
- (۲) اس کی تعریف کی جائے تو عمل میں اضافہ کر دے اور
- (۳) اگر مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کر دے۔

(الزواج، الکبیرۃ الثانیۃ الشریک الاصح، الخ، ج ۱، ص ۷۵)

حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے تھے کہ جو شخص کسی مجمع میں اپنی مذمت کرتا ہے وہ درحقیقت اپنی تعریف کرتا ہے اور یہ بھی ریا کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

کہیں ہم ریا کار تو نہیں؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ بڑی دیانت داری سے خود پر غور کریں کہ کہیں ہم تنہائی میں عبادت کے معاملے میں سستی و غفلت اور لوگوں کے سامنے چستی کا مظاہرہ تو نہیں کرتے؟ کہیں ہم نیکی کرنے کے بعد اس کا لوگوں پر بلا ضرورت اظہار تو نہیں کر دیتے؟ پھر اگر کوئی اس پر ہماری تعریف کر دے تو پھول کر عمل میں اضافہ تو نہیں کر دیتے؟ اور تعریف نہ ہونے کی صورت میں کہیں ہم غمگین تو نہیں ہو جاتے اور اس عمل میں کمی تو نہیں کر دیتے؟ ہمیں لوگوں کے سامنے نیکی کرنے میں بڑی لذت ملتی ہے مگر تنہائی میں مزا نہیں آتا؟ کہیں ہم لوگوں کے سامنے اپنی مذمت انہیں متاثر کرنے کے لئے تو نہیں کرتے؟ وغیرہا۔

ریا سے توبہ کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ان سوالات کا جوابات ہاں میں آئے تو فوراً سے پیشتر توبہ کر لیجئے اور حُصولِ اخلاص کی کوششوں میں لگ جائیے کہ کہیں توبہ سے پہلے موت نہ آجائے اور ہمیں ریاکاری کے اُخروی نقصانات کا سامنا کرنا پڑے۔

ریاکاری سے توبہ کی برکت

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ المنان لکھتے ہیں: خیال رہے کہ ریا سے عبادت ناجائز نہیں ہو جاتی بلکہ نامقبول ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اگر ریا

کار آخر میں ریا سے توبہ کرے تو اس پر ریا کی عبادت کی قضا واجب نہیں بلکہ اس توبہ کی برکت سے گزشتہ نامقبول ریا کی عبادت بھی قبول ہو جائیں گی۔ مطلقاً ریا سے خالی ہونا بہت مشکل ہے کوئی شخص ریا کے اندیشہ سے عبادت نہ چھوڑے بلکہ ریا سے بچنے کی دعا کرے۔ (مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۷۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مرضِ ریا کا علاج کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر ہم اپنے دل میں اس مرضِ ریا کی علامات محسوس کریں تو بعدِ توبہ علاج میں دیر نہیں کرنی چاہئے۔ جب ہم اپنے باطن کو پاکیزہ کرنے کی کوشش کریں گے تو اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا ظاہر بھی ستھرا ہو جائے گا۔ شہنشاہِ مدینہ، تھرا قلب و سینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو اپنے باطن کی اصلاح کرے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کے ظاہر کی اصلاح فرما دے گا۔“

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث: ۵۲۷۳، ج ۳، ص ۱۳، ملخصاً)

مایوسی نہ ہوں

مایوسی کا شکار ہو کر یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اخلاص پر تو اولیاء کرام علیہ رحمۃ اللہ السلام ہی قادر ہو سکتے ہیں، ہم کہاں اس قابل؟ اور اس طرح اخلاص کی کوشش ترک کر دی جائے۔ میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ہم جیسے گنہگاروں کے لئے کامل طور پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ولیوں کے نقش قدم پر چلنا ناممکن نہیں

تو بے حد دُشوار ضرور ہے لیکن اِس دُشواری کو آڑ بنا کر اپنی اصلاح کی کوشش ترک کر دینا بہت بڑی نادانی ہے۔ اگرچہ ہم اِن پاکیزہ ہستیوں جیسا نہیں بن سکتے مگر ان کے حالات و ملفوظات کی روشنی میں اپنی نیتوں اور معاملات کی دنیا تو سنوار سکتے ہیں، اپنے نفس کی خوشنودی کے سودوں سے تو باز رہ سکتے ہیں، آخرت کے نفع و نقصان اور اپنے ربِّ قدیر عَزَّوَجَلَّ کے غضب و رضا کا خیال تو رکھ سکتے ہیں۔

مشکل سے نہ گھبرائیے

بیماری جتنی پرانی ہوتی ہے اس کا علاج بھی اتنا ہی مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمیں اپنا ذہن بنا لینا چاہئے کہ جس طرح ہم اپنے جسمانی امراض کے علاج کے لئے خلافِ طبیعت کڑوی دوائیاں پینے پر تیار ہو جاتے ہیں اسی طرح اِس باطنی بیماری یعنی ریا کاری کے علاج کے لئے بھی اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہر طرح کی مشقت برداشت کریں گے۔ اِن مشقتوں کو برداشت کرنا شروع شروع میں دُشوار محسوس ہوگا بعد میں قدرے آسان لگے گا جس طرح سخت سردی میں ٹھنڈے پانی سے وضو کرنا بے حد دُشوار محسوس ہوتا ہے لیکن اگر ہم ہمت کر کے پانی اپنے جسم پر ڈالنا شروع کر دیں تو وضو کرنا ہمارے لئے آسان ہو جاتا ہے۔

۔ غم سے خوگر ہو انسان تو مٹ جاتا ہے غم

مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

”اخلاص کا ثور“ کے دس حروف کی

نسبت سے ریاکاری کے 10 علاج

﴿پہلا علاج﴾ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دُعا مؤمن کا ہتھیار ہے اسے نفس و شیطان کے خلاف جنگ میں استعمال کرتے ہوئے بارگاہِ الہی میں یوں دُعا کیجئے کہ ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے ریاکاری کی بیماری سے شفا عطا فرما، میری خالی جھولی کو اخلاص کی عظیم دولت سے بھر دے، میرا سامنا اس دشمن (یعنی شیطان) سے ہے جو مجھے دیکھتا ہے مگر خود دکھائی نہیں دیتا لیکن تُو اس کو ملاحظہ فرما رہا ہے اے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے اس دشمن کے مکر و فریب سے بچالے، اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کی نظر میں میرا حال بہت اچھا ہو وہ مجھے نیک اور پرہیزگار سمجھیں مگر تیری بارگاہ میں سزا کا حقدار ٹھہروں۔

میرا ہر عمل بس تیرے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿دوسرا علاج﴾ ریاکاری کے نقصانات پیشِ نظر رکھنے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ ہم ریاکاری کی آفتوں کو اپنے پیشِ نظر رکھیں کیونکہ آدمی کا دل کسی چیز کو اُس وقت تک پسند کرتا ہے جب تک وہ اسے نفع بخش اور لذیذ نظر آتی ہے مگر جب اسے اُس شے کے نقصان دہ ہونے کا پتہ چلتا

ہے تو وہ اس سے بچتا ہے مثلاً ایک اسلامی بھائی شہد کو اس کی لذت اور مٹھاس کی وجہ سے بہت پسند کرتا ہے لیکن اگر اسے یہ بتا دیا جائے کہ یہ شہد جسے تم پینے جا رہے ہو، اس میں زہر ملا ہوا ہے تو وہ اس میں موجود مٹھاس کو نہیں زہر کو دیکھے گا اور اسے ہرگز ہرگز نہیں پئے گا۔ اسی طرح لوگوں پر اپنانیک عمل ظاہر کرنے اور ان کی طرف سے واہ واہ ہونے میں یقیناً نفس کو بڑی لذت ملتی ہے لیکن اگر ہم اس لذت کے بجائے ریا کاری کے نقصانات ذہن میں رکھیں تو اس سے بچنا ہمارے لئے قدرے آسان ہو جائے گا۔ کیا ریا کاری کا یہی نقصان کم نہیں کہ نیک عمل میں مشقت اٹھانے کے باوجود ثواب سے محروم کر دیا جائے! اس مزدور کا کیا حال ہوگا جو سارا دن دھوپ میں پسینہ بہائے اور جب مزدوری ملنے کا وقت آئے تو اُس کی مزدوری یہ کہہ کر روک لی جائے کہ فلاں فلاں غلطی کی وجہ سے تمہیں مزدوری نہیں دی جاسکتی۔ مگر آہ! ریا کار کو تو ثواب سے محرومی کے ساتھ ساتھ عذاب بھی برداشت کرنا ہوگا۔ وہ شخص کتنا نادان ہے کہ جس شے سے وہ لاکھوں کما سکتا ہے وقتی خوشی کی خاطر اسے کوڑیوں کے مول بیچ دے، بالکل اسی طرح وہ عبادت گزار کتنا نا سمجھ ہے جو عبادت کے ذریعے خالق کا قرب چاہنے کے بجائے مخلوق کو اپنا بنانے کی کوشش کرے، ایسے ریا کار نے گویا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کے بدلے لوگوں سے محبت چاہی، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے مذمت کے بدلے لوگوں کی تعریف کا طالب ہوا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ناراضی کے بدلے لوگوں کی رضا کا طالب ہوا اور باقی رہنے والی جنتی نعمتوں کو فانی دنیا کے بدلے بیچ ڈالا۔ پھر سب لوگوں کو راضی رکھنا دودھ کی نہر کھودنے کے

مترادف ہے کہ اگر کچھ لوگ ایک بات سے خوش ہوتے ہیں تو ناراض ہونے والوں کی بھی ایک تعداد ہوتی ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دکھاوے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال

دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کی مثال اُس شخص کی طرح

ہے جو اپنی پوٹلی (یعنی جیب یا تھیلی) پتھروں سے بھر کر خریداری کے لئے بازار چلا

گیا۔ جب لوگوں نے اُسے دیکھا تو حیرت سے کہنے لگے: ”اس کی جیب کتنی بھری

ہوئی ہے!“ مگر جب وہ دکاندار کے سامنے اپنی پوٹلی کھولے گا تو ذلیل و رسوا ہوگا اور

اس کی پٹائی ہوگی، اسے لوگوں کی واہ واہ کے سوا کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ اسی طرح

دکھاوے اور سنانے کے لئے عمل کرنے والے کو لوگوں کی طرف سے بولے جانے

والے تعریفی کلمات کے علاوہ کوئی نفع حاصل نہیں ہوتا اور نہ ہی اسے قیامت کے دن

کوئی ثواب ملے گا۔ (الزواجر، الکبیرۃ الثانیۃ الشُّرک الاَصغر..... الخ، ج ۱، ص ۷۶ ماخوذاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿تیسرا علاج﴾ اسباب کا خاتمہ کیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر بیماری کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے اگر سبب مٹا دیا

جائے تو بیماری بھی رخصت ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ریاکاری کے بھی بنیادی طور پر

تین اسباب ہوتے ہیں اگر ان تین چیزوں سے جان چھڑالی جائے تو اِنْ شَاءَ اللہ

عَزَّوَجَلَّ ریاکاری سے بچنا بے حد آسان ہو جائے گا۔ وہ تین اسباب یہ ہیں:

(1) تعریف کی خواہش، (2) مذمت کا خوف اور (3) مال و دولت کی حرص۔

تعریف کی خواہش پر کیسے قابو پائیں؟

ہمیں چاہیے کہ تعریف کی خواہش پر قابو پانے کے لئے ان نقصانات پر

غور و فکر کریں:

”تباہی“ کے پانچ حروف کی مناسبت سے حب جاہ کے نقصانات پر مشتمل 5 روایات

(۱) اللہ کے محبوب، دانا، عیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُيُوبِ صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ

وَسَلَّمَ کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت کو بندوں سے تعریف کی محبت سے ملانے سے بچتے رہو کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔“

(فردوس الاخبار للذہبی، باب الالف، فصل فی التحذیر والوعید، الحدیث: ۱۵۶۷، ج ۱، ص ۲۲۳)

(۲) سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ، خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، جنابِ رحمةٍ لِلْعَالَمِينَ صَلَّی

اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مال اور مرتبے کی محبت مومن کے دل میں منافقت کو اس طرح بڑھاتی ہے جیسے پانی سبزہ اُگاتا ہے۔ (کنز العمال، کتاب اللہو..... الخ، قسم

الاقوال التغنی المحظور، الحدیث ۴۰۶۵۲/۴۰۶۶۱/۴۰۶۶۳، ج ۱۵، ص ۹۵/۹۶)

(۳) اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانا، عیوب، مُنَزَّہ عَنِ الْعُيُوبِ صَلَّی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم نے فرمایا: دوجھو کے بھیڑیے بکریوں کے ریوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی مال اور عزت و آبرو کی تمنا مسلمان کے دین کو خراب کرتی ہے۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال الاکمال حب الجاہ، الحدیث ۷۴۳۳، ج ۳، ص ۸۵)

رہزن نے لُٹ لی کمائی

فریاد ہے حضرِ ہاشمی سے (حدائقِ بخشش)

(۴) رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: ستائش پسندی آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے۔

(کنز العمال، کتاب الاخلاق، الحدیث ۷۴۲۸، ج ۳، ص ۱۸۵)

(۵) حضرت ابو عبد اللہ انطاکی علیہ رحمۃ اللہ الباقی فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے

اعمالِ ظاہرہ میں اخلاص کا طالب ہو اور دل سے مخلوق پر نظر رکھتا ہو، وہ طلبِ محال میں مبتلا ہے کیوں کہ اخلاص قلب کا پانی ہے اور یا اس کو مُردہ کرنے والی ہے۔

(تنبیہ المغترین، ص ۲۴)

یوں فکرِ مدینہ کیجئے

کوشش کر کے اس طرح غور و خوض (یعنی فکرِ مدینہ) کیجئے: ”لوگوں کا میری

تعریف میں چند جملے بول دینا یا مجھے ستائش (یعنی تعریف بھری) نگاہوں سے دیکھنا، یا

شہرت مل جانا نفس کے لئے یقیناً باعثِ لذت ہے مگر ان کی تعریف مجھے میدانِ حشر

میں بارگاہِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں کامیابی و کامرانی نہیں دلا سکتی کیونکہ یہ لوگ تو خود خوفِ

عتاب سے لرزہ برائے ام ہوں گے۔ ان کی تعریف سے میرا رزق بڑھے گا نہ عمر میں

اضافہ ہوگا اور نہ ہی آخرت میں کوئی مقام و مرتبہ نصیب ہو سکتا ہے تو ایسے لوگوں کی

تعریف کی خواہش کا کیا فائدہ؟ میں کیوں ان لوگوں کو دکھانے کے لئے نیک عمل

کروں بلکہ میں صرف اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے عبادت کروں گا، اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب
ہائے رسوائی کی آفت میں پھنسون گا یا رب

جھوٹی تعریف کو پسند کرنا حرام ہے

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 597 پر لکھتے ہیں:
اگر اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے کہ لوگ اُن فضائل سے اس کی ثناء (یعنی تعریف)
کریں جو اس میں نہیں جب تو صریح حرام قطعی ہے۔ قَالَ اللّٰهُ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا)
لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَفْرَحُونَ بِمَا آتَوْا
وَيُحِبُّونَ أَنْ يُحْمَدُوا بِأَسْمَائِهِمْ
يَفْعَلُوا فَلَا تَحْسَبْهُمْ بَعَادَةً مِّنَ
الْعَذَابِ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۸۸﴾
ترجمہ کنز الایمان: ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش
ہوتے ہیں اپنے کئے پر اور چاہتے ہیں کہ بے
کئے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب
سے دُور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک
عذاب ہے۔

(پ ۳، مال عمران: ۱۸۸)

تعریف کو پسند کرنا کب مُسْتَحَب ہے؟

اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربّ العزت مزید لکھتے ہیں: ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو
اگر چہ تاویل معروف و مشہور کے ساتھ، جیسے شَمْسُ الْاِئِمَّةِ وَفَخْرُ الْعُلَمَاءِ وَتَاجُ
الْعَارِفِينَ وَامثالُ ذَلِكَ (یعنی اماموں کے آفتاب، اہل علم کے لئے فخر اور عارفوں کے تاج،
اور اسی قسم کے دوسرے توصیفی کلمات) جو مدح کی تعریف و توصیف ظاہر کریں) کہ مقصود اپنے

ہم عصرِ یامصر (یعنی ہم زمانہ یا شہر) کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی (تعریف) ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقتِ حَبّ مدح (تعریف کی محبت) نہیں بلکہ حَبِّ نصحِ مسلمین (مسلمانوں کی خیر خواہی کی محبت) ہے اور وہ محض ایمان ہے۔ طریقہ محمدیہ وحدیقہ ندیہ میں ہے: ”ریاست کی چاہت اور محبت کے تین اسباب ہیں، دوسرا یہ ہے کہ اقتدار اس لئے چاہتا ہے تاکہ اس کی وجہ سے نفاذِ حق اعزازِ دین اور لوگوں کی اصلاح کر سکے، اگر یہ ممنوع اُمور مثلاً ریاتلّیس، اور واجب اور سنت کے چھوڑنے سے خالی ہو تو نہ صرف جائز ہے بلکہ مستحب (موجب اجر و ثواب ہے) چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نیک بندوں کی حکایت بیان فرمائی (کہ وہ بارگاہِ رب العزت میں عرض گزار ہوتے ہیں) اے پروردگار! ہمیں پرہیزگار اور ڈرنے والے لوگوں کا امام (یعنی پیشوا) بنادے۔ (فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱ ص ۵۹۷)

لوگوں کی مذمت کا خوف کس طرح دور کریں؟

لوگوں کی مذمت کا خوف اس طرح دور کیا جاسکتا ہے کہ اپنا ذہن بنالیبجھے کہ لوگوں کے مذمت کرنے سے میری موت جلد نہیں آجائے گی، نہ میرے رزق میں کمی بیشی ہوگی، اگر میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے راضی ہے تو لوگوں کی ناراضی میرا بال بھی بیکا نہیں کر سکتی۔ یہ لوگ تو خود عاجز ہیں کہ اپنے لیے نفع ونقصان اور موت وحیات کے مالک نہیں تو میں کیوں ان کی مذمت کے خوف سے نیک عمل کروں یا چھوڑوں، مجھے صرف اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے ڈرنا چاہیے۔

یقیناً ہر وہ شخص جو اپنے دل میں بچوں، دیوانوں اور دیگر لوگوں کے اپنے عمل

پر آگاہ ہونے سے فرق محسوس کرتا ہو وہ ریا کے شاہجے میں مبتلا ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ یہ جان لیتا کہ نفع و نقصان دینے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے اور دوسرے کسی چیز پر قدرت نہیں رکھتے تو اس کے نزدیک بچوں اور دیگر لوگوں کا آگاہ ہونا برابر ہوتا اور بچوں یا بڑوں کے مطلع ہونے سے اس کے دل پر کوئی فرق نہ پڑتا۔

مال و دولت کی حرص سے کیسے نجات حاصل کریں؟

مال و دولت کی حرص سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنا ذہن بنائے کہ مال دینے اور روکنے کے سلسلے میں اللہ تبارک و تعالیٰ ہی دلوں کو مسخر فرمانے والا ہے، یہ لوگ تو مجبور محض ہیں، رزق دینے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ جو شخص لوگوں کے مال کی لالچ رکھتا ہے وہ ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے اور اگر اسے مال مل بھی جائے تو دینے والے کا احسان مند ہونا پڑتا ہے، تو جب مال کا ملنا بھی یقینی نہیں اور ذلت و رسوائی کا اندیشہ بھی ہے تو میں کیوں عبادت کے ذریعے لوگوں کو متاثر کر کے ان سے مال حاصل کرنے کی کوشش کروں بلکہ میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرنے کے لئے عبادت کروں گا اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کی محبت سے پیچھا چھڑا لیجئے

ریا کاری کے ان تینوں اسباب کا تعلق دنیا کی حد تک ہے لہذا اگر ہم دنیا

کی محبت ہی اپنے دل سے نکال دیں تو ان اسباب کا راستہ روکنا کوئی مشکل کام نہیں جس کے نتیجے میں اِنْ شَاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ریاکاری سے جان چھڑانا بے حد آسان ہو جائے گا۔ سرکارِ مدینہ، قرارِ قلب و سیدہ، فیضِ گنجینہ، صاحبِ مُعْطَرِ پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ”دنیا کی محبت تمام گُنا ہوں کی جڑ ہے۔“

(مَشْكَاتُ الْمَصَابِيح، کتاب الرقاق، الحدیث ۵۲۱۲، ج ۲، ص ۲۵۰)

پچھامِ اَدنیا کی محبت سے چھڑا دے

یا رب مجھے دیوانہ مدینے کا بنا دے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿چوتھا علاج﴾ **اخلاص اپنا لیجئے**

سرکارِ والا تبار، بے سکوں کے مددگارِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اے لوگو! اللہ عزوجل کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرو کیونکہ اللہ عزوجل وہی اعمال قبول فرماتا ہے جو اس کے لئے اخلاص کے ساتھ کئے جاتے ہیں اور یہ مت کہا کرو کہ میں نے یہ کام اللہ عزوجل اور رشتہ داری کی وجہ سے کیا ہے۔“

(سنن الدارقطنی، کتاب الطہارت، باب النیۃ، الحدیث: ۱۳۰، ج ۱، ص ۷۳)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جس طرح کپڑے سے میل کچیل صاف کرنے

کے لئے اعلیٰ قسم کا صابن یا سرف استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح ریاکاری کی گندگی سے اپنے دل کو صاف کرنے کے لئے **اخلاص** کا صابن درکار ہے۔ اخلاص ریاکاری کی ضد ہے۔ اس عظیم دولت کو پانے کے لئے اس کے فضائل پر غور کیجئے:

”قبولیت“ کے چھ حروف کے نسبت سے اخلاص کے 6 فضائل

(1) قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

مَنْ كَانَ يُدْخِرُ الْآخِرَةَ نَزَلَهُ فِي حَرِّهِ وَمَنْ كَانَ يُدْخِرُ الدُّنْيَا نُوتَتْ مِنْهَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝ (پ ۲۵، الشوری: ۲۰) گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں۔

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ﴿جو آخرت کی کھیتی چاہے﴾ یعنی اللہ (عزوجل) کی رضا اور جناب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی چاہے، ریا کے لئے اعمال نہ کرے ﴿ہم اس کی کھیتی بڑھائیں﴾ یعنی اسے زیادہ نیکیوں کی توفیق دیں گے، نیک کام آسان کر دیں گے، اعمال کا ثواب بے حساب بخشیں گے۔ ﴿اور جو دنیا کی کھیتی چاہے﴾ کہ محض دنیا کمانے کے لئے نیکیاں کرے، عزت و جاہ کے لئے عالم، حاجی بنے، غنیمت کے لئے غازی، ﴿ہم اسے اس میں سے کچھ دیں گے اور آخرت میں اس کا کچھ حصہ نہیں﴾ کیونکہ اس نے آخرت کے لئے عمل کئے ہی نہیں، معلوم ہوا کہ ریا کار ثواب سے محروم رہتا ہے مگر شرعاً اس کا عمل درست ہے، ریا کی نماز سے فرض ادا ہو جائے گا، مگر ثواب نہ ملے گا اس لئے فی الآخِرَةِ کی قید لگائی۔ (نور العرفان، ص ۷۷)

(2) نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سِرِّ و رَسَلِّ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اپنے دین میں مخلص ہو جاؤ تھوڑا عمل بھی تمہارے لئے کافی ہوگا۔“

(المستدرک، کتاب الرقاق، الحدیث ۷۹۱، ج ۵، ص ۴۳۵)

(3) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رحمتِ دو عالم، نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو دنیا سے اس حال میں مرا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اپنے تمام اعمال میں مخلص تھا اور نماز، روزے کا پابند تھا، اللہ عَزَّوَجَلَّ اس سے راضی ہے۔“

(المستدرک، باب خطبة النبي ﷺ في حجة الوداع، رقم الحديث ۳۳۳۰، ج ۳، ص ۶۵ ملقطاً)

(4) حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب آخری زمانہ آئے گا تو میری امت تین گروہ میں بٹ جائے گی۔ ایک گروہ خالصاً اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے گا دوسرا گروہ دکھاوے کے لیے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرے گا اور تیسرا گروہ اس لیے عبادت کرے گا کہ وہ لوگوں کا مال ہڑپ کر جائے۔ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ بروزِ قیامت ان کو اٹھائے گا تو لوگوں کا مال کھا جانے والے سے فرمائے گا: میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا ارادہ تھا؟“ عرض کرے گا: ”تیری عزت اور تیرے جلال کی قسم! لوگوں کو دکھانا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ”اس کی کوئی نیکی میری بارگاہ میں مقبول نہیں، اسے دوزخ میں ڈال دو۔“ پھر خالصاً

اپنی عبادت کرنے والے سے فرمائے گا: ”میری عزّت اور میرے جلال کی قسم! میری عبادت سے تیرا کیا مقصود تھا؟“ وہ عرض کرے گا: ”تیری عزت و جلال کی قسم! میرے ارادے کو تو بہتر جانتا ہے، میں نے تیری رضا چاہی۔“ ارشاد فرمائے گا: ”میرے بندے نے سچ کہا، اسے جنت کی طرف لے جاؤ۔“

(المعجم الاوسط، رقم، ۵۱۰۵، ج ۴، ص ۳۰)

(5) حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی نیت آخرت کمانا ہو تو اللہ عزّوجلّ اس کی غنا اس کے دل میں ڈال دے گا اور اس کی متفرقات کو جمع کر دے گا اور اس کے پاس دنیا ذلیل ہو کر آئے گی اور جس کی نیت دنیا طلبی ہو تو اللہ عزّوجلّ فقیری اس کی آنکھوں کے سامنے کر دے گا اور اس پر اس کے کام پراگندہ کر دے گا اور اس کے پاس آئے گی اتنی جتنی اس کے لیے لکھی گئی۔

(مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب الرياء والسمعة، الحدیث، ۵۳۲۰، ج ۲، ص ۲۶۷)

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الجنان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: یعنی اخلاص والے کو رب تعالیٰ ولیٰ استغناء بھی بخشتا ہے اور اس کی متفرق حاجتیں یکجا جمع بھی فرما دیتا ہے کہ گھر بیٹھے اس کی ساری ضرورتیں پوری ہوتی رہتی ہیں۔ ضرورتوں کے پاس وہ نہیں جاتا، ضروریات اس کے پاس آتی ہیں۔ جو اللہ عزّوجلّ کا ہو جاتا ہے اللہ عزّوجلّ اس کا ہو جاتا ہے۔ جس جانور کو کیلے (کھوٹے) سے باندھ دیتے ہیں اس کی ہر ضرورت وہاں ہی پہنچ جاتی ہے۔

دُنیا سے مراد دنیاوی نعمتیں بھی ہیں اور دنیا کے لوگ بھی یعنی دنیا اور دنیا دار
اس کے پاس خادم بن کر حاضری دیتے ہیں جیسا کہ اولیاء اللہ کے آستانوں پر دیکھا
جا رہا ہے۔ شعر

وہ کہ اس در کا ہوا خلقِ خدا اُس کی ہوئی

وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اُس سے پھر گیا

فقیری سے مراد ہے لوگوں کی محتاجی، ان کا حاجت مند رہنا ہے ان کے
دروازوں پر دھکے کھانا انکی خوشامدیں کرنا۔ یعنی اس کا دل پریشان رہے کبھی روٹی
کے پیچھے دوڑے گا کبھی کپڑے کی فکر میں مارا مارا پھرے گا کبھی دیگر ضروریات کے
لیے پریشان پھرے گا اللہ اللہ عزَّوَجَلَّ کرنے کا وقت ہی نہ پائے گا یہ بھی تجربہ سے
ثابت ہے۔ یعنی اس کی ایسی دوڑ دھوپ سے اس کی دنیا میں اضافہ نہ ہوگا بلکہ اس کی
پریشانیوں میں ہی اضافہ ہوگا دنیا اتنی ہی ملے گی جتنی مقدر میں ہے۔

(مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۱)

(۶) محبوبِ ربِّ العزت، محسنِ انسانیت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ
عالیشان ہے: ”اگر تم میں سے کوئی شخص کسی ایسی سخت چٹان میں کوئی عمل کرے جس کا
نہ تو کوئی دروازہ ہو اور نہ ہی روشندان، تب بھی اس کا عمل ظاہر ہو جائے گا اور جو
ہونا ہے ہو کر رہے گا۔“

(المسند للإمام احمد بن حنبل، مسند ابی سعید خدری، الحدیث: ۱۱۲۳۰، ج ۴، ص ۵۷)

حکیم الامت حضرت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی اس حدیث

کے تحت لکھتے ہیں: اس فرمان عالی کا مقصد یہ ہے کہ تم ریا کر کے اپنے ثواب کیوں برباد کرتے ہو تم اخلاص سے نیکیاں کرو خفیہ کرو اللہ تعالیٰ تمہاری نیکیاں خود بخود لوگوں کو بتادے گا لوگوں کے دل تمہیں نیک ماننے لگیں گے۔ یہ نہایت ہی مجرب ہے بعض لوگ خفیہ تہجد پڑھتے ہیں لوگ خواہ مخواہ انہیں تہجد خواں کہنے لگتے ہیں، تہجد بلکہ ہر نیکی کا نور چہرے پر نمودار ہو جاتا ہے۔ جس کا دن رات مشاہدہ ہو رہا ہے لوگ حضور غوث پاک خواجہ جمیری کو ولی کہتے ہیں کیونکہ رب تعالیٰ کہلوار ہا ہے یہ ہے اس فرمان عالی کا ظہور۔ (مزاۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مخلص مؤمن کی مثال

قرآن پاک میں مخلص مؤمن کی مثال ان الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے:

وَمَثَلُ الَّذِیْنَ یُفْقِرُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
اِبْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَشِیْبًا مِّنْ
اَنْفُسِهِمْ کَمَثَلِ جَذْئَةٍ بِرَبْوَةٍ
اَصَابَهَا وَاِیْلٌ فَانْتَأَتْ اُكْلَهَا
ضَعْفَیْنِ ۚ فَاَنْ لَّمْ یُصِْبْهَا وَاِیْلٌ
فَطُلَّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۳۶﴾

ترجمہ کنز الایمان: اور ان کی کہاوٹ جو
اپنے مال اللہ کی رضا چاہنے میں خرچ کرتے
ہیں اور اپنے دل جماعے کو اس باغ کی سی ہے
جو بھوڑ (ریتلی زمین) پر ہو اس پر زور کا پانی پڑا
تو دو نے میوے لایا پھر اگر زور کا میٹھا سے نہ
پہنچے تو اس کا کافی ہے اور اللہ تمہارے کام دیکھ
رہا ہے۔ (پ ۳، البقرة: ۲۶۵)

حضرت صدرالافاضل سپیدنا مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ رحمۃ اللہ الہادی
خزانہ العرفان میں اس کے تحت لکھتے ہیں: کہ یہ مؤمن مخلص کے اعمال کی ایک

مثال ہے کہ جس طرح بلند خطہ کی بہتر زمین کا باغ ہر حال میں خوب پھلتا ہے خواہ بارش کم ہو یا زیادہ! ایسے ہی با اخلاص مومن کا صدقہ اور انفاق خواہ کم ہو یا زیادہ اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا ہے اور وہ تمہاری نیت اور اخلاص کو جانتا ہے۔

(خزائن العرفان، ص ۸۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مخلص کون؟

انسان مخلص کب ہوتا ہے؟ اس بارے میں اسلاف کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے چند اقوال ملاحظہ ہوں:

(1) حضرت سیدنا یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ انسان کب مخلص ہوتا ہے؟ فرمایا: ”جب شیر خوار بچہ کی طرح اُس کی عادت ہو۔ شیر خوار بچہ کی کوئی تعریف کرے تو اُسے اچھی نہیں لگتی اور مذمت کرے تو اُسے بُری نہیں معلوم ہوتی۔ جس طرح وہ اپنی تعریف و مذمت سے بے پرواہ ہوتا ہے۔ اسی طرح انسان جب تعریف و مذمت کی پرواہ نہ کرے تو مخلص کہا جاسکتا ہے۔“ (اُخْلَاقُ الصَّالِحِیْنَ مطبوعہ مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی)

(2) حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمۃ اللہ القوی سے کسی نے پوچھا کہ آدمی کس وقت سمجھے کہ وہ مخلصین میں سے ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جب وہ اعمالِ صالحہ میں پوری کوشش صرف کر دے اور اس کو پسند کرے کہ میں معزز نہ سمجھا جاؤں۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۳)

(3) کسی امام سے پوچھا گیا: ”مخلص کون ہے؟“ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”مخلص وہ ہے جو اپنی نیکیاں اس طرح چھپائے جس طرح اپنے گناہ چھپاتا ہے۔“

(4) ایک اور بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کیا گیا: ”اخلاص کی انتہا کیا ہے؟“ تو انہوں نے ارشاد فرمایا: ”وہ یہ کہ تم لوگوں سے تعریف کی خواہش نہ کرو۔“

(الزواجر، الكبيرة الثانية الشرك الاصغر..... الخ، خاتمة فی الاخلاص، ج ۱، ص ۹۰)

کیساں ہو مدح و ذم مجھ پہ کر دو کرم
نہ خوشی ہو نہ غم تاجدارِ حرم
صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ
اللہ عزوجل کی رضا سب نعمتوں سے بڑھ کر ہے

حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ عزوجل اہل جنت سے فرمائے گا: ”اے جنتیو!“ تو وہ عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! ہم حاضر ہیں اور بھلائی تو تیرے ہی دستِ قدرت میں ہے۔“ اللہ عزوجل فرمائے گا: ”کیا تم راضی ہو؟“ تو وہ عرض کریں گے: ”اے ہمارے رب عزوجل! ہم کیوں نہ راضی ہوں کہ تو نے ہمیں وہ کچھ عطا فرمایا جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمایا۔“ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ”میں تمہیں اس سے بھی افضل نعمت نہ عطا فرماؤں؟“ وہ عرض کریں گے: ”اس سے افضل شے کونسی ہوگی؟“ تو اللہ عزوجل فرمائے گا: ”میں تمہیں اپنی رضا

سو نپتا ہوں لہذا! آج کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔“

(بخاری ج ۴ ص ۲۶۰ حدیث ۶۵۳۹)

صَلُّوْا عَلٰی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿پانچواں علاج﴾ نیت کی حفاظت کیجئے

حضور نبی پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی وہ نیت کرے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب ماجاء ان الاعمال..... الخ، الحدیث: ۵۴، ص ۷)

حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، بِاِذْنِ پروردگارِ دو عالم کے مالک و مختار، شہنشاہِ ابرار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے پوچھا گیا کہ ”ایک آدمی شجاعت کے اظہار، دوسرا قومی غیرت اور تیسرا ریاکاری کی غرض سے لڑتا ہے، ان میں سے کون اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے؟“... فرمایا: ”جو شخص صرف اس غرض سے لڑے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کلمہ بلند ہو، وہ اس کے راستے میں مجاہد ہے۔“ (صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر/ کتاب

التوحید، باب من قاتل لکون کلمة..... الخ/ باب قوله تعالى ولقد سبقت

الحدیث ۲۸۱۰/۷۴۵۸، ج ۲/۴، ص ۵۶۱/۲۵۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا تمام نیکیوں کے ثواب کے حصول کے لئے

اخلاص اور رضائے الہی شرط ہے۔ (فیوض الباری، ج ۱۱، ص ۱۹۴)

نیت کسے کہتے ہیں؟

نیت لغوی طور پر دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں اور شرعاً عبادت کے ارادے کو نیت کہا جاتا ہے۔ (ماخوذ از نزہۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج ۱، ص ۲۲۶)

جتنی نیتیں زیادہ اتنا ثواب بھی زیادہ

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ایک عمل میں جتنی نیتیں ہوں گی اتنی نیکیوں کا ثواب ملے گا، مثلاً محتاج قرأت دار کی مدد کرنے میں اگر نیت فقط لَوْجِہِ اللہ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے) دینے کی ہوگی تو ایک نیت کا ثواب پائے گا اور اگر صلہ رحمی کی نیت بھی کرے گا تو دودھ ہر ثواب پائے گا۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۶) اسی طرح مسجد میں نماز کے لئے جانا بھی ایک عمل ہے اس میں بہت سی نیتیں کی جاسکتی ہیں، امام اہلسنت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن نے فتاویٰ رضویہ جلد 5 صفحہ 673 میں اس کے لئے چالیس نیتیں بیان کیں اور فرمایا: ”بے شک جو علم نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج ۵، ص ۶۷۳)

بلکہ مباح کاموں میں بھی اچھی نیتیں کرنے سے ثواب ملے گا، مثلاً خوشبو لگانے میں اتباع سنت، تعظیم مسجد، فرحتِ دماغ اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُد دور کرنے کی نیتیں ہوں تو ہر نیت کا الگ ثواب ہوگا۔

(اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

صدقہ دینے سے پہلے نیت پر غور

حضرت سیدنا حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ”بزرگان دین علیہم رحمۃ اللہ البین میں سے اگر کوئی صدقہ کرنا چاہتا تو وہ غور و فکر کرتا اور سوچتا، اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے ہوتا تو کر دیتا۔“

(احیاء العلوم، کتاب المراقبة والمحاسبة، ج ۵، ص ۱۳۳)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! بلاشبہ اچھی نیت کرنا ایک ایسا عمل ہے جو محنت

کے اعتبار سے بے حد ہلکا، لیکن اجر و ثواب کے لحاظ سے حد درجہ عظیم ہے۔ اس لئے

ہمیں چاہئے کہ ہر نیک عمل کے شروع کرنے سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کر لیں حتیٰ کہ

کھانے، پینے، لباس، نیند اور نکاح کرنے میں بھی اچھی نیت شامل حال ہو۔

مثلاً کھانے پینے سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت پر قوت حاصل کرنے کی نیت ہو۔

لباس پہنتے وقت یہ نیت ہو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اپنی پوشیدہ چیزیں چھپانے کا حکم

دیا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت کے اظہار کی نیت ہو۔ سونے سے یہ مقصود ہو کہ جو

عبادات اللہ عَزَّوَجَلَّ نے فرض کی ہیں ان کو ادا کرنے میں مدد حاصل ہو۔ نکاح

کرنے میں پاکدامنی حاصل کرنے اور حرام سے بچنے کی نیت ہو۔

مدینہ: اچھی اچھی نیتوں سے متعلق رہنمائی کیلئے، امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کا سنتوں

بھرا کیسٹ بیان ”قیمت کا پھل“ اور نیتوں سے متعلق آپ کے مرتب کردہ کارڈ یا پمفلٹ

مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے ہدیۂ حاصل فرمائیں۔

”چل مدینہ“ کے سات حروف کی نسبت سے اچھی نیت کے 7 فضائل
(1) فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے: مسلمان کی نیت اس کے عمل

سے بہتر ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، الحدیث: ۵۹۴۲، ج ۶، ص ۱۸۵)

(2) شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
فرمانِ عالیشان ہے: ”سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔“

(جامع الاحادیث، قسم الاقوال، الحدیث: ۳۵۵۴، ج ۲، ص ۱۹)

(3) تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان
ہے: ”اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کر دیتی ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق،

قسم الاقوال، حرف النون باب النیۃ، الحدیث: ۷۲۴۵، ج ۳، ص ۶۹)

(4) محبوبِ ربِّ العلمین، جنابِ صادق و امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
فرمانِ عالیشان ہے: ”اللہ عزوجل آخرت کی نیت پر دنیا عطا فرما دیتا ہے لیکن دنیا کی
نیت پر آخرت عطا فرمانے سے انکار کر دیتا ہے۔“ (کنز العمال، کتاب الاخلاق، قسم

لاقوال، حرف الزای، باب الزهد، الحدیث: ۶۰۵۳، ج ۳، ص ۷۵)

(5) کثرانِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا
فرمانِ عالیشان ہے: ”اچھی نیت عرش سے چٹ جاتی ہے پس جب کوئی بندہ اپنی
نیت کو سچا کر دیتا ہے تو عرش ہلنے لگ جاتا ہے، پھر اس بندے کو بخش دیا جاتا ہے۔“

(تاریخ بغداد، القاسم، الحدیث: ۶۹۲۶، ج ۱۲، ص ۴۴۴)

(6) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رءوف

رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ”جس نے نیکی کا ارادہ کیا پھر اسے نہ کر سکا تو اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی۔“

(صحیح مسلم، کتاب الرعات، باب اذا هم العبد بحسنة كتبت..... الخ، الحدیث ۱۳۰، ص ۷۹)

(7) حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سب سے

افضل اعمال فرائض ادا کرنا، اللہ عزوجل کی حرام کردہ اشیاء سے بچنا اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں تبتوں کو درست کرنا ہے۔

(اتحاف السادة المتقين، کتاب النية والاحلاص، ج ۱۳، ص ۱۹)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

جیسی نیت ویسا صلہ

حضرت سیدنا ابوبکیشہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم رءوف رحیم علیہ

الصلوة والسلام کو فرماتے ہوئے سنا: ”لوگ چار قسم کے ہیں: پہلا: وہ جسے اللہ عزوجل

نے مال اور علم عطا فرمایا تو وہ پرہیزگاری کرتا، صلہ رحمی کرتا اور اس نعمت میں اللہ

عزوجل کا حق جانتا ہے تو یہ بہترین مرتبہ و منزل میں ہے۔ دوسرا: وہ شخص جسے اللہ

عزوجل نے علم عطا فرمایا اس کے پاس مال نہیں اور وہ نیت میں سچا ہے اور کہتا ہے کہ اگر

میرے پاس مال ہوتا تو فلاں کی طرح عمل کرتا تو وہ اپنی نیت کے ساتھ ہے۔ اور ان

دونوں کا اجر و ثواب برابر ہے۔ تیسرا: وہ شخص جسے اللہ عزوجل نے مال عطا فرمایا

اور علم عطا نہ فرمایا اور وہ اپنا مال بغیر علم کے خرچ کرتا، پرہیزگاری نہیں کرتا، نہ صلہ رحمی

کرتا اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمت میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا حق نہیں جانتا تو یہ بدترین مرتبہ و منزل میں ہے۔ چوتھا: وہ شخص جسے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مال اور علم نہیں دیا اور وہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں کی طرح عمل کرتا تو وہ اپنی نیت کے ساتھ ہے اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے۔“ (جامع الترمذی، کتاب الزہد، باب ما جاء مثلاً

الدنیا..... الخ، الحدیث ۲۳۳۲، ج ۴، ص ۱۴۶)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! کہ ایک شخص نے اپنی اچھی نیت کی بنا پر کچھ خرچ کئے بغیر خرچ کا ثواب حاصل کر لیا، جب کہ دوسرا بغیر خرچ کئے ہی حرام فعل کا مرتکب ٹھہرا۔ فرق صرف اچھی اور بری نیت کی وجہ سے پیدا ہوا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

مارکھانا نیتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے

حضرت نعیم بن حماد علیہ رحمۃ اللہ الوہاب فرماتے تھے کہ ہماری پیٹھ کا کوڑوں کی

مارکھانا ہمارے لئے نیتِ صالحہ سے زیادہ آسان ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

جہاد کا ثواب

حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم غزوہ تبوک

سے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ واپس آئے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

ارشاد فرمایا: ”بیشک ہم نے مدینہ منورہ میں ایسے لوگوں کو چھوڑا کہ ہم جس پہاڑی

راستے اور وادی سے گزر رہے وہ ہمارے ساتھ تھے اور عذر کے سبب رک گئے تھے۔“

(صحیح البخاری، کتاب الجہاد والسیر، الحدیث ۲۸۳۹، ج ۲، ص ۲۶۵)

حَکِیْمُ الْأُمَمِ حضرت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: مختلف جماعتوں و قبیلوں کے مسلمان وہ بھی ہیں جو اس غزوہ میں جانے کی دل سے تمنا کرتے تھے مگر کسی سخت مجبوری کی وجہ سے نہ جاسکے۔ (وہ تمہارے ساتھ تھے) اس طرح کہ جسم ان کے مدینہ میں رہے اور دل تمہارے ساتھ جہاد میں رہے۔ نیز ان کی نیت، ان کے ارادے تمہارے ساتھ رہے یا وہ اجر و ثواب میں تمہارے ساتھ رہے کہ تمہارے پیچھے تمہارے گھر بار کی دیکھ بھال اور تمہارے بال بچوں کی خدمت کرتے رہے۔ اس طرح وہ نفسِ ثواب میں تمہارے ساتھ شریک رہے۔ اگرچہ عملی جہاد میں تم ان سے بڑھ گئے۔ اس وجہ سے غنیمت میں ان کا حصہ نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نیت خیر کا بڑا درجہ ہے۔ اس طرح کسی نیکی سے رہ جانے پر افسوس کرنا بھی ثواب ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۵، ص ۴۲۹/۴۳۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خُلُوصِ نِیّت

حضرت سپہِ ناکب بن دینار علیہ رحمۃ اللہ الغفار دمشق میں مقیم تھے اور حضرت سپہِ ناکب امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیار کردہ مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں خیال آیا کہ کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ مجھے اس مسجد کا مَنَوَلِّی (یعنی انتظام سنبھالنے والا) بنا دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے اعتکاف میں

اضافہ کر دیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھیں کہ ہمہ وقت نماز میں مشغول دیکھے جاتے۔ لیکن کسی نے آپ کی طرف توجہ نہیں کی۔ ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر آئے تو ندائے غیبی آئی: ”اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔“ یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی خود غرضانہ عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور آپ اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوص نیت کے ساتھ ساری رات عبادت میں مشغول رہے۔

صبح کے وقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک مجمع موجود تھا، اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ”مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہذا اسی شخص کو مُتَوَلّیٰ بنا دیا جائے اور تمام انتظامی امور اس کے سپرد کر دیے جائیں۔“ سارا مجمع اس بات پر متفق ہو کر آپ علیہ رحمۃ اللہ الغفار کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ ”ہم باہمی طور پر کئے گئے متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا مُتَوَلّیٰ بنانا چاہتے ہیں۔“ آپ علیہ رحمۃ اللہ الغفار نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ”اے اللہ! میں ایک سال تک ریاکارانہ عبادت میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کی تَوَلّیت حاصل ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا اب جبکہ میں صدقِ دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تمام لوگ مجھے مُتَوَلّیٰ بنانے آپہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں، لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نہ تو اب تَوَلّیت قبول کروں گا اور نہ مسجد سے باہر نکلوں گا۔“ یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار رحمۃ اللہ علیہ، ج ۱، ص ۴۸، ۴۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیک اعمال کی نیت کر لیا کرو

مروی ہے کہ ایک طالب علم نے علماء کرام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی، ”مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے کہ جس کے باعث میں ہمیشہ نیکیاں حاصل کرتا رہوں، کیونکہ مجھے یہ بات محبوب نہیں کہ رات اور دن میں مجھ پر کوئی ایسا لمحہ آئے کہ میں اس میں کوئی نیک عمل نہ کر رہا ہوں۔“ اسے جواب دیا گیا کہ ”جس قدر ممکن ہو نیکی کرو، جب تھک جاؤ تو نیک اعمال کی نیت کرو، کیونکہ نیت کرنے والا بھی نیک عمل کرنے والے کی مثل ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب النیۃ والایخلاص والصدق، الباب الاول فی النیۃ، ج ۵، ص ۸۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿چمٹا علاج﴾ دورانِ عبادتِ شیطانی وسوسوں سے بچنے

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اخلاص قبولیت کی گنجی (چابی) ہے، لہذا جس طرح نیک عمل سے پہلے دل میں اخلاص ہونا ضروری ہے اسی طرح عبادت کے دوران اسے قائم رکھنا بھی ضروری ہے کیونکہ شیطان مسلسل ہمارے دل میں وسوسے ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض (علیہ رحمۃ الرزاق) فرماتے تھے کہ جو شخص اپنے اعمال میں ساحر (یعنی جادوگر) سے زیادہ ہوشیار نہ ہوگا ضرور ریا میں پھنس جائے گا۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۳)

عبادت کے دوران شیطانی وسوسوں سے چھٹکارے کے لئے تین چیزیں

ضروری ہیں: (1) اس وسوسے کو پہچاننا، (2) اسے ناپسند کرنا، (3) اسے قبول کرنے سے انکار کرنا۔ مثلاً کسی نے اچھی اچھی نیتیں کر کے نماز تہجد ادا کرنا شروع کی، اب دوران نماز شیطان نے دل میں ریاکاری کا وسوسہ ڈالا کہ جب لوگوں کو میری تہجد گزاری کا پتا چلے گا تو وہ مجھ سے بہت متاثر ہوں گے، اب اس وسوسے کو فوری طور پر پہچاننا کہ یہ شیطان کی طرف سے ہے اس نمازی کے لئے بہت ضروری ہے۔ پھر اسے ناپسند بھی جانے کہ خالق عزوجل کی رضا کے لئے کئے جانے والے عمل سے مخلوق کو متاثر کرنے کی کوشش کرنا غضب الہی عَزَّوَجَلَّ کو دعوت دینے کے مترادف ہے، پھر اس وسوسے سے اپنی توجہ ہٹالے۔

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ یہ کام بہت مشکل سہی مگر ناممکن نہیں، آغاز میں یہ کام بے حد مشکل محسوس ہوتا ہے، لیکن جب تکلف کر کے ایک عرصہ تک اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور حسن توفیق سے یہ کام آسان ہو جاتا ہے، چنانچہ ہمارا کام کوشش کرنا ہے کامیابی دینے والی ذات رب کائنات عزوجل کی ہے: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾
 ترجمہ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ۔
 (العنکبوت: ۶۹)

کوشش کے باوجود وسوسہ دور نہ ہوتا؟

اگر ہمارے ناپسند کرنے کے باوجود بھی ہمارا نفس شیطان کی دی ہوئی راہ پر چل پڑے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ ریاکاری کا گناہ ہمارے ذمہ نہیں لکھا جائے گا۔ حُجَّةُ الْإِسْلَام حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی احیاء العلوم میں لکھتے ہیں:

”جان لیجئے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بندوں کو ان کی طاقت کے مطابق ہی مُکَلَّف بناتا ہے اور انسان کے بس میں نہیں کہ وہ شیطانی وسوسوں کو روک سکے یا طبیعت کو اس حالت پر لے آئے کہ وہ خواہشات کی طرف مائل نہ ہو۔ انسان تو یہی کر سکتا ہے کہ وہ خواہشات کا مقابلہ اس کراہت سے کرے جو انجام کی معرفت، علم دین اور اللہ عَزَّوَجَلَّ اور آخرت پر ایمان کی وجہ سے اسے حاصل ہوئی ہے، جب وہ ایسا کر لے تو اس نے اس عمل کی ادائیگی میں انتہائی کوشش کر لی اور وہ اسی بات کا مُکَلَّف ہے۔ اس بات پر احادیث مبارکہ دلالت کرتی ہیں جیسا کہ مروی ہے حضور پاک، صاحبِ کُولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں شکایت کرتے ہوئے عرض کیا کہ ہمارے دلوں میں کچھ ایسے خیالات آتے ہیں کہ اگر ہم آسمان سے گر جائیں اور ہمیں پرندے اچک لیں یا ہوا ہمیں کسی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ پھینک دے تو ہمیں یہ بات ان خیالات کو زبان پر لانے سے زیادہ پسند ہے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانا، غُیوب، مُنْزَّہ عَنِ الْعُیُوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پوچھا کیا تم ان خیالات

کو ناپسند کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ نے فرمایا: ”یہ تو واضح ایمان ہے۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی رد الوسوسة، الحدیث ۵۱۱۱، ج ۴،

ص ۴۲۵) اور ان کے دلوں میں وسوسے اور ان کی ناپسندیدگی پائی جاتی تھی تو یہ نہیں کہا جاسکتا کہ صریح ایمان سے آپ نے وسوسے مراد لئے تو اب صرف ایک بات رہ گئی یعنی اس سے مراد ان وسوسوں کی کراہت تھی جو ان (وسوسوں) کے ساتھ ہوتی تھی۔ ریا اگرچہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حق میں وسوسوں سے کم ہے تو جب ناپسند کرنے کی وجہ سے بڑا گناہ دور ہو گیا تو ریا کا ضرر بدرجہ اولیٰ دور ہو جانا

چاہئے۔ (احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان دواء الریاء..... الخ، ج ۳، ص ۳۸۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿ساتواں علاج﴾ تنہائی ہو یا ہجوم یکساں عمل کیجئے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم، نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جب بندہ علانیہ نماز پڑھے تو بھی اچھی اور خفیہ نماز پڑھے تو بھی اچھی تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرا سچا بندہ ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب التوقی علی العمل، الحدیث ۴۲۰۰، ج ۴، ص ۴۶۸)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الملتان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

یعنی اس بندے میں ریا کاری نہیں ہے یہ بندہ مخلص ہے اگر ریا کار ہوتا تو علانیہ نماز اچھی طرح پڑھتا خفیہ میں معمولی طرح، جب یہ خفیہ میں بھی اچھی طرح پڑھتا ہے تو مخلص ہی ہے۔ (مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۳۰)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم تنہائی میں ہوں یا اسلامی بھائیوں کے درمیان، خوب کوشش کر کے دونوں جگہ عمل کو یکساں انداز میں کرنے کی کوشش کریں۔ مثلاً جس خشوع و خضوع سے لوگوں کے سامنے نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اُسی انداز کو تنہائی میں بھی قائم رکھیں اور جس کام کو لوگوں کے سامنے کرنے سے جھجکتے ہیں تنہائی میں بھی وہ کام نہ کیا کریں۔ شفیع المذنبین، انیس الغریبین، سراج السالکین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: ”جو کام لوگوں کے سامنے کرنے کو ناپسند کرتے ہو وہ تنہائی میں بھی نہ کیا کرو۔“ (الجامع الصغیر، حرف المیم، الحدیث: ۷۹۷۳، ج ۲، ص ۴۸۷)

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيبِ! صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى مُحَمَّدٍ

﴿آٹھواں علاج﴾ نیکیاں چھپانیے

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہمیں چاہئے کہ حتی الامکان اپنی نیکیوں کو اُسی طرح چھپائیں جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اور اسی پر قناعت کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری نیکی کو جانتا ہے۔ بالخصوص پوشیدہ نیکی کرنے کے بعد نفس کی خوب نگرانی کریں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ نفس میں اس عبادت کو ظاہر کرنے کی حرص جوش مارے اور یوں کہے کہ اگر تیرے اس عظیم عمل پر لوگوں کو اطلاع ہو جائے تو وہ بھی عبادات میں مشغول ہو جائیں۔ تو اپنے عمل کو چھپانے پر کیسے راضی ہو گیا؟ اس طرح تو لوگوں کو تیرے مقام و مرتبہ کا علم نہیں ہوگا، چنانچہ وہ تیری قدر و منزلت کا انکار کریں گے اور تیری پیروی سے محروم رہ جائیں گے ایسے میں تو لوگوں کا مقتدی کیسے بنے گا؟ نیکی کی دعوت کیسے عام ہوگی؟ وغیرہ۔ ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ سے ثابت قدمی کی دُعا

کرنی چاہئے اور اپنے بڑے عمل کے مقابلے میں آخرت کی بہت بڑی ملکیت یعنی جنت کی نعمتوں کو یاد کیجئے جو ہمیشہ رہنے والی ہیں۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ذریعے اس کے بندوں سے اجر کا طالب ہوتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسروں کے سامنے عمل کو ظاہر کرنے کی صورت میں وہ ان کے نزدیک تو محبوب ہو جائے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا مقام گر جائے! یوں میرا عمل ضائع ہو جائے گا۔ پھر نفس کو اس طرح سمجھائے کہ میں کس طرح اس عمل کو لوگوں کی تعریف کے بدلے بیچ دوں وہ تو خود عاجز ہیں نہ تو وہ مجھے رزق دے سکتے ہیں اور نہ ہی موت و حیات کے مالک ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

سب سے مضبوط مخلوق

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب اللہ عزوجل نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ کانپنے لگی۔ پھر اللہ عزوجل نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین کے لئے میخیں بنادیا۔ فرشتے آپس میں کہنے لگے شاید اللہ عزوجل نے پہاڑوں سے زیادہ سخت کوئی شے پیدا نہیں فرمائی۔ پھر اللہ عزوجل نے لوہا پیدا فرمایا، اس نے پہاڑوں کو کاٹ ڈالا۔ پھر آگ پیدا فرمائی، اس نے لوہے کو پگھلا دیا۔ پھر اللہ عزوجل نے پانی کو حکم دیا، اس نے آگ کو بجھا دیا۔ پھر ہوا کو حکم دیا اس نے پانی کو گدلا کر دیا۔ اب فرشتوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ سب

سے زیادہ مضبوط کون سی شے ہے؟ چنانچہ اس سلسلے میں اللہ عَزَّوَجَلَّ سے استفسار کیا گیا: اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: میں نے انسان کے قلب سے زیادہ مضبوط کسی شے کو پیدا نہیں کیا۔ جس وقت کہ وہ سیدھے ہاتھ سے صدقہ کرتے ہوئے بائیں ہاتھ سے بھی اسے چھپاتا ہے، پس وہ میری مخلوق میں سب سے زیادہ مضبوط ہے۔“

(جامع الترمذی، کتاب التفسیر، الحدیث ۳۳۸۰، ج ۵، ص ۲۴۲ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پوشیدہ عمل افضل ہے

نبی پاک صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ظاہری اعمال کے مقابلے میں پوشیدہ عمل ستر گنا افضل ہے۔

(کنز العُمَال، کتاب الاذکار، قسم الاقوال، الحدیث ۱۹۲۵، ج ۱، ص ۲۲۷ ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا ارشاد

حضرت سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی ایک کا روزہ ہو تو وہ اپنے سر اور داڑھی میں تیل لگائے اور ہونٹوں پر بھی ہاتھ پھیرے تاکہ لوگوں کو معلوم نہ ہو کہ یہ روزہ دار ہے اور جب دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہو اور جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے پر پردہ ڈال دے۔ اللہ تعالیٰ شاہ (یعنی تعریف) بھی اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح رزق تقسیم فرماتا ہے۔“

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ذم الریاء..... الخ، ج ۳، ص ۳۶۱)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اسلاف کے اقوال

(1) حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری فرماتے ہیں کہ میں نے جس قدر

اعمال اپنے ظاہر کر کے کئے ہیں، ان کو میں نہ ہونے کے برابر سمجھتا ہوں کیونکہ جب لوگ دیکھ رہے ہوں اُس وقت اخلاص کا باقی رکھنا ہم جیسوں کی قدرت سے باہر ہے۔

(تنبیہ المغترین، ص ۲۶)

(2) حضرت بشر حافی علیہ رحمۃ اللہ الکافی فرماتے تھے کہ ہم جیسوں کے لئے یہ بھی

مناسب نہیں کہ اپنے اعمال خالصہ میں سے بھی کچھ ظاہر کریں۔ تو ان اعمال کی کیا حالت ہوگی جن میں صریحاً یا داخل ہو چکی ہے، پس ہم جیسوں کے لئے تو اعمال کا پوشیدہ رکھنا ہی

مناسب ہے۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۹)

(3) حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ عمل و علم وہی بہتر ہے

جو لوگوں سے پوشیدہ ہو۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۹)

(4) حضرت حسن بصری علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: میں نے کچھ لوگوں

کی صحبت اختیار کی جن کے دلوں میں حکمت کی ایسی باتیں گزرتی تھیں کہ اگر وہ ان کو زبان پر لاتے تو وہ ان کو بھی اور ان کے ساتھیوں کو بھی نفع دیتیں لیکن انہوں نے شہرت کے خوف سے ان باتوں کو ظاہر نہیں کیا اور ان میں سے کوئی ایک راستے میں اذیت دینے والی چیز دیکھتا تو وہ اس کو صرف اس لیے نہ ہٹاتا کہ شہرت نہ ہو۔

(احیاء علوم الدین، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ذم الریاء..... الخ، ج ۳، ص ۳۶۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حکایت

حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الولی لکھتے ہیں: کسی زمانے میں بصرہ کے ہر گلی کوچے سے ذکرِ الہی اور تلاوتِ قرآن پاک کی آوازیں بلند ہوتی تھیں اور اس طرح لوگوں کو ذکرِ الہی اور تلاوتِ قرآن پاک کی ترغیب ہوتی تھی۔ اتفاقاً اس زمانے میں کسی عالم نے ریا کی باریکیوں کے بارے میں ایک رسالہ لکھا (اس رسالہ کی جب اشاعت ہوئی) تو تمام لوگ ذکر و تلاوتِ جہری سے دست بردار ہو گئے، کئی لوگوں نے کہا: کاش اس عالم نے یہ رسالہ نہ لکھا ہوتا۔

(کیمیائے سعادت، ج ۲، ص ۶۹۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

روزے کے بارے میں نہ پوچھو

حضرت ابراہیم بن ادھم علیہ رحمۃ الاکرم فرماتے تھے کہ اپنے بھائی سے اس کے روزے کے بارے میں نہ پوچھو، کیونکہ اگر وہ کہتا ہے کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا نفس خوش ہوگا اور اگر کہے کہ میں روزہ دار نہیں ہوں تو اس کا نفس غمگین ہوگا اور یہ دونوں ریا کی علامتوں میں سے ہیں۔ (تنبیہ المغترین، ص ۲۴)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

پوچھنے پر روزہ دار اپنے روزے کے بارے میں بتا دے

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محترم نبی، مکی مدنی،

محبوبِ ربِّ غنی صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جب کوئی کسی کو کھانے کی دعوت دے تو اسے چاہیے کہ قبول کر لے، اور اگر روزے دار ہے تو اسے دعا دے۔“

(جامع الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی اجابة الصائم الدعوة، رقم ۷۸۰، ج ۲، ص ۲۰۳)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ ”جب کسی کو دعوت دی جائے اور وہ

روزے سے ہو تو اسے چاہیے کہ کہہ دے کہ میں روزے دار ہوں۔“

(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب الصائم یدعی..... الخ، الحدیث ۱۱۵۰، ص ۵۷۹)

مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ اللہ ان اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”یا اس طرح

کہ دعوت قبول ہی نہ کرے یا اس طرح کہ قبول کر لے اور پہنچ بھی جائے، مگر وہاں کھائے نہیں، یہ عذر کر دے۔ خیال رہے کہ نفلی روزے کا چھپانا بہتر ہے مگر چونکہ یہاں چھپانے سے صاحب خانہ کے دل میں عداوت پیدا ہوگی یا رنج و غم، مسلمان کے دل کو خوش کرنا بھی عبادت ہے اس لیے روزے کے اظہار کا حکم دیا گیا۔“

(مرآۃ المناجیح، ج ۳، ص ۱۹۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہ تعالیٰ علی محمد

بدترین ریا کار

حضرت فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ اللہ انواب فرماتے تھے کہ ہم نے پہلے تو لوگوں کو

اس حالت میں پایا تھا کہ وہ اُن نیکیوں میں ریا کرتے تھے جو وہ کرتے تھے اور اب لوگوں

کی یہ حالت ہے کہ وہ ان باتوں میں ریا کرتے ہیں جو وہ نہیں کرتے۔ (تنبیہ المغترین ۲۵)

یعنی پہلے لوگ مخلوق کو راضی کرنے کے لئے نیک کام کرتے تھے اور اب

نیک کام بھی نہیں کرتے بلکہ نیکوں کی صورت بنا کر اس کا یقین دلانا چاہتے ہیں کہ وہ نیک کام کرتے ہیں پس یہ پہلے ریاکاروں سے بھی بدتر ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿نواں علاج﴾ اچھی صحبت اختیار کیجئے

مکی مدنی سلطان، رحمتِ عالمیان صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”اچھے اور برے مصاحب کی مثال، مشک اٹھانے والے اور بھٹی جھونکنے والے کی طرح ہے، کستوری اٹھانے والا تمہیں تحفہ دے گا یا تم اس سے خریدو گے یا تمہیں اس سے عمدہ خوشبو آئے گی، جبکہ بھٹی جھونکنے والا یا تمہارے کپڑے جلانے گا یا تمہیں اس سے ناگوار بو آئے گی۔“ (صحیح مسلم، ص ۱۱۶، رقم الحدیث ۲۶۲۸)

چنگے بندے دی صحبت یارو جویں دکان عطاراں سودا بھاونیں مل نہ لے حُلے آن ہزاراں
برے بندے دی صحبت یارو جویں دکان لوہاراں کپڑے بھاونیں گنج گنج پیے چنگاں بین ہزاراں
﴿یعنی اچھے شخص کی صحبت عطار کی دکان کی طرح ہے کہ جہاں سے آدمی کچھ نہ بھی خریدے تو اسے خوشبو تو آ ہی جاتی ہے اور برے شخص کی صحبت لوہار کی دکان کی مثل ہے جہاں اپنے کپڑوں کو جتنا بھی سمیٹ کر رکھیں چنگاریاں اس تک پہنچ ہی جاتی ہیں﴾

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی! ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، مثلاً اگر آپ کی ملاقات کسی ایسے اسلامی بھائی سے ہو جس کی آنکھوں میں اپنے کسی عزیز کی موت کی وجہ سے نمی تیر رہی ہو، اس کے چہرے پر غم کے بادل چھائے ہوئے ہوں اور اس کے

لجے سے اُداسی جھلک رہی ہو تو اس کی یہ حالت دیکھ کر کچھ دیر کے لئے آپ بھی غمگین ہو جائیں گے اور اگر آپ کو کسی ایسے اسلامی بھائی کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہو، جس کا چہرہ کسی کامیابی کی وجہ سے خوشی سے دمک رہا ہو، اس کے لبوں پر مسکراہٹ کھیل رہی ہو اور اس کی باتوں سے مسرت کا اظہار ہو رہا ہو تو خواہی نہ خواہی آپ بھی کچھ دیر کے لئے اس کی خوشی میں شریک ہو جائیں گے۔

بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جو فکرِ آخرت سے یکسر غافل ہوں اور گناہوں کے ارتکاب میں کسی قسم کی جھجک محسوس نہ کرتے ہوں تو غالب گمان ہے کہ وہ بھی بہت جلد انہی کی مانند ہو جائے گا اور اگر کوئی ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرے گا جن کے دل فکرِ مدینہ سے معمور ہوں، وہ دن رات اخروی کامیابی کے لئے اپنی اصلاح کی کوشش میں مصروف رہیں، ان کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئیں تو یقینی طور پر یہی کیفیات اس شخص کے دل میں بھی سرایت کر جائیں گی۔ ان شاء اللہ عزوجل

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! اس مدنی صحبت کو پانے کے لئے آپ کو پریشان ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں، الحمد للہ عزوجل! تبلیغِ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریکِ دعوتِ اسلامی سے وابستہ ہونے کی برکت سے اعلیٰ اخلاقی اوصاف غیر محسوس

طور پر ان کے کردار کا حصہ بنتے چلے جائیں گے۔ ہر اسلامی بھائی کو چاہیے کہ وہ اپنے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کرے اور راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں سفر کرے۔ ان مدنی قافلوں میں سفر کی برکت سے ان شاء اللہ عزوجل اپنے سابقہ طرزِ زندگی پر غور و فکر کا موقع ملے گا اور دلِ حُسنِ عاقبت کے لئے بے چین ہو جائے گا جس کے نتیجے میں ارتکابِ گناہ کی کثرت پر ندامت محسوس ہوگی اور توبہ کی توفیق ملے گی۔ عاشقانِ رسول کے مدنی قافلوں میں مسلسل سفر کرنے کے نتیجے میں زبان پر فحش کلامی اور فضول گوئی کی جگہ دُرودِ پاک جاری ہو جائے گا، یہ تلاوت قرآن، حمدِ الہی عزوجل اور نعتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادی بن جائے گی، غصے کی عادت رخصت ہو جائے گی اور اس کی جگہ نرمی لے گی، بے صبری کی عادت ترک کر کے صابر و شاکر رہنا نصیب ہوگا، تکبر سے جان چھوٹ جائے گی اور احترامِ مسلم کا جذبہ ملے گا، دنیاوی مال و دولت کی لالچ سے پیچھا چھوٹے گا اور نیکیوں کی حرص ملے گی، الغرض بار بار راہِ خدا عزوجل میں سفر کرنے والے کی زندگی میں مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔ اسلامی بہنوں کو بھی چاہئے کہ اپنے شہر میں ہونے والے اسلامی بہنوں کے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندی سے شرکت کریں۔

الحمد للہ عزوجل میں بدل گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! شالیمار ٹاؤن (مرکز الاولیاء لاہور) کے ایک

اسلامی بھائی کا کچھ یوں بیان ہے: میں بے حد بگڑا ہوا انسان تھا، فلموں ڈراموں کا

رہا ہونے کے ساتھ ساتھ جوان لڑکیوں کے ساتھ چھیڑ خانیاں، اوباش نوجوانوں کے ساتھ دوستیاں، رات گئے تک ان کے ساتھ آوارہ گردیاں وغیرہ میرے معمولات تھے۔ میری حرکاتِ بد کے باعث خاندان والے بھی مجھ سے کتراتے، اپنے گھروں میں میری آمد سے گھبراتے نیز اپنی اولاد کو میری صحبت سے بچاتے تھے۔ میری گناہوں بھری خُواں رسیدہ شام کے صبح بہاراں بننے کی سبیل یوں ہوئی کہ ایک دعوتِ اسلامی والے عاشقِ رسول کی مجھ پر بیٹھی نظر پڑ گئی، اُس نے نہایت ہی شفقت کے ساتھ انفرادی کوشش کرتے ہوئے مجھے مَدَنی قافلے میں سفر کی ترغیب دلائی۔ بات میرے دل میں اتر گئی اور میں نے مَدَنی قافلے میں سفر کی سعادت حاصل کی اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ مَدَنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کی صحبتوں نے مجھ پانی و بدکار کے دل میں مَدَنی انقلاب برپا کر دیا۔ گناہوں سے توبہ کا تحفہ اور سنتوں بھرے مَدَنی لباس کا جذبہ ملا، سر پر سبز سبز عمامہ سجا اور میرے جیسا کہ نگارِ اَبُو الْفُضُول سنتوں کے مَدَنی پھول لٹانے میں مشغول ہو گیا۔ جو عزیز و اقربا دیکھ کر کتراتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اب وہ گلے لگاتے ہیں۔ پہلے میں خاندان کے اندر بدترین تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی قافلے کی برکت سے اب عزیز ترین ہو گیا ہوں۔

جب تک کہ نہ تھے کوئی پوچھتا نہ تھا

تُو نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ج ۱، ص ۱۰۹۱)

مَدَنی انعامات

الحمد للہ عزوجل! شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے اس پر فتن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقہ کار پر مشتمل شریعت و طریقت کا جامع مجموعہ بنام ”مَدَنی انعامات“ بصورت سوالات عطا فرمایا ہے۔ اسلامی بھائیوں کیلئے 72، اسلامی بہنوں کیلئے 63 اور طلبہ علم دین کیلئے 92، دینی طالبات کیلئے 83 اور مَدَنی مٹوں اور مٹنیوں کیلئے 40 اور خصوصی اسلامی بھائیوں کے لئے 27 مَدَنی انعامات ہیں۔ بے شمار اسلامی بھائی، اسلامی بہنیں اور طلباء مَدَنی انعامات کے مطابق عمل کر کے روزانہ سونے سے قبل ”فکرِ مدینہ“ یعنی اپنے اعمال کا جائزہ لے کر مَدَنی انعامات کے پاکٹ سائزر رسالے میں دیئے گئے خانے پر کرتے ہیں۔ ان مَدَنی انعامات کو اپنا لینے کے بعد نیک بننے اور گناہوں سے بچنے کی راہ میں حائل رکاوٹیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بتدریج دور ہوتی چلی جاتی ہیں اور اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کے لئے کڑھنے کا ذہن بھی بنے گا۔ ہمیں چاہئے کہ باکردار مسلمان بننے کے لئے مکتبہ المدینہ کی کسی بھی شاخ سے مَدَنی انعامات کا رسالہ حاصل کریں اور روزانہ فکرِ مدینہ (یعنی اپنا محاسبہ) کرتے ہوئے اس میں دیئے گئے خانے پر کریں اور ہر مَدَنی یعنی قمری ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے مَدَنی انعامات کے ذمہ دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

عالمینِ مدنی انعامات کے لئے بشارتِ عظمیٰ

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! مدنی انعامات کا رسالہ پُر کرنے والے کس قدر خوش قسمت ہوتے ہیں اس کا اندازہ اس مدنی بہار سے لگائیے چٹانچہ حیدر آباد (باب الاسلام سندھ) کے ایک اسلامی بھائی کا کچھ اس طرح حلیہ بیان ہے کہ ماہِ رجب المرجب ۱۴۲۶ھ کی ایک شب مجھے خواب میں مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کی عظیم سعادت ملی۔ لیہائے مبارکہ کو جنبش ہوئی اور رحمت کے پھول جھڑنے لگے، الفاظ کچھ یوں ترتیب پائے: جو اس ماہِ روزانہ پابندی سے مدنی انعامات سے متعلق فکرِ مدینہ کرے گا، اللہ عزوجل اُس کی مغفرت فرمادے گا۔

مدنی انعامات کی بھی مرحبا کیا بات ہے
قربِ حق کے طالبوں کے واسطے سوغات ہے

(فیضانِ سنت، باب فیضانِ رمضان، ج ۱، ص ۱۱۳۵)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

﴿دواں علاج﴾ اور ادو وظائف کا معمول بنا لیجئے

پیارے اسلامی بھائیو! ریاکاری سے بچنے کے لئے مذکورہ امور کے ساتھ ساتھ روحانی علاج بھی کیجئے، مثلاً

(۱) جب بھی دل میں ریاکاری کا خیال آئے تو ”أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

الرَّجِیْمِ“ ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تھوٹھو کر دیجئے۔

(2) روزانہ دس بار ”أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ“ پڑھنے والے پر

شیطان سے حفاظت کرنے کے لئے اللہ عزوجل ایک فرشتہ مقرر کر دیتا ہے۔

(مسند ابی یعلیٰ، مسند انس بن مالک، الحدیث ۴۱۰۰، ج ۳، ص ۴۰۰ ملخصاً)

(3) سورہ اخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے)

پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو نہ کرا سکے

جب تک کہ یہ خود نہ کرے۔ (الوظیفۃ الکرمیہ، الاذکار الصباحیہ، ص ۱۸)

(4) سورہ الناس پڑھ لینے سے بھی وسوسے دور ہوتے ہیں۔

(5) جو کوئی صبح وشام اکیس اکیس بار ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“

پانی پر دم کر کے پی لیا کرے تو ان شاء اللہ عزوجل وسوسہ شیطانی سے بہت حد تک

امن میں رہے گا۔ (مرآۃ المناجیح، باب الوسوسۃ، ج ۱، ص ۸۷)

(6) ”هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ“

کہنے سے فوراً وسوسہ دور ہو جاتا ہے۔

(7) سُبْحَنَ الْمَلِكِ الْخَلَّاقِ ط اِنْ يَّشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَأْتِ بِخَلْقٍ

جَدِيدٍ ط وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيزٍ ۝ کی کثرت اسے (یعنی وسوسے کو) جڑ سے قطع

کر دیتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ تخریق شدہ، ج ۱، ص ۷۷۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

علاج کے باوجود افاقہ نہ ہو تو؟

میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بھرپور علاج کے بعد بھی افاقہ نہ ہو تو گھبرائیے نہیں بلکہ علاج جاری رکھئے کہ ”دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا۔“ کیونکہ اگر ہم نے علاج ترک کر دیا تو گویا خود کو مکمل طور پر شیطان کے حوالے کر دیا کہ جو ہمیں کہیں کانہ چھوڑے گا۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ ریاکاری سے جان چھڑانے کی کوشش جاری رکھیں۔

حضرت سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الہی (الْمُتَوَفَّى ۵۰۵ھ) ہم جیسوں کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں: ”اگر تم محسوس کرو کہ شیطان، اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوجود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ہمارے مجاہدے، ہماری قوت اور صبر کا امتحان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کہ تم شیطان سے مقابلہ اور مُحَارَبَہ (یعنی جنگ) کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہو جاتے ہو۔“

(منہاج العابدین، العائق الثالث: الشیطان، ص ۴۶، ملخصاً)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

خلاصہ کلام

میٹھے اسلامی بھائیو! اب تک کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوا کہ

☆ ریاکاری یقیناً ایک بُری خصلت اور بدترین باطنی مرض ہے۔

☆ یہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

☆ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ میں اس کی شدید مذمت کی گئی ہے۔

☆ ریاکاروں کو جہنم کی اس وادی میں ڈالا جائے گا جس سے جہنم بھی پناہ مانگتا ہے۔

☆ ریا کاری اور اس کا علاج سیکھنا فرضِ علوم میں سے ہے۔

☆ ریا کاری سے مراد یہ ہے کہ ”بندہ اللہ عزَّوَجَلَّ کی رضا کے علاوہ کسی اور نیت یا ارادے سے عبادت کرے۔“

☆ کسی کو ریا کار کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ دل کا معاملہ ہے۔

☆ ریا کاری کبھی تو زبان کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی فعل کے ذریعے۔

☆ ممکنہ طور پر تین چیزوں میں ریا کاری ہو سکتی ہے: (۱) ایمان میں (۲) دنیوی معاملات میں (۳) عبادات میں۔

☆ عبادات میں دو طرح سے ریا کاری ہو سکتی ہے: (i) ادائیگی میں ریا کاری، اور (ii) اوصاف میں ریا کاری۔ پھر عبادات میں پایا جانے والا ریا کبھی خالص ہوتا ہے اور کبھی مخلوط (یعنی ملاوٹ والا)۔

☆ ہمیں چاہئے کہ عبادت سے پہلے، دوران اور بعد میں اپنی نیت کی حفاظت کریں۔

☆ نیکیوں کا اظہار بعض صورتوں میں جائز ہے لیکن چھپانا بہتر ہے۔

☆ ریا کی ایک قسم ریا ئے خفی بھی ہے جس سے بچنا بہت دشوار ہے مگر جسے اللہ عزَّوَجَلَّ توفیق دے۔

☆ اگر کسی کے نیک عمل پر اس کی تعریف کی جائے تو اس کا خوش ہونا فطری بات ہے۔ لیکن یاد رکھئے کہ اپنی تعریف پر خوش ہونے کی بھی صورتیں ہیں، چنانچہ یہ خوشی کبھی محمود ہوتی ہے اور کبھی مذموم۔

☆ گناہوں سے بچنے میں بھی ریا کاری ممکن ہے کیونکہ گناہ سے بچنا بھی نیک ہے۔

☆ ریا کاری کے خوف سے نیک عمل چھوڑنا دانشمندی کی بات نہیں کیونکہ اس طرح ہم اخلاص

اور نیکی دونوں کے ثواب سے محروم ہو جائیں گے۔

☆ ریا کاری کا دل میں صرف خیال آنا اور طبیعت کا اس طرف مائل ہونا نقصان دہ نہیں ہے کیونکہ شیطان تو ہر انسان پر مسلط ہے یہ انسان کے بس میں نہیں ہے کہ وہ شیطانی وسوسوں کو دل میں داخل ہی نہ ہونے دے۔

☆ ریا کاری کی تین علامتیں ہیں: (1) تنہائی میں ہو تو عمل میں سستی کرے اور لوگوں کے سامنے ہو تو جوش دکھائے، (2) اس کی تعریف کی جائے تو عمل میں اضافہ کر دے اور (3) اگر مذمت کی جائے تو عمل میں کمی کر دے۔

☆ اگر یہ علامتیں ہم میں پائی جائیں تو فوراً سے پیشتر توبہ کر لینی چاہئے اور حُصولِ اخلاص کی کوششوں میں لگ جائیں کہ کہیں توبہ سے پہلے موت نہ آجائے اور ہمیں ریا کاری کے اُخروی نقصانات کا سامنا کرنا پڑے۔

☆ ریا کاری سے پیچھا چھڑانا دشوار ضرور ہے ناممکن نہیں۔

☆ ریا کاری کی بیماری سے شفا کے لئے درج ذیل دس علاج بہت مفید ہیں۔

﴿پہلا علاج﴾ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجئے ﴿دوسرا علاج﴾ ریا کاری کے نقصانات پیشِ نظر رکھئے ﴿تیسرا علاج﴾ اسباب کا خاتمہ کیجئے ﴿چوتھا علاج﴾ اخلاص اپنالیں ﴿پانچواں علاج﴾ نیت کی حفاظت کیجئے ﴿چھٹا علاج﴾ دورانِ عبادت شیطانی وسوسوں سے بچئے ﴿ساتواں علاج﴾ تنہائی ہو یا جُرم یکساں عمل کیجئے ﴿آٹھواں علاج﴾ نیکیاں چھپائیے ﴿نواں علاج﴾ اچھی صحبت اختیار کیجئے ﴿دسواں علاج﴾ اُردو و ظائف کا معمول بنالیں۔

☆ تفصیل یاد رکھنے کے لئے اس کتاب کا پھر سے مطالعہ کر لیجئے۔

”میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو“ کے اکیس خُروف کی نسبت سے 21 حکایات

(1) اخلاص کا انعام

تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود و سخاوت، پیکرِ عظمت و شرافت، محبوبِ رَبِّ العزت، محسنِ انسانیت صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمانِ عظمت نشان ہے کہ ”گزشتہ زمانے میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے، رات گزارنے کے لئے انھیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آ گئی، جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ انھوں نے باہم طے کیا کہ اس چٹان سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے دُعا مانگیں۔

اُن میں سے ایک نے عرض کی، ”یا الہی عَزَّوَجَلَّ! میرے ماں باپ بوڑھے ہو گئے تھے، اور میں ان سے پہلے اپنے بچوں اور خدام کو دودھ نہیں دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں لکڑیوں کی تلاش میں دور نکل گیا۔ جب واپس لوٹا تو دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں، میں ان کے لئے دودھ لایا لیکن انھیں جگانا مناسب نہ سمجھا، اور نہ ان سے پہلے اہل و عیال کو دودھ پلانا پسند آیا۔ بچے میرے پاؤں میں بلکتے رہے، لیکن میں تمام رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لئے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر میرے والدین نے دودھ پیا۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کے لئے کیا ہو تو، تو ہم

سے اس چٹان کی مصیبت کو دور فرما دے۔“ چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

دوسرے نے عرض کی، ”یا الہی عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنی چچا زاد بہن سے محبت تھی، میں نے اُس سے بُری خواہش کا اظہار کیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ قحط سالی کا شکار ہو کر میرے پاس آئی، میں نے اسے 100 دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے، وہ رضا مند ہو گئی، جب ہم تنہائی میں پہنچے تو اس نے کہا: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈر اور یہ گناہ مت کر۔“ یہ سن کر میں اس گناہ سے باز آ گیا اور وہ دینار بھی اسے دے دیئے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا کے لئے تھا، تو ہم سے یہ مصیبت دور کر دے۔“ چٹان کچھ اور سرک گئی لیکن ابھی بھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

تیسرے نے عرض کی: ”یا الہی عَزَّوَجَلَّ! میں نے کچھ آدمیوں کو مزدوری پر لگایا، پھر ایک کے سوا سب اپنی مزدوری لے گئے، میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا، یہاں تک کہ اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔ کچھ عرصے کے بعد وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا کہ، ”یہ جتنے اونٹ، گائے، بکری اور غلام وغیرہ دیکھ رہا ہے، یہ سب تیرے ہیں۔“ اس نے کہا، ”آپ میرے ساتھ مذاق کرتے ہیں؟“ میں نے کہا، ”نہیں، میں مذاق نہیں کر رہا ہوں (بلکہ یہ حقیقت ہے)۔“ یہ سن کر وہ تمام مال لے کر چلا گیا، اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اگر

میرا یہ عمل محض تیری رضا کے لئے تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے۔“ اس کی دعا کے ساتھ ہی چٹان ہٹ گئی اور وہ اپنی منزل کی جانب روانہ ہو گئے۔ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا..... الخ، باب قصة اصحاب الغار..... الخ،

الحدیث ۲۷۴۳، ص ۱۶۶۵)

بیٹھے بیٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے غار میں قید ہو جانے والوں کو اخلاص کے ساتھ کئے گئے نیک اعمال کی کیسی برکتیں نصیب ہوئیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2) میں اپنی نیت کو حاضر نہیں پاتا

حضرت سیدنا علی بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا فرماتے ہیں: ”عبدالملک بن مروان نے ایک شخص کو حاکم بنا کر مدینہ منورہ زَادَهَا اللہ شَرَفًا وَتَعْظِيمًا بھیجا تا کہ وہ بیعت وغیرہ کا سلسلہ کرے اور انتظامات سنبھالے۔“ چنانچہ میں حضرت سیدنا سالم بن عبد اللہ، حضرت سیدنا قاسم بن محمد اور حضرت سیدنا ابوسلمہ بن عبد الرحمن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس گیا اور ان سے کہا: ”آؤ ہم سب اپنے شہر کے نئے حاکم کے پاس چلتے ہیں تا کہ اس سے ملاقات کریں اور اسے اعتماد میں لیں۔“ چنانچہ ہم اس حاکم کے پاس گئے اور اسے سلام کیا، اس نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور کہا: ”تم میں سعید بن مسیب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کون ہے؟“ حضرت سیدنا قاسم بن محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا: ”سعید بن مسیب (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) اُمراء سے تعلق نہیں رکھتے انہوں نے مسجد میں رہنے کو لازم کر لیا ہے، وہ ہر

وقت دربارِ الہی عَزَّوَجَلَّ میں مشغولِ عبادت رہتے ہیں، دنیا داروں سے انہیں کوئی غرض نہیں، وہ اُمراء کے درباروں میں جانا پسند نہیں فرماتے۔“

اُس حاکم نے کہا: ”تم لوگ اسے میرے پاس آنے کی ترغیب دلاؤ اور اسے میرے پاس ضرور لے کر آنا، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! اگر وہ نہ آیا تو میں اسے ضرور قتل کر دوں گا۔“ اس حاکم نے تین مرتبہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ قتل کی دھمکی دی۔ حضرت سیدنا قاسم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس ظالم حکمران کی یہ دھمکی سن کر ہم بہت پریشان ہوئے اور واپس چلے آئے۔ میں سیدھا مسجد میں گیا اور حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ستون سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ میں نے انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور عرض کی: ”حضور! میری تو رائے یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمرہ کرنے چلے جائیں اور کچھ عرصہ مکہ مکرمہ میں گزاریں تاکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شریر حاکم کی نظروں سے اوجھل رہیں اور معاملہ رفع دفع ہو جائے۔“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”میں اس عمل میں اپنی نیت حاضر نہیں پاتا اور میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل وہ ہے جو خلوص نیت سے ہو اور صرف رضائے الہی عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہو۔“ (عیون الحکایات، ص ۵۸)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3) مسلسل چالیس سال تک روزے

حضرت سیدنا داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسلسل چالیس سال تک روزے رکھتے رہے مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اخلاص کا یہ عالم تھا کہ اپنے گھر والوں تک کو خبر نہ ہونے دی۔ کام پر جاتے ہوئے دوپہر کا کھانا ساتھ لے لیتے اور راستے میں کسی کو دے دیتے، مغرب کے بعد گھر آ کر کھانا کھالیا کرتے۔

(فیضانِ سنت، ج ۱، ص ۱۴۵ بحوالہ مَعْدِنِ اخلاق حصّہ اول ص ۱۸۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4) نیکیاں چھپانے والا غلام

ایک شخص نے ایک غلام خریدا۔ اس غلام نے کہا کہ اے میرے آقا! میں تین شرطیں لگاتا ہوں:

(1) آپ مجھے فرض نماز سے منع نہیں کریں گے، جب اس کا وقت آجائے۔

(2) آپ مجھے دن کو جو چاہیں حکم دیں، رات کو حکم نہیں کریں گے۔

(3) اپنے گھر میں میرے لئے ایک کمرہ جدا کر دیں، جس میں میرے سوا کوئی

دوسرا داخل نہ ہو۔

اس آدمی نے کہا میں نے یہ شرطیں قبول کیں۔ پھر اس آدمی نے کہا کہ اپنے

لئے کمرہ پسند کر لو۔ چنانچہ غلام نے ایک خراب سا ٹوٹا پھوٹا کمرہ پسند کر لیا۔ اس پر آدمی

نے کہا کہ اے غلام! تو نے خراب و خستہ کمرہ کیوں پسند کیا؟ غلام نے جواب دیا،

میرے آقا! کیا آپ نہیں جانتے کہ ٹوٹا پھوٹا کمرہ بھی اللہ عَزَّوَجَلَّ کی یاد اور اس کے ذکر کی برکت سے باغ بن جاتا ہے۔ چنانچہ وہ غلام دن کو اپنے آقا کی خدمت کرتا اور رات کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا۔

کچھ مدت کے بعد ایک رات کو اس کا آقا گھر میں چلتے چلتے غلام کے کمرے میں پہنچ گیا تو دیکھا کہ کمرہ روشن ہے اور غلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہے اور اس کے سر پر آسمان وزمین کے درمیان ایک روشن قندیل لٹکی ہوئی ہے اور وہ اللہ رب العلمین کی بارگاہ میں عاجزی انکساری کے ساتھ مناجات کر رہا ہے کہ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تو نے مجھ پر میرے آقا کا حق اور دن کو اسکی خدمت لازم کر دی ہے، اگر یہ مصروفیت نہ ہوتی تو میں دن رات صرف تیری عبادت میں مصروف رہتا اسلئے اے میرے رب عَزَّوَجَلَّ! میرا عذر قبول فرما لے۔ آقا اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی اور روشن قندیل واپس چلی گئی اور مکان کی چھت مل گئی۔

یہ سارا منظر دیکھ کر آقا واپس آ گیا اور سب ماجرا اپنی بیوی کو سنایا۔ دوسری رات وہ اپنی بیوی کو بھی ساتھ لے کر غلام کے دروازے پر آیا تو دیکھا کہ غلام سجدے میں پڑا ہے اور قندیل اس کے سر پر ہے وہ دونوں کھڑے ہوئے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے اور رورہے تھے۔ آخر کار صبح ہوئی تو انہوں نے غلام کو بلا کر کہا، ”تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر آزاد ہو، تاکہ تم جو عذر پیش کر رہے تھے، وہ دور ہو جائے اور تم یکسوئی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکو۔ غلام نے یہ سن کر اپنا سر آسمان کی

طرف اٹھایا اور کہا ”اے صاحبِ راز! راز تو کھل گیا، اب راز کھلنے کے بعد میں زندگی نہیں چاہتا۔“ پس اسی وقت وہ غلام گرا اور اس کی روحِ قفسِ غصری سے پرواز کر گئی۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الحادی عشر، بیان فی طاعة اللہ ومحبة رسولہ ﷺ، ص ۳۹)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5) اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کیا

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو اپنے دُڑے سے مارا پھر فرمایا: مجھ سے اس کا بدلہ لو۔ اس نے عرض کیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے لیے اور آپ کی خاطر معاف کر دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ تو کچھ بھی نہ ہوایا تو میرے لیے معاف کر دتا کہ مجھ پر احسان ہو یا صرف اللہ تعالیٰ کے لیے چھوڑ دو۔ اس نے عرض کیا: میں نے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے معاف کیا۔ آپ نے فرمایا:

ہاں اب بات ہوئی ہے۔ (الحدیقة الندیة، المبحث السابع..... الخ، ص ۵۲۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حکایت سے ہمیں یہ مدنی درس ملا کہ ہر نیک

عمل خالصتاً ”رضائے الہی“ کیلئے ہو، نیت ”غیر“ کی آمیزش سے پاک ہوتا کہ وہ بارگاہِ خداوندی میں شرفِ قبولیت پا جائے اور ہمارے لیے توشہِ آخرت بنے۔ ع

جس کا عمل ہے بے غرض اُس کی جزا کچھ اور ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6) ماں کا حکم نفس پر کیوں گراں گزرا؟

حضرت سیدنا ابو محمد مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ”میں نے بہت سے حج کئے

اور ان میں سے اکثر سفر کسی قسم کا زائرہ لئے بغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار ہوا کہ یہ سب تو میری خواہشِ نفسانی سے آلودہ تھے کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے گھرے میں پانی بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گراں گزرا، چنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفر حج میں میرے نفس نے میری موافقت فقط اپنی لذت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فنا ہو چکا ہوتا تو آج ایک حق شرعی پورا کرنا اسے بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا؟“ (الرسالة القشيرية، ص ۱۳۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس سے پتا چلا کہ بسا اوقات نفس نیکیوں کے پردے میں بھی اپنا کام کر دکھاتا ہے وہ اس طرح کہ جس نیک کام میں یہ لذت محسوس کرتا اور اپنی خواہش پوری ہوتے دیکھتا ہے اسے کرنے پر بخوشی تیار ہو جاتا ہے اور جس نیک کام میں اس کے لیے کوئی کشش (charm) نہ ہو اس میں گرانی کا مظاہرہ کرتا ہے۔

او شہد نمائے زہر در جام
گم جاؤں کدھر تری بدی سے (حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(7) پہلی صف چھوٹ جانے پر پریشانی کیوں؟

سیدنا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ القوی کیمیائے سعادت میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تیس برس کی نماز قضا کی جسے میں نے ہمیشہ پہلی صف میں کھڑے ہو کر ادا کیا تھا۔ اس کا باعث یہ ہوا کہ ایک دن مجھے کسی وجہ سے

تاخیر ہوگئی تو آخری صف میں جگہ ملی۔ میں نے اپنے دل میں اس بات سے شرم محسوس کی کہ ”لوگ کیا کہیں گے کہ یہ آج اتنی دیر سے آیا ہے؟“ اُس وقت میں سمجھا کہ ”یہ سب لوگوں کے دکھانے کے لیے تھا کہ وہ مجھے پہلی صف میں دیکھیں“ (چنانچہ یہ تمام نمازیں اکارت گئیں اور میں نے ان کی قضا لوٹائی) (کیمائے سعادت، ج ۲، ص ۸۷۶)

اللہ اکبر! ہمارے اسلاف کرام رحمہم اللہ السلام کا جذبہ اخلاص صدمرحبا! فقط ایک ”خطرہ دلی“ کی بنا پر تیس برس کی نمازوں کو رائیگاں تصور کر کے ان کی قضا لوٹائی اور ایک طرف ہم ہیں کہ ان کی غلامی کا دم بھرتے ہیں اور حال یہ ہے کہ اول تو ”کشتِ قلب (یعنی دل کی کھیتی)“، ”ذوقِ عبادت“ کے ”بیج“ سے خالی اور جیسے تیسے کر کے عبادت کر بھی لی تو ”اخلاص کے پانی“ سے سیرابی مفقود بلکہ ”نام و نمود کی آفتِ بد“ سے ”فصلِ عبادت“ تباہ کر بیٹھتے ہیں۔ ع

کھاگئی سب نیکیوں کو خواہش نام و نمود
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8) اخلاص فروش

حضرت سیدنا مبارک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: ”کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر و شرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا کہ

یہاں غیر اللہ کی عبادت کی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبہ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کھلاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا، اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جا رہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے انسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: ”تُو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جا رہا ہے؟“ اس مسلمان نے جواب دیا: ”میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔“ یہ سُن کر شیطان مردود نے کہا: ”جب تُو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تُو اپنے اس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔“ اس مسلمان نے کہا: ”میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔“ معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: ”میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔“

چنانچہ دونوں میں کُشتی ہو گئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا، پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: ”اگر تُو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تُو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دودینار ملا کریں گے۔“ وہ شخص کہنے لگا: ”کون میرے لئے دودینار رکھا کرے گا۔“ شیطان نے کہا: ”میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دودینار ملا کریں گے۔“ وہ شخص شیطان کی ان لالچ بھری باتوں میں آ گیا اور دودینار کی لالچ میں اس نے درخت

کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔ پھر جب صبح بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے دو دینار موجود تھے۔

پھر دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غصہ آیا اور کھاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا: ”کہاں کا ارادہ ہے؟“ وہ کہنے لگا: ”میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں، میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں، لہذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔“ شیطان نے کہا: ”تُو جھوٹ بول رہا ہے، اب تُو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔“ چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے گشتی شروع ہو گئی۔ اس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ دیا اور اس کا گلا دبانے لگا، قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہو جاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا: ”یہ تو بتا کہ تُو ہے کون؟“ شیطان نے کہا: ”میں ابلیس ہوں اور جب تُو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تُو نے مجھے گرا دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غصہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتا۔“

(عیون الحکایات، الحکایة العاشرة بعد المائة، حکایة ابلیس والرجل..... الخ، ص ۱۲۹)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! واقعی انسان بڑی آزمائش میں پڑ جاتا ہے کیونکہ دین کے کاموں میں اخلاص حاصل ہونا یہ نہایت ہی مشکل امر ہے۔ شیطان اس قدر مکاری کے ساتھ انسان کی نیت سے کھیلتا ہے کہ اسے پتا تک نہیں چلتا اور وہ بے چارہ شیطان کے ہاتھوں شکست کھا چکا ہوتا ہے۔ نیز اس حکایت سے معلوم ہوا کہ مدنی کام محض رضائے الہی کی نیت سے کرنے والے کو تائید ایزدی حاصل ہوتی ہے جس سے مخلوق کو راضی کرنے کی نیت والا محروم رہتا ہے۔ حضرت فقیہ ابواللیث سمرقندی علیہ رحمۃ اللہ الہادی ارشاد فرماتے ہیں: امر بالمعروف (یعنی نیکی کی دعوت) کرنے والے کو چاہیے کہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی کا قصد کرے، اپنی کوئی ذاتی غرض پیش نظر نہ ہو کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رضا اور دین کی سر بلندی مقصود ہو گی تو اس عمل کی توفیق اور نصرت خداوندی حاصل ہوگی، اگر کوئی نفسانی غرض آگے رکھی تو اللہ تعالیٰ اسے رسوا (اور ناکام و نامراد) کر دے گا۔

(تنبیہ الغافلین، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، صفحہ ۵۰)

مبلغ کو برباد کرنے والے چند شیطانی وار

شیطان کے چند کامیاب ترین وار آشکار کئے جاتے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر یا سن کر کسی کو ناگوار بھی گذر سکتا ہے بلکہ غصہ بھی آ سکتا ہے اور جب کوئی ایسی کیفیات اپنے اندر محسوس کرے تو اسے فوراً ”اعوذ باللہ“ پڑھ کر اللہ سے شیطان کے شر سے پناہ مانگنی چاہیے۔

(۱) مُبْلَغ کے دل میں بعض اوقات یہ بات آتی ہے کہ میں تو بہت اچھا بیان کرتا ہوں۔
لوگ میری تعریف کیوں نہیں کرتے؟ میری واہ واہ کیوں نہیں کی جاتی؟ (۲) اس کے
دل میں یہ خواہش پیدا ہونے لگتی ہے کہ چونکہ میں مُبْلَغ ہوں، لوگوں کو چاہیے کہ جب
میں ان کے پاس پہنچوں تو میرے احترام کے لئے کھڑے ہو جایا کریں۔ (۳) مجھے
اچھی اور نمایاں جگہ پر بٹھائیں۔ (۴) مُعَلِّن صاحب (یعنی اعلان کرنے والے) میرا نام
مَعَ اَلْقَاب اچھی طرح پکاریں۔ (۵) میرے استقبال کے لئے نعرے لگنے چاہئیں۔
(۶) سَامِعِینَ سُبْحَانَ اللّٰہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ کر میرے بیان کی داد دیں۔ (۷) میرے
گلے میں پھولوں کا ہار پہنائیں۔ (۸) میری آؤ بھگت ہو۔ (۹) مجھے کھانا وغیرہ پیش
کیا جائے۔ (۱۰) اگر شیرینی وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے تو فوراً دل میں خیال آتا ہے کہ
مجھے عام لوگوں سے زیادہ ملنی چاہیے۔ (۱۱) مجھے کم از کم چائے تو ملنی ہی چاہیے۔
(۱۲) میری خدمت ہونی چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

دکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دکھتی رگ پر ہاتھ پڑ گیا ہے لیکن آپ انصاف
کیجئے کیا یہ ساری خواہشات اس لئے پیدا نہیں ہوتیں کہ آپ کو ”مُبلَغ“ بننے کا شرف
حاصل ہوا ہے۔ سَامِعِین کے دل میں یہ خواہشات کیوں پیدا نہیں ہوتیں؟ آخر اس
کارِ عظیم کے صلہ اور اجر کی عوام سے کیوں توثیق کی جا رہی ہے؟ جب آپ کے استقبال
کو کوئی نہیں اٹھتا، سواری پیش نہیں کی جاتی، تعظیم کی جگہ پر نہیں بٹھایا جاتا، چائے، پانی،

کھانا وغیرہ پیش نہیں کیا جاتا تو رنجیدہ کیوں ہو جاتے ہیں؟ اور اس طرح کے شکوہ سے آپ کیا چاہتے ہیں؟ جیسا کہ بعض مُبَلِّغین کہہ ڈالتے ہیں کہ میں کیا کروں مجھے تو لِفٹ ہی نہیں ملی یا لوگوں نے پانی تک کو نہیں پوچھا، مجھے تو آنے جانے کا کرایہ بھی پلے سے دینا پڑا وغیرہ وغیرہ۔

دل کا چور پکڑا گیا

اسلامی بھائیو! کیا یہ شکوہ آپ کے دل میں چھپے ہوئے چور کو ظاہر نہیں کر رہا کہ آپ نے بیان اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں اپنی واہ واہ کے لئے، چائے پانی کے لئے اور آؤ بھگت کرانے کے لئے کیا تھا۔ ذرا ماضی میں جھانک کر اُسلاف کا کردار دیکھئے کہ نیکی کی دعوت کی راہ میں کیسی کیسی صعوبتیں برداشت کرتے تھے اور اس کے باوجود کس قدر عاجزی کا مظاہرہ کرتے تھے اور طلبِ جاہ (یعنی عزّت کی خواہش) سے کس قدر بچتے تھے۔

ابھی مُبَلِّغ کے دل میں پیدا ہونے والی جن خواہشات کا ذکر ہوا، ان سے اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمیں محفوظ فرمائے اور اخلاص عطا فرمائے البتہ یہ چیزیں ہماری خواہش کے بغیر ہمیں مل جائیں تو پھر اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ مثلاً ہمارے مطالبہ کے بغیر کوئی سواری اپنی مرضی سے پیش کرے تو قبول کر سکتے ہیں۔ اسی طرح تعظیم وغیرہ کے دیگر معاملات ہیں۔ ان معاملات میں اپنے دل کو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈراتے رہیں کہ کہیں ریاکاری نہ پیدا ہو جائے۔

سراپا عاجزی کا نمونہ بن جائیں

پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری سنتوں کو عام کرنے کا جذبہ رکھنے والے دیوانو! حتی الامکان اپنی رفتار میں گرفتار میں اور پورے کردار میں تواضع پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ آپ اللہ عزوجل کے لئے عاجزی پیدا کریں۔ ان شاء اللہ عزوجل عظمت و سر بلندی خود آپ کے قدم چومے گی۔ جب بھی کوئی آپ کو بیان کی دعوت پیش کرے تو بغیر کسی طمع کے قبول کر لیا کریں۔ ہاں اگر کوئی عذر ہے تو پھر دوسری بات ہے۔ اس خواہش کو اپنے دل میں ہرگز ہرگز جگہ نہ دیں کہ آپ کی سواری کا انتظام کر دیا جائے اور آپ کو عزت کے ساتھ لے جایا جائے بلکہ اللہ عزوجل کے احکام اس کے پیارے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنتیں سیکھنے سکھانے کے لئے خود ہی پہنچ جایا کریں۔

جس کا عمل ہو بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے

کوئی بلاتا تو بزرگان دین بلا تکلف بیان کے لئے پہنچ جاتے

بزرگان دین کی خدمت میں جب بیان وغیرہ کی درخواست کی جاتی تو یہ حضرات بلا تکلف تشریف لے جایا کرتے۔ چنانچہ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب رملہ میں آئے تو حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انہیں پیغام بھیجا کہ ہمارے ہاں آؤ اور ہمیں درس حدیث سناؤ۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے کہا، آپ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے محدث اور زبردست

عالم اور بزرگ کو کہتے ہیں کہ آپ کے پاس چل کر آئیں۔ آپ نے فرمایا: ہاں میں تمہیں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شدت تواضع دکھانا چاہتا ہوں۔ پھر حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آئے اور ان کو حدیث پاک سنائی۔

(تنبیہ المغترین، الباب الرابع، ومن اخلاقهم زیادتہم..... الخ، ص ۲۲۸)

اے ہمارے پیارے اللہ عزوجل! ہمیں ہر عمل میں اخلاص عطا فرما اور ریاکاری کی مذموم بیماری سے ہماری حفاظت فرما کر ہمیں ہر عمل صرف اپنی رضا کی خاطر کرنے کی توفیق عطا فرما اور ہمیں اپنے مخلص بندوں میں شامل فرما۔

(آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

۱۔ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو کر اخلاص ایسا عطا یا الہی عزوجل

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

[9] کپڑا خدا عزوجل کے لئے پہنا ہے

حضرت داؤد طائی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک مرتبہ کپڑا اٹا پہن لیا تو لوگوں نے کہا کہ آپ اس کو اس حالت سے بدل کیوں نہیں دیتے، اس پر انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کو خدا کے لئے پہنا ہے اس لئے میں نہ بدلوں گا۔

(تنبیہ المغترین، ص ۲۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

[10] نیکی کا بدلہ

ایک شخص حضرت سفیان ثوری علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس کوئی تحفہ لایا۔ آپ

نے اسے لینے سے انکار کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تجھ سے یہ تحفہ نہیں لے سکتا، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ کبھی تو نے مجھ سے علم کی کوئی بات سیکھی ہو اور یہ تحفہ اس نیکی کا بدلہ بن جائے، نتیجتاً میں ثواب سے محروم ہو جاؤں گا۔ اس نے عرض کی حضور! میں نے کبھی بھی آپ سے علم دین نہیں سیکھا۔ آپ نے فرمایا، ”ہاں، یاد آیا تیرے بھائی نے مجھ سے علم دین سیکھا تھا۔“ یہ کہہ کر اسے واپس لوٹا دیا۔

(کمپائے سعادت، فصل نشاط عبادت ہمیشہ ریا نبود، ج ۲، ص ۷۰۰)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّدٍ
(11) ثواب ہی کافی ہے

حضرت سیدنا عبدالرحمن بن عمر اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے ایک روز خلیفہ ابو جعفر منصور کو اس کے مطالبے پر کچھ نصیحتیں فرمائیں۔ جب حضرت سیدنا امام اوزاعی علیہ رحمۃ اللہ القوی وہاں سے جانے لگے تو خلیفہ منصور نے تحائف اور رقم وغیرہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہی مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحائف و ہدا ایا لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا: ”مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں کیونکہ میں اپنی دینی نصیحتوں کو دنیوی حقیر مال کے بدلے فروخت نہیں کرنا چاہتا، (یعنی مجھے میرے رب عزوجل کی طرف سے ملنے والا اجر ہی کافی ہے۔) (عیون الحکایات، الحکایۃ العشرون، نصاب الاوزاعی للمنصور، ص ۴۵)

ۛ میرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو

کر اخلاص ایسا عطا یا الہی

پیارے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ
الْمُبِیْن تعلیم و تعلم اور تبلیغ و اشاعتِ دین کے خالصاً لوجہ اللہ ہونے کے متعلق کس قدر
حَسَّاس ہوتے تھے کہ صرف اس بنا پر کسی کا تحفہ لینے سے انکار کر دیتے تھے کہ کہیں یہ اس
کا عوض نہ بن جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

{12} گناہوں کی نحوست

حضرت سپیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار ارشاد فرماتے ہیں: میرا ایک
اسلامی بھائی تھا جو کہ میرا بہت مُعْتَقِد تھا۔ وہ ہر دُکھ سُکھ میں مجھ سے ملاقات کرتا۔ میں
اس کو انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار اور گریہ وزاری کرنے والا سمجھتا تھا۔ میں نے کچھ
دنوں تک اسے نہ پایا اور مجھے بتایا گیا کہ وہ تو بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ میں نے اس کے
گھر کے متعلق دریافت کر کے اس کے دروازے پر دستک دی تو اس کی بیٹی آئی اور
پوچھا: ”کس سے ملنا چاہتے ہیں؟“ میں نے کہا: ”فلاں سے۔“ وہ میرے آنے کی
اجازت طلب کرنے اندر گئی، پھر لوٹ کر آئی اور کہنے لگی: ”آپ اندر آ جائیں۔“
میں نے داخل ہو کر دیکھا کہ وہ گھر کے وسط میں بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ چہرہ سیاہ، آنکھیں
نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے اسے ڈرتے ڈرتے کہا: ”اے میرے
بھائی!“ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کی کثرت کرو۔“ اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بڑی مشکل
سے میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہو گئی۔ میں نے دوسری مرتبہ بھی تلقین کی
تو اس نے مجھے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دوبارہ اس پر غشی طاری ہو گئی۔

جب میں نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تو اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ”اے میرے بھائی! اے منصور! اس کلمہ کے اور میرے درمیان رکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔“ میں نے کہا: ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ“ کہاں گئیں وہ نمازیں، وہ روزے، تہجد اور راتوں کا قیام؟“ تو اس نے مجھے حسرت سے بتایا: ”اے میرے بھائی! یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں یہ عبادتیں اس لئے کیا کرتا تھا تاکہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار، اور تہجد گزار کہیں اور میں لوگوں کو دکھانے کے لئے ذکرِ الہی عَزَّوَجَلَّ کیا کرتا تھا۔ جب میں تنہائی میں ہوتا تو دروازہ بند کر لیتا، برہنہ ہو کر شراب پیتا اور نافرمانیوں سے اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصہ تک میں اسی طرح کرتا رہا پھر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے اپنی اسی بیٹی سے کہا کہ قرآن پاک لے کر آؤ، اس نے ایسا ہی کیا، میں مصحف شریف کے ایک ایک حرف کو پڑھتا رہا یہاں تک کہ جب سورہ یس تک پہنچا تو مصحف شریف کو بلند کر کے بارگاہ الہی عَزَّوَجَلَّ میں عرض کی: ”اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس قرآنِ عظیم کے صدقے مجھے شفا عطا فرما، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔“ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے بیماری کو دور کر دیا۔ جب میں شفا یاب ہوا تو دوبارہ لہو و لعب اور لذات و خواہشات میں پڑ گیا۔ شیطانِ لعین نے مجھے وہ عہد بھلا دیا جو میرے رب عَزَّوَجَلَّ کے اور میرے درمیان ہوا تھا، عرصہ دراز تک گناہ کرتا رہا، پھر اچانک اسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس میں میں نے موت کے سائے دیکھے تو گھر والوں سے کہا کہ مجھے میری عادت کے مطابق وسطِ مکان میں نکال دیں۔ میں نے مصحف شریف منگو کر پڑھا اور بلند کر کے عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس کی عظمت کا واسطہ جو اس مصحف شریف میں ہے، مجھے

اس مرض سے نجات عطا فرما۔“

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول فرمائی اور دوبارہ اس بیماری سے مجھے شفا عطا فرمادی۔ لیکن میں پھر اسی طرح نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا یہاں تک کہ اب اس مرض میں مبتلا یہاں پڑا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ اس دفعہ بھی مجھے وسط مکان میں نکال دو جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب میں مصحف شریف منگو کر پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی: ”یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس مصحف شریف کی عظمت کا صدقہ! مجھ سے اس مرض کو زائل فرمادے۔“ تو میں نے ہاتھ غیبی کی آواز سنی مگر اُسے دیکھ نہ سکا۔ یہ آواز اشعار کی صورت میں تھی، جن کا مفہوم یہ ہے:

”جب تو بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور جب تندرست ہوتا ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب تک تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روتا رہتا ہے اور جب قوت حاصل کر لیتا ہے تو بُرے کام کرنے لگتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مستغرق رہا اور عرصہ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈٹا رہا اور تجھ پر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل و کرم تھا، تو نے اسے بھلا دیا اور کبھی بھی تجھ پر نہ کچپی طاری ہوئی، نہ ہی خوف لاحق ہوا۔ کتنی مرتبہ تو نے اللہ

عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر توڑ دیا، بلکہ ہر بھلی اور اچھی بات کو تو بھول چکا ہے۔ اس جہان فانی سے منتقل ہونے سے پہلے پہلے جان لے کہ تمہارا ٹھکانہ قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سنارہی ہے۔“

حضرت سیدنا منصور بن عمار علیہ رحمۃ اللہ الغفار فرماتے ہیں: ”اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اس سے اس حال میں جدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ابھی گھر کے دروازے تک بھی نہ پہنچا تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ وہ شخص انتقال کر چکا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے برے خاتمے سے دوچار ہو گئے۔“

(روض الفائق، المجلس الثانی، ص ۱۷)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(13) اچھی نیت کا پھل اور بری نیت کا وبال

منقول ہے کہ دو بھائی تھے، ان میں سے ایک عابد اور دوسرا فاسق تھا۔ عابد کی آرزو تھی کہ وہ شیطان کو اپنی محراب میں دیکھے، ایک دن اس کے پاس انسانی شکل میں ابلیس آیا اور کہنے لگا: ”افسوس ہے تجھ پر! تو نے اپنی عمر کے چالیس سال نفس کو قید اور بدن کو مشقت میں ڈال کر ضائع کر دیئے۔ تمہاری جتنی عمر گزر چکی اتنی ابھی باقی ہے، اپنے نفس کی خواہشات پوری کر کے لذت حاصل کر لے، اس کے بعد دوبارہ توبہ کر لینا اور واپس عبادت کی طرف لوٹ آنا، بے شک اللہ عَزَّوَجَلَّ بخشنے والا مہربان ہے۔“ یہ سن کر عابد نے اپنے دل میں کہا: ”میں نیچے جا کر اپنے بھائی کے پاس بیٹھ

سال لذات حاصل کروں گا اور خواہشات پوری کروں گا پھر توبہ کر لوں گا اور اپنی عمر کے بقیہ بیس سال عبادت میں صرف کر دوں گا“ اب یہ نیچے اُترنے لگا۔ ادھر اس کے گنہگار بھائی نے اپنے نفس سے کہا: ”تو نے اپنی عمر کو نافرمانی میں ضائع کر دیا اور تیرا بھائی جنت میں جبکہ تو جہنم میں جائے گا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں ضرور توبہ کر لوں گا اور اپنے بھائی کے ساتھ اوپر والے کمرے میں جا کر اپنی بقیہ عمر عبادت میں گزار دوں گا، شاید! اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بخش دے۔“ ادھر وہ توبہ کی نیت لے کر اوپر کوچھڑھنے لگا اور اس کا عابد بھائی نافرمانی کی نیت لے کر اترنے لگا کہ اچانک اس کا پاؤں پھسلا اور وہ اپنے بھائی پر گر پڑا اور دونوں سیڑھیوں پر اکٹھے مر گئے۔ اب عابد کا حشر نافرمانی کی نیت پر ہوگا اور گنہگار کا حشر توبہ کی نیت پر ہوگا۔“

پیارے پیارے اسلامی بھائیو! دن رات ہونے والے واقعات سے عبرت پکڑنے کے لئے اپنے دلوں کو فارغ کر لیجئے، کتنے ہی لوگ جو اللہ عَزَّوَجَلَّ سے دور تھے قریب ہو گئے اور بہت سے قرب والے دور کر دیئے گئے۔ ان کے گھر والوں اور پڑوسیوں نے ان سے جفا کی۔ قُرب حاصل کرنے والوں کے لئے جنت اور دوری اختیار کرنے والوں کے لئے دوزخ ہے تو اے عقل والو! عبرت حاصل کرو۔ بلاشبہ جب عابد ٹھوکر کھا کر پھسلا تو اپنی نیت تبدیل کرنے اور عبادت کے بعد حد سے بڑھنے اور گناہ کرنے پر رویا، وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے محبت تو کرتا تھا لیکن اگر اس کی محبت خالص ہوتی تو وہ ضرور وفا کی طرف لوٹتا اور عنقریب جان لے گا کہ اس نے گرنے والے کنارے پر بنیاد رکھی۔ پس اے عقل والو! نصیحت حاصل کرو۔ (روض الفائق، ص ۱۶)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(14) گفتگو کا جائزہ

”منہاج العابدین“ میں ہے، ایک بار حضرت سیدنا فضیل بن عیاض اور حضرت سیدنا سفیان ثوری رَحِمَہُمَا اللہ کی آپس میں ملاقات ہوئی۔ دیر تک گفتگو کرنے کے بعد حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری نے فرمایا: میں آج کی اس صحبت کو بہترین صحبت تصور کرتا ہوں۔ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ الرزاق نے فرمایا: ”میں تو اسے خطرناک صحبت خیال کرتا ہوں“۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری نے پوچھا کیوں؟ حضرت سیدنا فضیل بن عیاض علیہ رحمۃ الرزاق نے جواب دیا: کیا ہم دونوں اپنی گفتگو کو مزین اور آراستہ نہیں کر رہے تھے؟ کیا ہم تکلف اور ریا میں مبتلا نہیں تھے؟ حضرت سیدنا سفیان ثوری علیہ رحمۃ الباری یہ سن کر رو پڑے۔

(منہاج العابدین، ص ۵۳، مؤسسة السیروان بیروت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مقام غور ہے اللہ عزوجل کے ان نیک بندوں کی ملاقات مخلصانہ اور ان کی بات چیت خالص اسلامی تھی مگر خوفِ خدا عزوجل کے سبب رو رہے تھے کہ کہیں ہماری گفتگو میں اللہ عزوجل کی نافرمانی تو نہیں ہوگئی۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(15) میرا قرض کس نے ادا کیا؟

حضرت سیدنا عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رومیوں کے مقابلہ میں

جہاد کے لئے طُرُسُوس جاتے ہوئے شہر رَقَّہ کے ایک مسافر خانے میں قیام فرماتے تو ایک نوجوان آتا، آپ کی ضروریات پوری کرتا اور کچھ احادیث پڑھ لیتا تھا۔ ایک مرتبہ جب آپ وہاں پہنچے تو وہ نوجوان ملنے نہیں آیا۔ آپ جلدی میں تھے تو لشکر کے ساتھ چلے گئے جب جنگ سے فارغ ہو کر واپس رَقَّہ پہنچے تو لوگوں سے اس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ کسی کا اس پر قرض چڑھ گیا تھا، قرض خواہ نے نوجوان کو جیل میں ڈلوا دیا ہے۔ پوچھا: اس پر کتنا قرض ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: ”دس ہزار درہم۔“ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رات میں قرض خواہ کو اپنے پاس بلوایا اور اسے دس ہزار درہم دے کر قسم دی کہ جب تک عبداللہ زندہ ہے تم اس کے بارے میں کسی کو نہیں بتاؤ گے اور کہا کہ صبح تم اس نوجوان کو قید سے آزاد کروادینا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے۔ نوجوان جیل سے آزاد ہو کر جب شہر آیا تو آپ کی آمد کی اطلاع ملی اور معلوم ہوا کہ کل یہاں سے روانہ ہو گئے ہیں۔ یہ نوجوان اسی وقت روانہ ہوا اور چند منزل بعد ملاقات ہو گئی، فرمایا: کہاں تھے؟ میں نے تمہیں مسافر خانے میں نہیں دیکھا۔ عرض کی: حضور! قرض کے سبب قید خانے میں تھا۔ فرمایا: پھر تمہیں آزادی کیسے ملی؟ عرض کی: مجھے معلوم نہیں کس نے میرا قرض ادا کر دیا جس کی وجہ سے مجھے رہائی مل گئی۔ فرمایا: اے نوجوان! خدا کا شکر ادا کرو، اللہ رب العزت نے کسی کو تیرا قرض ادا کرنے کی توفیق دے دی ہوگی۔ اس نوجوان کو اس حسن سلوک کا پتا اس

وقت چلا جب آپ کا وصال ہو چکا تھا۔ (تاریخ بغداد، ج ۱۰، ص ۱۵۸)

(16) میرا نام ظاہر نہ فرمائیں

حضرت سیدنا ابواسمعیل بن نجید نیشاپوری علیہ رحمۃ اللہ القوی ”علم حدیث“ میں ”محدث کبیر“ اور ”تصوف“ و ”عبادات“ و ”معاملات“ میں اپنے زمانے کے ”شیخ اکبر“، ”زہد و تقویٰ“ میں ”یکتائے زمانہ“ اور اپنے دور کے ”ولی کامل“ تھے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے احوال و کرامات کو دیکھ کر عام طور پر لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ اپنے وقت کے ”ابدال“ ہیں۔ حضرت سپدنا ابن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد بہت مالدار شخص تھے۔ میراث میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیشمار مال ملا۔ مگر دولتِ علم و عمل کے اس دھنی نے درہم و دینار کی ساری دولت کو علماء و مشائخ و طلبہ پر نثار کر دیا اور چند ہی دنوں میں میراث کا سارا مال خدا عزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کر ڈالا۔ ایک مرتبہ انکے شیخ ابو عثمان حیرى علیہ رحمۃ اللہ القوی کو مجاہدین کی ضرورت کے لئے کچھ رقم کی ضرورت آن پڑی۔ کہیں سے کچھ انتظام نہ ہو سکا تو شیخ نے سیدنا ابن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس ضرورت کو بیان فرمایا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فوراً دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لا کر شیخ کے قدموں پر ڈال دیں۔ شیخ بیحد خوش ہوئے اور بھری مجلس میں اس کا اعلان فرما دیا اور لوگوں نے خوب واہ واہ کی۔ مگر ابن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو انتہائی صدمہ ہوا کہ افسوس! میرا یہ عمل خیر لوگوں پر ظاہر ہو گیا۔ بے تابانہ مجلس سے اُٹھے اور تھوڑی دیر میں پھر واپس آئے اور بھری مجلس میں شیخ سے عرض کیا کہ حضور! مجھے میرا مال واپس کر دیجئے میں ابھی اس کو خدا عزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ کرنا نہیں چاہتا۔ شیخ نے فوراً درہموں کی تھیلیاں ابن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے ڈال دیں اور سپدنا ابن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تھیلیاں اٹھا کر گھر لائے۔ پھر حاضرین مجلس میں خوب چہ میگوئیاں ہوئیں۔ مگر جب رات ہوئی اور شیخ اکیلے رہ گئے تو حضرت سیدنا ابن نجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پھر دو ہزار درہموں کی تھیلیاں لے کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میرے شیخ! آپ اس مال کو پوشیدہ طور پر خرچ فرمائیں اور میرا نام ہرگز کسی پر ظاہر نہ فرمائیں۔ یہ سن کر شیخ ابو عثمان علیہ رحمۃ الرحمن پر حالت گریہ طاری ہو گئی اور فرمانے لگے کہ ابن نجید! (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) تیری ہمت پر صد آفرین ہے!

(بستان المحدثین، جزء ابن نجید، علامہ ابن نجید کی خدمات..... الخ، ص ۲۵۲)

(17) بعد وصال سخاوت کا پتا چلا

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی میں دو مرتبہ اپنا سارا مال راہ خدا عروج میں خیرات کیا اور آپ کی سخاوت کا یہ عالم تھا کہ آپ بہت سے غرباء اہل مدینہ کے گھروں میں ایسے پوشیدہ طریقوں سے رقم بھیجا کرتے تھے کہ ان غرباء کو خبر ہی نہیں ہوتی تھی کہ یہ رقم کہاں سے آتی ہے؟ مگر جب آپ کا وصال ہو گیا تو ان غریبوں کو پتا چلا کہ یہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سخاوت تھی۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۵، ص ۳۳۶، ۳۳۷ دار الفکر بیروت)

(18) میں کس کے لئے دکھاوا کروں گا؟

جلیل القدر محدث حضرت سیدنا محمد بن عبد الرحمن علیہ رحمۃ الرحمن ایک مرتبہ کسی سے ملنے گئے۔ درمیان گفتگو میں اس نے آپ سے کہہ دیا: میرا خیال ہے کہ آپ کے اعمال میں کچھ ریاکاری اور دکھاوے کی بو آتی ہے تو آپ نے فوراً زمین سے ایک

تکا اٹھایا اور فرمایا کہ میں کس کو دکھانے کے لئے اعمال کروں گا؟ خدا کی قسم! تمام روئے زمین کے دُنیا دار انسان میری نظر میں اس تنکے سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

(سیر اعلام النبلاء، ج ۷، ص ۱۱۰ دارالفکر بیروت)

(19) یہاں تعویذ نہیں بکتا

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے بدایونی پیڑوں کی ایک کوری (یعنی بالکل نئی) ہانڈی پیش کی۔ حضور (یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا: ”کیسے تکلیف فرمائی؟“ انہوں نے کہا کہ ”حضور کو سلام کرنے حاضر ہوا ہوں۔“ حضور جواب سلام فرما کر کچھ دیر خاموش رہے اور پھر دریافت کیا: ”کیا کوئی کام ہے؟“ انہوں نے عرض کیا ”کچھ نہیں حضور! محض مزاج پرسی کے لئے آیا تھا۔“ ارشاد فرمایا: ”عنایت، نوازش“ اور قدرے سکوت کے بعد حضور نے پھر بایں الفاظ مخاطب فرمایا: ”کچھ فرمائیے گا؟“ انہوں نے پھر نفی میں جواب دیا۔ اس کے بعد حضور نے وہ شیرینی مکان میں بھجوا دی۔

اب وہ صاحب تھوڑی دیر کے بعد ایک تعویذ کی درخواست کرتے ہیں، ارشاد فرمایا کہ ”میں نے تو آپ سے تین بار دریافت کیا، مگر آپ نے کچھ نہ بتایا، اچھا تشریف رکھئے۔“ اور اپنے بھانجے علی احمد خاں صاحب مرحوم کے پاس سے تعویذ منگا کر (کہ یہ کام انہیں کے متعلق تھا) ان صاحب کو عطا فرمایا اور ساتھ ہی حاجی کفایت اللہ صاحب نے حضور کا اشارہ پاتے ہی مکان سے وہ مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر سامنے رکھ دی، جسے حضور نے بایں الفاظ واپس فرمایا: ”اس ہانڈی کو ساتھ لیتے جائیے میرے

یہاں تعویذ پکتا نہیں ہے۔“ انہوں نے بہت کچھ معذرت کی، مگر قبول نہ فرمایا۔ بالآخر وہ بے چارے اپنی شیرینی واپس لیتے گئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج ۱، ص ۱۷۱)

سبحان اللہ! اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ تقویٰ پر قربان! اگرچہ وہ نذرانہ درحقیقت تعویذ کی اُجرت نہ تھا اور ہوتا بھی تو اس کی اجرت جائز ہے مگر آپ کے خلوص نے ایک امرِ دینی سے ذاتی نفع کا حصول گوارا نہ کیا اور آپ نے وہ نذرانہ واپس لوٹا دیا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(20) میں علم نہیں بیچتا

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نے جہانگیر خان صاحب قادری رضوی ساکن محلّہ چھپی ٹولہ قلعہ سے فرمایا کہ ”مجھے ایک پپا مڑی کے تیل کی ضرورت ہے۔“ کیونکہ وہ تیل فروخت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ ایک پپا تیل لے کر حاضر ہوئے، حضور نے قیمت دریافت فرمائی، انہوں نے جو قیمت تھی اس کا اظہار بایں الفاظ فرمایا: ”ویسے تو اس کی قیمت یہ ہے مگر حضور کچھ کم کر کے اتنی دے دیں۔“ اس پر حضور نے فرمایا: ”مجھ سے وہی قیمت لیجئے جو سب سے لیتے ہیں۔“ انہوں نے عرض کیا: ”نہیں! حضور آپ میرے بزرگ ہیں، عالم ہیں، آپ سے عام بکری (یعنی قیمت) کے دام کیسے لے سکتا ہوں؟“ حضور نے فرمایا: ”میں علم نہیں بیچتا ہوں۔“ اور وہی عام بکری کے دام خان

صاحب کو دیئے۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت، موضوع خودداری، ج ۱، ص ۱۷۲)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(21) عقیدت نہیں بیچ سکتا

امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ دعوتِ اسلامی کے اوائل میں جہاں سنتوں بھرا بیان فرمانے تشریف لے جاتے تو کوئی اسلامی بھائی عطریات وغیرہ کا بستہ لگا لیتے جو امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی ملکیت میں تھا مگر ہر ایک کو معلوم نہ تھا۔ امام مسجد کو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا یہ کسبِ حلال کے لئے کوشش کرتے ہیں کسی سے مانگ کر گھر نہیں چلاتے۔ جذبات میں آکر مائیک پر اعلان کر دیا کہ جو باہر عطریات وغیرہ کا بستہ ہے وہ امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ کی ملکیت ہے۔ آپ کسبِ حلال کے لئے کوشش فرماتے ہیں کسی سے سوال نہیں کرتے۔ آپ کے مزاج مبارک پر یہ بات انتہائی گراں گزری کہ یہ لوگوں کو کیوں معلوم ہوا، اب لوگ شاید میری عقیدت میں سامان خریدیں۔ آپ نے بستے پر ہونے والی اس دن کی آمدنی خود اپنے استعمال میں نہ لائے بلکہ راہِ خدا عزوجل میں دے دی اور فرمایا کہ ”میں اپنی عقیدت نہیں بیچ سکتا۔“

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دُعا

یا اللہ عزوجل اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا واسطہ ہماری خالی جھولیوں کو

دولتِ اخلاص سے بھر دے۔ امین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

ماخذ و مراجع

- (1) قرآن مجید کلام باری تعالیٰ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
- (2) کُنْزُ الْوَيْسَانِ فِي تَرْجَمَةِ الْقُرْآنِ امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
- (3) رُوحُ الْبَيَانِ علامہ اسلا م علی حق متوفی ۱۱۳۷ھ کوئٹہ
- (4) خَزَائِنُ الْعُرْفَانِ مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
- (5) نُورُ الْعُرْفَانِ مفتی احمد یار خان نعیمی نعیمی کتب خانہ گجرات
- (6) صَحِيحُ الْبُخَارِي امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (7) صَحِيحُ الْمُسْلِمِ امام مسلم بن حجاج نیشاپوری متوفی ۲۶۱ھ دارابن حزم بیروت
- (8) جَامِعُ تَرْغِذِي امام محمد بن عیسیٰ الترمذی متوفی ۲۷۹ھ دارالفکر بیروت
- (9) سُنَنِ أَبِي دَاوُد امام ابو داؤد سلیمان ابن اشعث متوفی ۲۷۵ھ دار احیاء التراث العربی
- (10) سُنَنِ ابْنِ مَاجَه امام محمد بن یزید القزوی ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ دارالفکر بیروت
- (11) سُنَنِ الدَّارِ قُطْنِي امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۵۸ھ مکتبہ نشر التیہ پاکستان
- (12) الْمُصَحَّحُ الْكَبِيرُ حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ دار احیاء التراث العربی
- (13) الْمُصَحَّحُ الْأَوْسَطُ حافظ سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ دار احیاء التراث العربی
- (14) الْجَامِعُ الصَّغِيرُ امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (15) شُعَبُ الْوَيْسَانِ امام احمد بن الحسین بھقی متوفی ۴۵۸ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (16) مِشْكَاةُ الْمُصَابِيحِ شیخ محمد بن عبد اللہ خطیب البدر یزید متوفی ۷۷۱ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (17) كُنْزُ الْعُمَالِ علاء الدین علی متقی الہندی متوفی ۹۷۵ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (18) فِرْدَوْسُ الْأَخْبَارِ حافظ شیرازی بن شہر دار دیلی متوفی ۵۰۹ھ دارالفکر بیروت
- (19) الْمُسْنَدُ لِلْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ دارالفکر بیروت
- (20) مُسْنَدُ أَبِي يَعْلَى الْمُوَصَّلِي ابویعلیٰ احمد موصلی متوفی ۳۰۷ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (21) الْمُسْتَدْرَكُ عَلَى الصَّحِيحَيْنِ امام محمد بن عبد اللہ الحاکم متوفی ۴۰۵ھ دارالمعرفہ بیروت
- (22) مَجْمَعُ الزَّوَايِدِ حافظ نور الدین علی بن ابوبکر حصی متوفی ۸۰۷ھ دارالفکر بیروت
- (23) التَّرغِيبُ وَالتَّرْهِيْبُ امام زکی الدین عبد العظیم المنذری متوفی ۶۵۶ھ دارالفکر بیروت
- (24) جَامِعُ الْأَحَادِيثِ امام جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ دارالفکر بیروت
- (25) قَبْضُ الْقَدِيرِ علامہ محمد عبد الرؤف المناوی متوفی ۱۰۳۱ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (26) شَرْحُ السَّنَةِ محمد بن حسین بن مسعود بنوی متوفی ۵۱۶ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (27) نَزْهَةُ الْقَارِي مفتی محمد شریف الحق امجدی فریدک اسٹال لاہور
- (28) أَيْشَةُ اللَّعَاَتِ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کوئٹہ
- (29) مِرَاةُ الْمَنَاجِيحِ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
- (30) دُرِّ مُنْخَارِ علامہ علاؤ الدین صہبانی متوفی ۱۰۸۸ھ دارالمعرفہ بیروت

- (31) رَدُّ الْمُخْتَارِ سید محمد امین ابن عابد بن شامی متوفی ۱۲۵۲ھ دارالمعرفہ بیروت
- (32) فتاویٰ رضویہ امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ رضا فاؤنڈیشن لاہور
- (33) بہار شریعت مفتی محمد امجد علی اعظمی متوفی ۱۳۶۷ھ مکتبہ المدینہ، مکتبہ رضویہ
- (34) تَنْبِيْهُ الْعَاغِلِيْنَ ابو الیث نصر بن محمد سمرقندی متوفی ۳۷۲ھ پشاور
- (35) جَلْبَةُ الْاَوَّلِيَاءِ امام الحافظ ابو نعیم الاسفہانی متوفی ۴۳۰ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (36) الرِّسَالَةُ الْقُشَيْرِيَّةُ عبدالکریم بن حوازن القشیری متوفی ۴۶۵ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (37) اِحْیَاءُ الْعُلُوْمِ امام محمد بن احمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ دارصادر بیروت
- (38) کیمیائے سعادت امام محمد بن احمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ دارصادر بیروت
- (39) مَكَايِشَةُ الْقُلُوْبِ امام محمد بن احمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ دارصادر بیروت
- (40) مِنْهَاجُ الْعَابِدِيْنَ امام محمد بن احمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ دارصادر بیروت
- (41) تَذْكِرَةُ الْاَوَّلِيَاءِ شیخ فرید الدین عطار متوفی ۶۰۶/۶۱۶ھ انتشارات گنجینہ
- (42) رَوْضُ الْقَائِقِ شیخ شعیب الحرمین متوفی ۸۱۰ھ کوئٹہ
- (43) تَنْبِيْهِ الْمُغْتَرِبِ عَبْدِالوہاب بن احمد بن علی الصاری متوفی ۹۷۳ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (44) اَلْزَّوْجَرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْكِبَائِرِ ابو العباس احمد بن محمد بن شمس متوفی ۹۷۳ھ دارالفکر بیروت
- (45) اَلْحَدِيْقَةُ النَّدِيَّةُ علامہ عبدالغنی نابلسی متوفی ۱۱۳۳ھ پشاور
- (46) اِتِّحَافُ السَّادَةِ الْمُتَّقِيْنَ علامہ مرتضیٰ الزبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (47) اَخْلَافُ الصَّالِحِيْنَ علامہ ابو یوسف محمد شریف کوٹلوی المدینہ العلمیہ کراچی
- (48) تاریخ بغداد امام ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی متوفی ۴۶۳ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (49) اَلْيَوْاقِثُ وَالْخَوَاهِرُ امام احمد بن علی اشعرائی متوفی ۹۷۳ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (50) اَلْوَلِيْفَةُ الْكَرِيْمَةِ امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کراچی
- (51) عُيُوْدُ الْحِكَايَا ابو الفرج عبدالرحمن بن علی الجوزی متوفی ۵۹۷ھ دارالکتب العلمیہ بیروت
- (52) ملفوظات امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ فرید بک اسٹال لاہور
- (53) حیات اعلیٰ حضرت مولانا ظفر الدین متوفی ۱۳۸۲ھ مکتبہ رضویہ لاہور
- (54) حدائق بخشش امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۳۰ھ مکتبہ المدینہ کراچی
- (55) شیطان کے چار گدھے امیر اہل سنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مکتبہ المدینہ کراچی
- (56) فیضان سنت امیر اہل سنت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری مکتبہ المدینہ کراچی



سُقَّت کی بہاریں

مكتبة الهدية كى شامى

فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، برائی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

021-34921389-93 Ext: 1284 : 20